بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اشتری من المومنین انفسہم بان لہم الجنۃ والرضوان والصلوۃ علی من دلنا علی
تجارۃ تنجینا من العذاب والخسران وعلی الذین بایعوہ بالصدق واتبعوہ بالاحسان اما بعد فیا ایہا
الاخوان ایاکم من الحرام ومشتبہات الامور وعلیکم باصلاح الاعمال وتطہیر الاموال وما حیوۃ الدنیا
الا متاع الغرور۔ خادم المسلمین شیخ محمد تھانیسری عرض کرتا ہے کہ وہ حقوق جنکا مواخذہ آدمی
سے ہوگا دو قسم کے ہین حق اللہ حق العباد مگر اللہ تعالی غنی وکریم ہے ندامت اور توبہ سے
معاف کرتا ہے اور بندی کے حق بے ادا کئی معاف نہین ہوتے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے کہ شہید کے سب گناہ معاف ہوجاتی ہین مگر قرض پس حق العباد کی رعایت زیادہ
تر لازم ہے اور حق خواہ بدنی ہوتے ہین خواہ مالی بدنی حقوق تھوڑے ہین اور احکام اونکے معلوم و
مرقوم ہین مگر حقوق مالی کثیر الشیوع اور مختلف الوقوع ہین احکام انکے زمانے اور حال کے
اعتبار سے بدلا کرتے ہین اور مال باعث قوت و قیام جسم ہے ہر صالح و فاسق اسکا محتاج
ہر غریب و امیر اسکا خواستگار واجب ہے کہ مالی مسائل نہایت تفصیل سے بیان کئے جائین
تاکہ عوام مسلمان بھی حلال و حرام سے مطلع ہوکر اپنی تدبیر معاش مین حکم خدا اور رسول کے
پابند رہین اور دنیا مین آفات و ہلاک سے بچین اور آخرت مین اجر عظیم پائین خصوصا
اس زمانہ مین اسقدر سے نئے صورتین پیش آتی ہین اور طرح طرح کے معاملات جاری

ہیں کہ عوام کیا خواص کو بھی اوسکے سمجھنے میں دقت پڑتی ہے اور رفتہ رفتہ یہ امر قریب یقین
ہو گیا ہے کہ تدبیر معاش میں آزادی مطلق ہے عقل مختار ہے صرف نفع اور روزی کا
وسعت پر مدار ہے لہذا اس عاجز نے حسبۃ للہ یہ رسالہ مسمیٰ بہ تطہیر الاموال جمع کیا اور جہاں تک
نئے معاملات کے حکم بیان کیے اکثر مسائل میں کتب مشہورہ کا حوالہ دیا ہے کہ جو بات تحقیق کو
تر ددینو ماہران فن خوب جانتے ہیں کہ ان نئی صورتوں کی تخریج میں کیسا غور و فکر کرنا پڑتا ہے
اور اس ضعیف نے کیسی پرخطر مزلۃ الاقدام پر قدم رکھا ہے وما توفیقی الا باللہ قال سبحانہ تعالیٰ
یا ایہا الذین آمنوا انفقوا من طیبات ما کسبتم ای ایمان والو خرچ کرو پاک چیز و سے جو تمنے کمائی ہیں
ولا تیمموا الخبیث منہ تنفقون ولستم بآخذیہ الا ان تغمضوا فیہ اور نہ قصد کرو تم ناپاک مال کا کہ اوس سے
خرچ کرو اور ہرگز تم اوسکے لینے والے نہیں ہو مگر یہ کہ آنکھ بند کر لو لینے پر اجمالاً کچھ نہ دیکھو
تو بیشک حرام کہا سکتی ہو قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رجال یتخوضون فی مال اللہ بغیر حق
فلہم النار یوم القیامۃ (بخاری) جو لوگ گھستے ہیں اللہ کے مال میں بغیر حق کے انکی لیے آگ ہے قیامت کے دن طبرانی اور
بیہقی کی روایت ہے طلب الحلال فریضۃ بعد الفرائض یعنی حلال رزق بقدر کفایت طلب کرنا فرض ہے بعد
فرائض اسلامیہ کے اور فرمایا سعد اپنے کھانے کو پاک کر مستجاب الدعوۃ ہوگا (ترغیب الترہیب) اور تحصیل حلال کو یہی
خیال کرنا چاہیے کہ کون طریقہ احسن اور افضل ہے کیونکہ مال ملنا ہے اسکی تین صورتیں ہیں وہ جو کسیکے احسان و انعام
بخشش سے ملے جیسے صدقات سو وہ جو آپس کے دراہم اور حقوق قرابت و محبت و حقوق خدمت سے
حاصل ہوں جیسے تحائف و ہبہ و نذر و میراث وغیرہ ۳ وہ جو خاص اپنے مشقت و تدبیر سے
حاصل کیا جائے جیسے تجارت و پیشہ وری و غنائم وغیرہ اور بیشک یہی قسم سوم افضل ترین اموال
ہے کیونکہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے الید العلیا خیر من الید السفلی اوپر کا ہاتھ نیچے
کے ہاتھ سے بہتر ہے اور فرمایا حکیم ابن حزام کو جنہوں نے سوال کیا تھا من اخذہ بطیب نفس بورک لہ فیہ

اور فرمایا حضرت انس نے کہ مبارک ہے وہ کمائی کہ ہاتھ سے ہو اور بیع نیک (بخاری) اور فرمایا ما اکل احد
طعاما خیرا من ان یاکل من عمل یدہ (بخاری) اور ارشاد ہوا احل اللہ البیع اللہ نے خرید
و فروخت حلال کی اور فرمایا التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء یوم
القیامۃ (ترمذی) تاجر سچا امانت دار قیامت میں پیغمبروں اور صدیقوں اور شہیدوں کے
ساتھ ہوگا پس ایسی عمدہ تجارت کی جسکے فضائل مذکور ہوئے چند امور کا لحاظ ضرور ہے
سرمایۂ تجارت مال حلال سے ہو ایسی چیزوں کی تجارت نہ کرے جسکی زیادہ خریدار فساق یا
کفار یا امراء متکبر یا حکام ظالم ہوں کیونکہ انکی صحبت زہر ہے اور انکا مال بھی اکثر حرام کا
ہوتا ہے ایسی چیزیں بھی نہوں جو بالذات ممنوع ہیں اور ضرورۃ حکم جواز ملین ہیں
جیسے افیون اور مسکرات یا وہ تصویریں جو کپڑے یا ظرف یا کتاب میں بنا ہوں یا وہ ریشمی
اور زرتار کپڑے چاندی سونے کی چیزیں جو زنانہ یا مردوں کے استعمال میں آتی ہیں وہ کتب
جنمیں مذاہب باطلہ کے احکام یا تقویت ہو یا جنمیں فاسقانہ قصے ہوں یا شریعت کے
مخالف احکام ہوں کیونکہ یہ بھی اعانت باطل اور معاصی کے شبہ سے خالی نہیں اور ارشاد
ہوا ہے ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان یا گناہ کی مدد نہ کرو ایسی تجارت اور پیشے بھی
نہوں جنمیں سخت مشغولی اور کمال محویت کی ضرورت ہو اور تحصیل حسنات و حضوری جماعت
و وعظ و سعادت سنن و مستحبات سے محرومی رہے دشمن لیکن تحصیل مال پر کہ ہم
گنج گوہر تھا سفال ہے اور اسی طرف حق سبحانہ تعالی نے ترغیب دلائی ہے رجال لا تلہیہم
تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ اور ان میں ایسے مرد ہیں کہ نہیں کھیل میں ڈالتے انکو تجارت
اور بیع اللہ کے یاد سے یعنی ان سب کاموں میں اللہ کو بھولتے نہیں لیکن یاد رکھنا اس وقت مگر
ہے کہ آدمی زیادہ بکثیر و تحسین نہ پڑے ایسا مال بھی نہو جو غالبا ناقص اور خراب ہوا کرتا ہے
اور بے دن فریب اور عیب پوشی کے بکنا مشکل ہے کیونکہ انسان بمقتضائے نفس بخوف
نقصان ضرور ایسی صورتوں میں نیت بدل دیتا ہے بوقت خرید و فروخت ایسی لفظ نکلی
کہ جس سے فریب کی بو آئے جیسے یہ شے فلاں موسم یا شہر یا قوم میں زیادہ تر مطلوب اور عزیز
ہے یا اسمیں ایسی وصف ہیں یا اسکی صدہا خریدار ہیں یا ضرور تکو اسمیں نفع ہوگا لیکن اسکی

قسمیں کھا کر بیچنے میں ۔ دروغ مخفی یہ حرام ہے آپ نے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
الیمین الفاجرۃ منفقۃ للسلعۃ وممحقۃ للکسب یعنی جھوٹی قسم اگرچہ بعض ترغیب دہ اعتبار خریدار
یا باعث ۔ ایسی بے برکتی پیدا کرتی ہے (ضائع کرا دیتی ہے مال کو اور مٹا دیتی ہے کسب کو
اور فرمایا المنفق سلعتہ بالحلف الکاذب یعنی بیچنے والا اپنے مال کا جھوٹی قسم سے ان میں
سے ہے جس پر خدا رحمت کی نگاہ نظر نہ کریگا ۔ مخفی نہ رہے اسکو مضائقہ نہیں ۔ اگر کسیقدر
مبالغہ یہ اگر دروغ کے قریب ہے تو مکروہ تحریمی اور اگر سچ کے قریب ہو تو ترک اولیٰ ہے
۔ ناپ اور تول میں نہایت دیانت داری کرے بلکہ کسیقدر زیادہ دے کم نہ دے جیسا کہ
منقول ہے کہ آنحضرت نے جابر بن عبد اللہ سے اونٹ خرید کیا اور بلال سے فرمایا
کہ ایک وقیہ قیمت پر ایک قیراط زیادہ تولو اور کم تولنا ناپنا تو معاذ اللہ سخت گناہ اور
موجب بلائے آسمانی ہے چنانچہ شعیب علیہ السلام کی قوم پر اسی فعل سے عذاب
آیا قال اللہ تعالیٰ اقیموا الوزن بالقسط ولا تخسروا المیزان وقال اوفوا الکیل والمیزان اسی پر
شمار وغیرہ کو قیاس کر لو ۔ جب خریدے یا بیچے تو وہی قیمت لے جو منظور ہو پھر اگر
جانب مقابل کے اصرار یا تبدیل نرخ بازار سے بیشی و کمی ہو جائے تو مضائقہ نہیں اولاً
نیت مغالطہ اور دروغ کی نہ ہو جیسا کہ منقول ہے آنحضرت سے کہ خریدا آپنے اونٹ
جابر سے اور قیمت ہر بار زیادہ کرتے رہے یہانتک کہ جابر نے قبول کیا ۔ اگر جانب
مقابل بیوقوف یا صغیر السن یا محض ناواقف ہو یا ایسا دوست ہو جو بوجہ کمال اعتماد
یا مروت کے کچھ نہیں کہہ سکتا یا محول کر دے یا یہ سمجھا جائے کہ نرخ بازار یا ثمن جو کچھ
دیا جاتا ہے بہر گز تفاوت نہ کرے کیونکہ اسلام اور دیانت داری اور خدا ترسی اور
مروت سے یہ امر نہایت بعید ہے ۔ وعدہ خلافی نہ کرے اور خوب سمجھ کر وعدہ کرے
بہت خیال رہے کہ کسیکو بسبب تقاضی یا آمد و رفت وغیرہ کی وجہ سے تکلیف نہ ہو
اور جب ایسا ہو کہ کسی اپنے فعل اختیاری یا اضطراری سے دوسرے شخص کو کچھ
نقصان یا تکلیف پہنچی تو اسکا معاوضہ سخاوت اور جوانمردی سے کر دی جیسا کہ مروی
ہے ہمارے اور تمام عالم کے سردار سے کہ آپ قرض خواہ کو کچھ زیادہ عطا کرتے تھے

اور فرمایا بہتر وہ آدمی ہے کہ جو ادائی قرض میں احسن ہے یعنی ۱۰ تقاضا دیر یا کچھ زیادہ دے
اور آنحضرت سے ادائے قرض میں زیادہ دینا ثابت ہوا ہے ۱۱ معاملات میں خوب تفصیل
کرلیا کرے تاکہ انجام کار نزاع اور اختلاف کا احتمال نہ رہے خصوصاً قرض کے معاملات میں
تحریر ضروری ہے اذا تداینتم بدین الی اجل مسمی فاکتبوہ جب معاملہ کرو تم ساتھ قرض کے
ایک مدت کی لیے پس لکھو اوسکو ۱۲ حسابات ہمیشہ مرتب رکھا کرے کیونکہ فرمایا آنحضرت نے
ما حق امرء مسلم یبیت ثلث لیال الا وعندہ وصیتہ کسی مسلمان کی یہ شان نہیں کہ اوسپر تین
راتیں گذر جائیں اور اوسکی پاس وصیت لکھی ہوئی نہ ہو ۱۳ بیع اور اجارے میں نمونے اور وعدہ
کے خلاف نکرے بلکہ وہ کام کرے جس سے اہل معاملہ خوش رہیں اور بکشادہ پیشانی معاملہ
کو ختم کرے ۱۴ اگر جانب مقابل مجبور ہو یا اوسکا نقصان ہوتا ہو تو اقالہ کرے فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے من اقال مسلما اقال اللہ عثرتہ جس نے کسی مسلمان سے اقالہ کرلیا
اللہ اوسکا بوجھ ہلکا کردیتا ہے ۱۵ اجرت مقابلہ ادا کرے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اعطوا الاجیر اجرہ قبل ان یجف عرقہ (ابن ماجہ) ۱۶ معاملات میں نرمی اور عفو اور سخاوت
اختیار کرے جیسا کہ ارشاد ہوا ہے ان اللہ یحب سمح البیع وسمح الشراء وسمح القضاء اللہ
دوست رکھتا ہے نرمی کو بیع اور شرا اور حکم کرنے میں من انظر معسرا او وضع لہ اظلہ اللہ
یوم القیامۃ تحت ظل عرشہ یوم لا ظل الا ظلہ جسنے مہلت دی تنگدست کو یا کچھ کم کردیا اپنا
حق اوسکے ذمی سے سایہ دیگا اوسی اللہ قیامت کیدن اپنے عرش کے نیچے ایسے دن میں
کہ نہیں سایہ اوسدن مگر سایہ عرش کا اور خبر میں وارد ہے کہ ایک مرد بنی اسرائیل سے بعد موت
کے حساب کیا گیا پس کوئی نیکی نکلی مگر یہ کہ وہ امیر تھا اور آدمیوں سے معاملات میں اپنی خادموں کو
حکم کرتا تھا کہ تنگدست سے درگذر کریں پس فرمایا اللہ جل شانہ نے ہم مستحق تر ہیں اس
عفو اور تجاوز میں اس آدمی سے یعنی جس طرح اس نے تنگدستوں سے رحم اور نرمی کی ہے
ہم اوسپر اس سے زیادہ رحم کرینگے پس داخل کیا اوسکو جنت میں اور فرمایا ہے مطل الغنی
ظلم واذا اتبع احدکم علی ملی فلیتبع یعنی امیر کیلئے حق ادا کرنے میں اگر تساہل کرے تو یہ ظلم ہے
اور جب حوالہ کرے کوئی تم میں کا صاحب مال پر پس چاہیے کہ پیچھا کرے یعنی مفلس اگر

حیلہ حوالہ کرے تو مجبوری ہی اور جب کسی امیر پر تمہارا حق ہو تو اوسپر لتاڑنا اور سختی کرنا
کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ ظالم اور شریر ہے ہان مفلس و مجبور پر نظر رحمت چاہیے ۱۸
بیشنیت خیر رکے اور سبکی خیر خواہی کرے اور یہ قصد ہو کہ مجھی کو نفع ہو اور دوسرے کو نقصان پہنچے
۱۸ معاملات مین ذلت و خواری و خوشامد نکرے کیونکہ رزاق اللہ ہے اور اشراف نفس نہایت بری چیز ہے
اور شرف اسلام اور توکل اور یقین باللہ کی منافی ہے ۱۹ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا معشر التجار
ان الشیطان والاثم یحضران البیع فشوبوا بیعکم بالصدقة یعنی شیطان اور گناہ بیع مین موجود ہوتے ہین یعنی
کچھ نہ کچھ تجاوز ہو جاتا ہی پس چاہیے کہ کچھ خیرات کر دیا کرو تاکہ اوسکا کفارہ ہو جاوے ۲۰ سب سے زیادہ تر یہ ہے
کہ جس قسم کا کام کرتا ہو اوسکی متعلق مسائل خوب یاد کرے تاکہ مخالفت شرع سے بچے فرمایا حضرت عمر نے لا یبیع
فی سوقنا الا من قد تفقه فی الدین یعنی ہماری بازار مین وہی شخص کہ احکام دین سمجھتا اور جانتا ہو ۲۱
جمیع شروط و قیود نفعی کا جنکا ذکر بالتفصیل آچکا ہی لحاظ رکھی اور یہ حدیث شریف جامع ضروریات تجارت ہے
ان اطیب الکسب کسب التجار الذین اذا حدثوا لم یکذبوا واذا ائتمنوا لم یخونوا واذا وعدوا لم یخلفوا واذا اشتروا لم
یذموا واذا باعوا لم یمدحوا واذا کان علیهم لم یمطلوا واذا کان لهم لم یعسروا (ترغیب الترهیب) یعنی سب سے زیادہ
پاک کمائی اون سوداگرون کی ہی کہ جب بولتے ہین جھوٹ نہین بولتے اور جب اونکے پاس امانت رکھی جاوے
خیانت نکرین اور جب وعدہ کرین خلاف نکرین اور جب مول لین تو اوسکی مال کو برا نکہین (تاکہ
بائع قیمت کم کر دے یہ بھی ایک قسم کا مغالطہ ہی) اور جب بیچین تو اپنے مال کی تعریف بھی نکرین تاکہ
خریدار دھوکے مین آکر خرید نہ لی) اور جب اونکے ذمے قرض ہو تو ورنگ و سستی نکرین اور جب اونکو کسی سے
لینا ہو تو اوسپر سختی نکرین (اوسکی طاقت سے زیادہ) حاکمیت تمام مخلوقات حضرت سبحانہ تعالی کی تین
طرح پر ہے (۱) وہ چیزین مالک ہو سکتی ہین نہ مملوک جیسی فرشتے (۲) وہ چیزین مالک بننے کی صلاحیت عطا ہوا
جیسے انسان (۳) وہ جنکو مملوکیت کی استعداد دیگئی جیسی اور تمام اشیا مگر ان مملوک اشیا سے بعض کو اپنی ملک
مین خاص کر کے عموماً اپنے بندون پر مباح فرمایا جیسے دریا جنگل شکار وغیرہ اور بعض کو بندون کی ملک خاص مین
رکھا لیکن انسان ایسی طبیعت پر نہین پیدا ہوا ہی کہ کسی وقت اون چیزون کی مالک ہو جانیکا خیال چھوڑ کر
قبضے مین نہین چھوڑ دے یا ہر دم نئی قسم کی حاجت اوسے پیش نہ آئی اسلیے قسم قسم کی معاوضات
اور ملک کی طریقے اسی تعلیم فرمائے اور طرح طرح کی حقوق باہمی معین کیے تاکہ اونکی ذریعے سے اپنی حاجتون

پہلا سبب اور دوسرا نتیجہ ملک پیدا ہونے کی ہیں اسباب ملک اسکی دو قسمیں ہیں اول قہری جیسے میراث دوم اختیاری اسکی چار صورتیں ہیں اول عقود جو کہ ایجاب و قبول سے متعلق اور فریقین کی رضامندی پر موقوف ہیں پس یہ یعنی معاوضہ ہوتی ہیں جیسے خرید و فروخت نکاح خلع صلح بیع اجارہ شرکت مساقات وغیرہ اور کبھی بلا معاوضہ جیسے عاریت ہبہ صدقہ وصیت۔ دوم دعاوی ثانیہ اسمیں ضرور ہے کہ کسی مال کا عوض یا فعل کی جزا ہو جیسے ضمان غصب و سرقہ و اتلاف مال امانت و دیت وغیرہ۔ سوم قبض و حیازت اور یہ اشیاء مباح میں خاص ہے جیسے شکار جنگل کی گھاس دریا کا پانی اور وہ جو معدن سے نکلے۔ چہارم غلبہ و قہر جیسے غنیمت یعنی کفار پر غالب ہوئی یا دار حرب سے کوئی چیز لے آئی یا کفار ہماری کسی چیز پر غالب ہوئی (شرح وقایہ)

محرمات اسکی دو قسمیں ہیں اول حرام محض جیسے شراب خنزیر مردار وغیرہ انکا نفع اور استعمال دونوں حرام ہیں مگر بوقت ضرورت و اضطرار مضائقہ نہیں دوم حرام لغیرہ اسکی پانچ قسمیں ہیں اول حرمت عقلی جیسے جانور حرام کا گوشت حرمت حسی جو اوسکی ذات سے جدا نہو سکے جیسے زہر افیون بھنگ وغیرہ انسے صرف دوا تک جو وصف محرم سے متعلق ہے منع ہے جیسے زہر کا کھانا اور لگانا یا سونگھنے سے ہلاک کرے تو لگانا سونگھنا بھی منع ہے ورنہ نہ اور افیون بقصد لہو یا مقدار نشہ کھانا پینا ورنہ دوا تک جائز ہے۔ سوم بوجہ مخالفت شروط ملک جیسے چوری کا مال یا وہ چیز جو غصب یا ربوا یا رشوت یا بیوع باطلہ سے ملی اگرچہ بذاتہ حرام نہیں لیکن بوجہ تعلق حق غیر و عدم ملک و مخالفت احکام شرعی نہ ملک میں آتی ہیں نہ استعمال جائز ہوتا ہے۔ چہارم بوجہ مخالفت بعض شروط صحت جیسے بیع فاسد وغیرہ انمیں ملک ہے مگر نفع حرام ہے چاہئے کہ تصدق کردی جائیں۔ پنجم بوجہ اختصاص و احترام جیسے صدقہ بنی ہاشم اور اغنیا پر اور ریشم و نقرہ و طلا مردوں پر حرام ہے صدقہ یعنی اوساخ الناس صدقہ کو اگر نذر سادات کرے یا کسی غنی کو کھلائے تو لینا روا ہے اسکی تحقیق صدقہ ہے مگر جسکو دی اوسکی حق میں صدقہ نہیں ایسی ہی منقول ہے آنحضرت سے۔ ایسی ہی حرمت اجزای انسان کی

[illegible]

ہو جیسے کہ جیب جیسے انسان کی بال اور کمال اور جید ہی اور گوشت اور دانت وغیرہ کسیکا استعمال جایز نہیں

اقسام اموال مال خواہ دوسری چیزوں کی حاصل کرنیکی لئیے موضوع ہی جیسے چاندی سونا خواہ

نہ مخصوص ہو جیسے چاندی سونیکی سوای دوسری چیزین پس اول غیر متعین ہو اسلئیے کہ جب تک مقصود

نہین تو تعیین شرعی نہ چاہیئے امانت ہون یا کوئی صناعت کیجائے جیسے زیور تو متعین ہو جاینگی اور قسم

دوم متعین ہی اور متعین کی تین قسمین ہین اسلئے کہ خواہ مقدر ہوگا اسی مثلی کہتی ہین جب تک کسی صنعت

سے بیشی وکمی متحقق نہو جیسے غلہ ہر قسم کا تیل کا غذ بچھونا ووغیرہ دوم وغیرہ خواہ عددی متقارب ہو

جیسے کاغذ انگیدرحین کی ہیا تو ایک نمبر کی چیزین خواہ قیمتی ہونگا یعنی جب عدد اور وزن اور کیل کا اعتبار

نہ ہو تو قیمت کی اعتبار سی تمیز ہوگی جیسے حیوانات اور ہر قسم کی مصنوعات وغیرہ پس اگر کسی کسیکا

مال لی لیا اور بعینہ موجود ہی تو غیر متعین مین مختار ہی کہ وہی رکہ لی یا دوسری دیدی اور متعینات مین

وہی مال دینا ہوگا اور اگر وہ مال موجود نہین تو مثلی اور عددی مین قیمت واجب الادا ہوگی بلکہ ویسا ہی

مال ادا کری اور قیمتی مین قیمت ادا کری اور معاوضات یعنی ثمن بیع یا اجرت وغیرہ مین قیمتی کی تعیین

اشارہ وغیرہ سی ضرور ہی اور مثلی اور نقدین مین وصف وغیرہ کافی ہی پہر سب اموال چار نوع کے

ہین حلال غیر مملوک جیسے عاریت کی چیزین حلال و مملوک یعنی وہ مال جو صورتاً حقیقۃً وجہ شرعی

حاصل ہون اور اسکی تفصیل اسباب ملک اور تمام رسالی مین مذکور ہی مملوک غیر حلال وہ اموال جنمین

صرف صورتاً وجہ شرعی پائی جای جیسے حاصل بیع واجارۂ فاسدہ کے غیر مملوک وغیر حلال جسمین کوئی وجہ

شرعی نہو مالک راضی ہو یا نہ جیسے ربوا۔ رشوت غصب۔ سرقہ بیع باطلہ وغیرہ پس جو مال مملوک ہی

اور حلال نہین وہ اگر دوسری شخص کی ملک مین جائے اور وہ دینے والا نہ سمجھے تو بیمال حرام ہی تو اوسپر حلال

ہوگی جیسے کہ کسی نے زید سے غلہ بطور بیع فاسد لیا پہر اوسی بیچا یا اوسکی زوجہ یا دوسری مستحقین نے اوس کے

پایا اور مالکو چھوڑ دین کیونکہ غلط ہوتی ہے جو کچھ بیع سے فاسد خریدا تھا تو وہ بالکل ویسے ہی حلال ہے
اور وہ مال اسکی ملک میں آجاتا ہے (شامی) اور بیع فاسد کو اسی کیجہ واسطے فسخ کیا (ہدایہ) اور یہ مال اگر نقدین سے ہو
تو جو شی اوسکی عوض لیا ہی اوسکی تین صورتین ہین ایک یہ کہ یہی نقد حرام عوض بھی قرار پائی اور یہی
دیا ہی جیسی یہ صندوق بعوض ان پانچ روپیون کی جو بیع یا اجارہ فاسدہ میں لئی ہین خرید اسپر روپیہ
دیدی اب صندوق سی نفع اوٹھانا حرام ہے دوسرے یہ روپیہ عوض قرار پائین مگر دوسری روپیہ دیدی
تیسرے مطلق عقد کرے مثلاً یہ صندوق پانچ روپیہ کو خریدا اور ثمن ان روپیونسی ادا کیا ہی ان دونو
صورتون میں صندوق سی انتفاع حلال ہی مگر اس روپیہ دینی کا اسپر گناہ ہوگا اور اگر غیر نقدین
ہو تو معاوضی سے بھی حرمت مرتفع نہوگی (ہدایہ) ایسی مالونکی طاہر کرنیکی یہ صورت ہی کہ اگر ممکن
ہو تو واپس کردی ورنہ اگر نقدین سی ہی تو جس چیز یا جس عمل کا عوض ہی اوسکی اصلی قیمت سے
جسقدر زیادہ ہو وہ تصدق کردی اور اگر غیر نقدین ہی تو بعینہ اور اگر کچھ نفع ہو تو اوسی تصدق
کردے یہ مال پاک ہوجائیگا باقی رہا ایسی غیر مشروع عقد کا مواخذہ اوسکا علاج توبہ اور انفعال ہے
اور اگر مال نہ ملک ہو نہ حلال بس اگر ممکن ہو تو مالک یا اونکی وارثونکی حوالے کری اور فعل سے تائب
ہو ورنہ بالکل تصدق کردی جائین نہ ان مالونمین زکوٰۃ ہے نہ کسیطرح ملک مین آسکتی ہین اور نہ پاک
ہوسکتی ہین البتہ اگر کوئی چیز خریدے اور ان مالونکو اوسکی عوض میں دیا تو بائع کے دین سے سبکدوش
اور اوس معاوضی کا مالک اور اصلی مالک کا دیندار ہوجائیگا اور گناہ باقی اور معاوضات مین حرمت
کا حکم رہیگا ایسی مالونمین زکوٰۃ بھی نہ وارثون اور مستحقونکو جان بوجھکر اسکا لینا جائز ہے مسئلہ ورثاکو
جبکہ معلوم ہو کہ اکثر مال مشترکہ حرام کا ہے مگر یہ نہیں جانتی کہ حلال کون ہے اور حرام کون تو ایکو
ترک تقوی لینا اوسکا جائز ہے مسئلہ شراب یا خنزیر کی قیمت سی مسلمانونکو اپنا حق لینا جائز نہیں
مگر جبکہ دینی والا ذمی ہو بس شراب فروش سے کسی چیز کی عوض مین وہ پیسی جو اوسی قیمت شراب مین
ملی ہین لینا جائز ہی اسلیے کہ یہ چیزین اونکی حق مین مال ہین بخلاف زر ربوا اور رشوت وغیرہ کی کہ یہ مسلم
یا کافر کسیکی ملک مین نہین آسکتی مسئلہ اس پر آشوب وقت مین دعوت یا معاوضہ عمل یا مبیع یا تنخواہ وغیرہ
مین دو امر کا لحاظ ضرور کرنی سے ایک یہ کہ اسکی پاس کوئی مال حلال بھی ہے یا بالکل نہین ہے جو بھی دیا جاتا ہے
وہ بعینہ اور بالیقین مال حرام سی ہے یا نہ امید ہی کہ اسقدر احتیاط پر بھی حق تعالی عفو فرماسے

حاکم قرار دے حکم جو ثابت ہو دیا شاہ دے حکم جو واقع ہو قرار دو دیا شاہ دے جو ثابت نہیں ہوا اور واقع ہو [illegible]
باطل ہو جو نہ واقع ہو نہ ثابت عرف اسکی چار صورتیں ہیں ۱ مستمر یعنی سلف سے منقول ہو [illegible]
تحقیق سنت و تقریر نبوی علیہ السلام ہی ۲ مشتہر یعنی تمام دنیا میں متعارف ہی ۳ طلاع کر [illegible] و [illegible]
یعنی ایک قوم یا ایک شہر کا عرف دوسری کے مخالف اور ۴ مشکل ہو جو متعارض اور ساقط ہی پھر عرف خاص یعنی
خاص قوم یا شہر کا عرف یہ مختلف فیہ ہی صاحب درمختار نے اسکا اعتبار کیا ہیں ۵ و دو قول بیان کئے اور شامی
میں مشائخ بلخ اور خوارزم اور علی نسفی سے جواز پر فتوی ہو اور سید شہید نے اسکی جواز سے انکار کیا اور کہا کہ اگر
بیع خمیر و خبز پر عرف ہو تو کیا جائز ہو سکتا ہی مگر یا اعتراض او عرف مستمر و مشتہر پر ہی جسکی مستند ہونے
پر اتفاق ہی وارد ہوگا حق یہ ہے کہ ہماری زمانے کا عرف سلف کی نصوص و اصول فقہی کے مخالف ہو [illegible] اور [illegible]
میں حاجت عام ہو تو اسکی جواز میں کلام زبردستی ہی ابواب یمین اور اوقات اور بیوع و اجارات وغیرہ
میں جزئیات فقہ کی تتبع سے اعتبار عرف خوب ثابت ہی والعرف فی الشرع له اعتبار لذا علیه الحکم قد یدار شامی [illegible]
تقسیم بیع آپس کی رضامندی سے دو مفید الوجین بعوض از ثبات ملک مبادلہ کرنیکو بیع کہتے ہیں بیع کی تیرہ قسمیں ہیں چار
بیع کا اعتبار سے حقیقی یعنی جب نقدین کی عوض اسباب بیچا جای ۲ بیع سلم جب ثمن نقد ہو اور مبیع مؤ
جل ۳ مقایضہ جب دونوں طرف اسباب ہو ۴ صرف جب دونوں طرف ثمن ہو اور چار ثمن کے
اعتبار سے ۵ مساومہ جب تعین ثمن میں بائع و مشتری مختار ہوں یعنی جو چاہیں قیمت قرار دیں ۶
مرابحہ یعنی نفع معین سے ۷ وضیعہ نقصان معین سے ۸ تولیہ اصل لاگت اور تین حکم کے اعتبار سے ۹ نافذ جو
فورا لازم اور واجب العمل ہو جای ۱۰ موقوف جو کسی امر پر موقوف ہو ۱۱ مکروہ جسمیں کوئی بات

[illegible]

[illegible]

خلافت شرع ہو یا شرط صحت کی کل جو ان سب سے بیع صحیح ہوتی اگرچہ مکروہ ہو یعنی گناہ اور موقوف نہیں
ہوتی اور فسخ کا اختیار ہی نہ ہو۔ بیع فاسد جسمیں بعض شرط صحیح کی مخالفت پائی جائے۔ شرط نفاذ لزوم
بیع باطل جو شرط انعقاد نہ پائے جانے سے واقع ہوتی ہے کہ یہ صورتیں باہم جمع بھی ہو سکتی ہیں شرط انعقاد
موقوف معلوم فاسد یہ غیر صحیح باطل ۔ اور عاقدین سات قسم کے ہیں۔ اصیل جو اپنا ہی مال بیچے یا
اپنے ہی لئے خریدے ۔ وکیل جو شرعی اجازت سے مختارانہ معاملہ کر سکے ۔ [illegible] مستحق
مستحق سے حیلی جو ناجائز طور سے مالکانہ معاملہ کرے جیسے غاصب ۔ چور اسکی بیع [illegible] ناجائز ہے
اور اگر مشتری کو معلوم نہ ہو تو معذور ہے اور مبیع پر تصرف جائز مگر جب مالک دعوی کرے تو مبیع اوسکی
حوالے کیا جاوے فقط بائع پر دعوی رہیگا مل سکے یا نہ ۔ فضولی جو مالک کی بے اجازت خرید
فروخت کرے یہ بیع اذن مالک پر موقوف اور قبل از استحقاق جائز ہے (ہدایہ) مجبور جیسے بااکراہ
معاملہ کرنا پڑے اسمیں جب مجبور کو اختیار حاصل ہو جائز رکھنے نہ رکھنے کا مختار ہے ۔ حاکم
یعنی سلطان ۔ یا قاضی ۔ یا ولی جو بغرض تعمیل احکام شرعی تصرف مالکانہ کرے پس جو شخص
شرعاً قاضی یا ولی نہ ہو سکے یا بلا دلیل شرعی کچھ تصرف کرے اوسکی بیع جائز نہ ہوگی ۔ صحت بیع کی
آٹھ شرطیں ہیں ۔ اول ایجاب یعنے پہلی درخواست جیسے خریدا بیچا ۔ **دوم قبول** یعنی منظوری
ایجاب و قبول کبھی تعاطی کے ذریعے سے بھی ہو جاتا ہے (ہدایہ) یعنی قیمت دیدی اور مال اوٹھا لیا
اور بائع نے کچھ مزاحمت نہ کی اور محل اسکا مجلس ہی یعنی ایک ہی مجلس میں ایجاب و قبول تمام ہو جا
پس جب زید نے ایجاب کیا اور بعد مجلس بدلنے کی عمر نے قبول کیا تو زید کے ایجاب کا کچھ اثر باقی نہ رہا عمر
کا قول ایجاب ابتدائی سمجھا جائیگا اور اگر مجلس نہ بدلتی یا زید انکار نہ کرتا اور عمرو قبول کر لیتا تو معاملہ
ختم اور بیع لازم ہو جاتی کسیکو مجال انکار اور موقع انحراف نہ رہتا مگر ایسی صورتوں میں احتیاط یہ ہے کہ
بعد قبول کے مکرر کہدیا جاوے کہ بیع تمام ہو گئی تاکہ بیع بوجوہ اتباع حدیث ہو جاوے اور وہم مخالفت
[illegible]

[illegible]

ہی باقی رہتی اور مجلس بدلنی سی ہر ایک ایجاب منسوخ ہو جاتا ہی جو شخص کہ اعراض سمجھا جاتا ہی جیسا کہ اگر ایک
شخص چلنی کی لئی کھڑا ہو گیا یا خود سو گیا یا کسی اور کام میں مشغول ہو گیا یا مجلس بدل گئی ان دونوں کیونکہ اگر دونوں
چلتے ہیں تو مجلس باقی رہتی ہی جبتک جدا نہوں (حاشیہ ۱) اور پیغام اور تحریر میں بھی ایسی ہی تبادلہ
سے ہی تحریر میں بعض عذر سے مہلت مل سکتی ہی مثل خط کی جواب میں چند امور اور ایسی لکھنا ہوں جو
فوراً ممکن نہیں یا اوسی وقت جواب کا بھیجنا مشکل تھا کیونکہ قاصد یا ڈاک کی لئی کچھ انتظار مطلوب تھا
یا تحریر جواب کی لئی ایک وقت خاص مقرر ہی اب اگر مکتوب الیہ نی عذر کیا کہ میں سکا نہ تھا یا فوراً خط
پڑھنی کی فرصت نہ تھی یا جواب وقت پر دیا گیا مگر کسی وجہ سی دیر میں پہنچا ایسی شکلوں میں کاتب
مجبور نہیں ہو سکتا اوسی اختیار ہی کہ ایجاب اول کو باقی رکھی یا نہ رکھی اور اگر کہا گیا نہیں یا میری کارندہ
یا منشی نی فوراً خط نہیں پڑھا یا جواب نہیں لکھا بلکہ جو وقت خطوط پڑھنی اور لکھنی کا معین ہی
اوس وقت تک توقف کیا گیا تو استثنا وقت کے نسبت عذر توقف مقبول ہو گا زید نے لکھنؤ سی
جمعہ کے دن بکر کو بمقام کلکتہ لکھا کہ ہزار روپیہ کا کپڑا فلاں قسم کا میں خریدتا ہوں جب بکر روز شنبہ ممانعت
تحریر کی اور بکر نی وہ کپڑا روانہ کیا تو اگر بکر نی اوس وقت تک جو اوسنی تحریر جواب کے لئی معین کیا ہی
ایجاب کر لیا تو زید کی ممانعت بیسود ہوگی اگرچہ مال روانہ کرنے سے پہلی ہی بکر کو اطلاع ہو گئی ہو اسلئی کہ بکر
نی مجلس میں قبول کر لیا اور بیع تمام ہو گئی اور اگر قبول کرنے سے پہلے یہ ممانعت بکر کو پہنچ گئی یا بکر نی
وقت معینہ کی بعد قبول کیا تو بیع نہوگی اور مال واپس کیا جائیگا اور خرچہ وغیرہ سب بکر کی ذمی ہو گا
واضح رہی کہ ایجاب و قبول اور قیمت طی کرنے میں فرق ہی ایجاب و قبول بعد تصفیہ جملہ ضروریات بیع
انعقاد کی غرض سے ہوتا ہی اور اوسکی بعد بائع و مشتری دونوں اس معاملی پر مجبور ہو جاتی ہیں اور
قیمت صرف اسلئی چکائی جاتی ہے کہ اسکی بعد مال پسند کیا جاوی یا مشتری اپنی مطلب پر غور کری اگرچہ
یہ مساوم بطور ایجاب و قبول ہو ۔ مگر مشتری کو اختیار رہتا ہی اسلئی کہ اگر مال دیکھا اور مقدار بیع وغیرہ
باہم قیمت چکانا ہی

[illegible]

بیشک تعین ہو گی تو انسیا بیچ سے کہ ظاہر ہیں اور اگر سب اسباب ظنی ہو نگی تب بھی اصلی اشیا رضا کا
لیکن ہو جسکی ہیں تمن انتقال یا تبدیل مقدار وغیرہ کی ضرورت نہیں کہ ہم مساوات سے بیچ لازم کرتے
تو شکل اول میں بیچ باطل یا فاسد ہو گی اور شکل ثانی میں رضا مشتری متحقق ہو گی مگر بائع
کو ایسے امور کی ضرورت نہیں ہے ہان جبکہ دو نو وقت مال ہو تو دونوں کو اختیار ہوگا پس اگر بائع و
مشتری میں اختلاف ہوا بائع نے کہا کہ بیچ تمام ہوئی اور مشتری کہتا ہے کہ نہیں یہ قبول بطور مساومت
ہے تو شکل اول میں عقد فاسد اور شکل ثانی میں اگر کوئی قرینہ اور احتمال معین قول مشتری ہو تو
قضا بیچ لازم ہو گی واللہ اعلم سوم **مال** یعنی وہ شی جسے محفوظ و مقبوض کر سکیں پس منافع
او ر حقوق مال نہیں اور اسمین پانچ چیزین شرط ہیں ۱ مفید ہو پس بیکار اور سڑی چیزیں اور وہ چیزیں
جو بادشاہ پھینک دیجاتی ہیں جیسے اکثر میوہ و تنکے چھلکی لکڑی کراکٹ و غیرہ مال نہیں مگر جبکہ کسی غرض کے
لیئے فراہم کیجا ہیں تو بک سکتی ہیں ۲ متقوم ہو یعنی شرع نے اوسکی قیمت قرار دیا منع نہوا اور بحیثیت
بیع مقصود و معزز سمجھی جاتی پس خمر خنزیر مال متقوم نہیں ۳ مملوکیت کی صلاحیت ہو پس آزاد آدمی
کسیکا مملوک ہو سکتا ہی نہ اسکا بیچنا جائز اور غیر کا مال اگرچہ ہماری ملک میں نہو مگر مملوکیت کی قابل ہے
۴ جائز الاستعمال ہو پس مردار اور پوست مردار قبل از دباغت اور خمر اور خنزیر اور سب حرام
اور نجس چیزیں نہیں بک سکتیں اسلیئے کہ نہ انکی بیچ جائز ہے نہ استعمال حلال ۵ مال مباح یعنی کسیکی ملک
میں نہو بلکہ ہر شخص اوس سے نفع اوٹھانیکا حق رکھتا ہے جیسے شکار جنگل کی گھاس دریا کا پانی یہ
یہ چیزیں بعد قبضہ کے مملوک اور مبیع ہو جاتی ہیں ۶ جائز البیع ہو پس حشرات الارض کیڑا اور ہنوز کا
بیچنا منع ہے ہان جبکہ اونسے کوئی خاص نفع ہو جائز ہیں چہارم وصف و مقدار ثمن یعنی اثمان اور
اوس کے قسم کو بیان کرے پس اگر تعداد بیان نکی تو بیچ فاسد ہے اور اگر وصف بیان نکیا اور کئی طرح کی سکے
ایک شہر کے رائج ہیں پس اگر رواج برابر اور قیمت متفاوت ہے تو بیچ فاسد ہے اور ایک سکے

[illegible]

زیادہ رائج ہی یعنی اتنا بکر دینا ہوگا پنجم تعیین مبیع اسکا ادنی درجہ ہی کہ مشتری کو معلوم ہوجاوی کہ
جو چیز میں خریدی ہو تغیر اور بیشی و کمی سے محفوظ ہی اور کل قیمت اسکی اسقدر ہی یہ صورتیں کبھی ناپ
اور تول اور شمار اور تخمینی اور اشارہ سے حاصل ہوتی ہین جیسے یہ سب غلہ دو سو روپیہ کا یا یہ گیہوں فی
من ایک روپیہ کا یہ آم فی عدد یا دو آنہ کا اور کبھی انقطاع اور انحصار سے معین ہوجاتا ہی جیسے جو
کچھ اس صندوق میں ہی یا جو چیز کہ اس کوٹھری میں اگرچہ مقدار اور وصف مبیع کچھ بھی معلوم نہیں مگر چونکہ
اور تغیر ہوسکتا ہی نہ کمی بیشی کا احتمال ہی نہ ثمن غیر محدود بخلاف اسکے کہ ان دو کپڑوں میں سے ایک کو بیچا یا گیہوں
کا انبار جسقدر ہو فی من ایک روپیہ کے حساب سے شکل اول مین تغیر مبیع ہی کہ نہیں معلوم کون کپڑا بیچا گیا اور
شکل دوم مین ثمن مجہول ہی کہ گیہوں سب کتنے روپیہ کے ہونگے اور یہ بھی ضرور ہے کہ ظاہر ہوجاوی کہ مبیع
یکمشت بکا یا علیحدہ علیحدہ کیونکہ بصورت یکمشت بکنے کے خریدار کو بعض چیزوں کی پھیر پھار کا اختیار نہیں اور
اگر یکمشت نہیں تو ثمن بھی جدا جدا بیان کیا جاوی اور مبیع معدوم اور غیر مقدور التسلیم نہو (عالمگیری)
ششم اہلیت عاقدین یعنے نابالغ مجنون مجبور محجور نہوں پس اگر معلوم نہیں کہ نابالغ یا
مجبور ہی اور معاملہ کیا تو گناہ نہیں مگر تا اختتام بیع اوسکا ولی یا آقا بیع فسخ کرسکتا ہی اور مجبور کا معاملہ
حالت اختیار پر موقوف ہی یعنی جب وہ جبر رفع ہوجاوی اوسی اختیار ہی کہ بیع قائم رکھی یا نہ اور جاہل
ہر حال میں گنہگار ہی مجنون کا معاملہ بے بنیاد ہی ہفتم مدت ادائی ثمن ضرور ہی کہ قیمت ادا کرنیکی
مدت بیان کردیجاوی تاکہ آخر کو نزاع نہو پس ایسی مدت جسکی عرف کی اعتبار سے نجان سکین یا جسکا قریبہ
سے وقت معین نہو جیسی پانی برسنی یا ہوا چلنے تک ناجائز ہی (ہدایہ) ہشتم ختم بیع کی ادا کا وعدہ کرنا یا
قرضکو نقد اور نقد کو قرض کرنا یا بجہت معرفت و معاملات سابق عادت قدیم پر اکتفا کرنا جائز ہے
حاصل کلام یہ ہی کہ وہ امر نہو کہ نزاع کا احتمال رہے یعنی خریدار کہی کہ مثلا میں ایک مہینی کا قصد کیا تھا
و بائع کہی کہ میں ایک ہفتہ سمجھا تھا اور اگر مال قرض بیچا اور مدت معین نکی تو ایک مہینا سمجھا جاویگا
(بحر) اور مدت اس سلم کی مبیع کی دینے کی مدت معین کرنا جائز نہیں ہی کیونکہ یہ وعدہ خواہ اسکی ہے

[illegible]

المبیع سی نفع اوٹھانا یا اوس چیز کا ادنیٰ سو ضرر پہنچنی صورت اول میں بیع ممنوع اور دوسری میں بیع جائز ہو
البتہ اگر یہ غرض ہی کہ بیع میں صراحت وغیرہ باقی رہی یا کمیں سی منگوا لی ہی یا کسی کارندہ سی بار کیا ہی کہ
پاس ہی تو وہ مع صحیح ہو گا جب وقت مشتری کی سکی اوسی اختیار ہی اور اگر یہ شرط لازمی قرار دیجائی
اور مشتری درمیان میں کی قبض وامتناع سے روکا جاوی تو بیع فاسد ہی ہشتم قدرت علی التسلیم
یعنی عاقدین معاوضی کی سپرد کرنی پر قدرت رکھتی ہوں پس وہ چیزیں جو معدوم ہیں جیسی حمل قبل از
علوق یا اڑتی ہوئی جانور یا دریا کی مچھلیاں یا وہ چیز جو اپنی قبضی میں نہو یعنی بک استثنی بیع السلم ثمن
کا فی الحال موجود ہونا شرط نہیں لیکن جب ایسی چیز ثمن قرار دیجاوی جو دنیا میں ممکن نہیں یا بیع
کی متعلقات سی ہی تو بیع صحیح نہیں مثلاً ایک بکری خریدی اور ثمن اوسکی بچہ قرار دی یا تلوار خریدی
اور اوسکا قبضہ یا میان ثمن قرار دیا اسلئی کہ ان صورتوں میں ثمن جزو مبیع ہی اور درصورت ہلاک
مبیع ادا غیر ممکن احکام بیع ۔ اول نافذ یہ فوراً لازم ہو جاتی ہی اور شرطیں اسکی بیان
ہو چکیں دوم موقوف جو فوراً لازم نہو بلکہ کسی شرط کی پائی جانیکی بعد نافذ ہو اسکی چار قسمیں ہیں
اول خیار شرط یعنی بیع بشرط الوفا ۔ بیع مجبور ۔ بیع فضولی پس خیار امام صاحب کے نزدیک تین
دن سی زیادہ نہیں اور صاحبین کی نزدیک جسقدر مدت مقرر کیجائی جائز ہی مشتری جسوقت اوسکا جی چاہی
واپس بیع تمام کر سکتا ہو مگر فسخ کرنیکی لئی ضرور ہی کہ بایع کو خبر ہو جاوی مسئلہ مشتری نے واپسی کا قصد
کیا اور بایع مکان یا دوکان پر اپنی معمولی وقت میں نملا یا اوسکا کوئی مکان معین و معلوم نہ تھا تو
مدت خیار کی گذرنیسی خیار باطل ہوگا دو شریک خریدار رہیں اور ایک نی منظور کر لیا بیع تمام ہوئی

مشتری کی موت اور منظوری اور بالکا تصرف اور ایسی عیب حادث سی جو وقت عقد کے خیار رہتا
ہو جیسا ثابت ہی اور بیع لازم اگر بائع کو خیار ہی تو مال اوسکی ملک سے نہیں نکلتا اور ہلاک مال ہی
بیع فسخ ہو جاتی اور مشتری کی خیار میں مبیع ملک بائع سے نکل جاتا ہی مگر امام صاحب کی نزدیک
مشتری کی ملک نہیں ہوتا بخلاف صاحبین کی اوسکا نتیجہ یہ ہی کہ اگر میں فلان چیز کا مالک ہوں
تو میرے ذمہ حج ہی اور وہی چیز بطور خیار خریدی امام کی نزدیک نہ مالک ہوا نہ ذمہ دار حج
صاحبین کی نزدیک ملک و حج دونو ثابت ہین (ہدایہ) اگر مبیع مشتری کے پاس ہلاک ہوا خیار
بائع سی قیمت اور خیار مشتری سی ثمن باتفاق عائد ہوگا اور بائع کے پاس ہلاک ہو تو دونو صورتو
بیع فسخ ہو گی خیار شرط مین میراث نہین یعنی زید نی ایک صندوق خیار کر خریدا اور مر گیا تو ورثہ کو پھیرنے
کا اختیار نہ (ہدایہ) مگر جبکہ زید نی کسی وصف خاص کی شرط پر خریدا تھا تو ورثہ کو اختیار ہی اور اسے
خیار وصف کہتی ہین (مجلہ) خیار تعیین یعنی چند چیزونسی بعض کے پسند کرنیکا اختیار اسکی دو صورتین ہین
۱ سب چیزین ایک جنس اور ایک قیمت کی ہون اسمین تین چیزونسی زیادہ کا جواز نہین اور یہی صورت
کتب مین مذکور ہی ۲ مختلف القیمت اور مختلف الجنس جیسے تربز کر کر ترتان یا تربز ترہ سب کچھ
نین سکتہ وغیرہ کرتان اسمین جسقدر ہون جائز ہی اسلئی کہ خیار تعیین بغرض پسند و انتخاب ہی اور یہ سوم شرا کے
صورت ہی اور پہلی صورت تین چیز خواہ ادنی ہو گی خواہ اوسط خواہ اعلی نہ چوتھا درجہ ہی نہ اوسکی ضرورت
کر دوسری صورت مین بے شمار درجی ہین اور اونکی ضرورت بھی ہی خیار تعیین مین مدت مقرر کرنا ضرور ہی
مگر امام صاحب کی نزدیک تین دنسی زیادہ نہو اور صاحبین کی نزدیک اختیار ہی جتنی مدت چاہی قرار
دی ہو آخر کر جب خیار تعیین کری خیار شرط بھی ضرور کر لی (یعنی چاہی تو کل چیزین پھیر سکی) جامع کبیر
مین مذکور ہی اور جامع صغیر مین مشروط ہی اور یہی مناسب تر ہی اسلئی کہ بوجہ عدم تعیین مبیع

فی بضاعہ مشتری کو یا معلوم ہو یعنی نہیں لیں اگر خیار شرط نہو تو کبھی بیع ہو جاتی مثلاً کسی نے دو چیزیں ایک ایک
بیچی یا ایک خریدنا قرار پایا لیکن تعیین نہیں ہوئی تو صورت مذکورہ باقی امانت ہیں ایک یا دو مشتبہ لینے کا اقرار کیا اور مشتری
زیادہ دیا کم لینے کو مشتری کو حق نہیں اور اگر مبیع عیب دار ہے یا ہلاک ہو تو ادس شے کی نسبت ثمن دینا ہوگی مگر جو چیز
ہلاک ہوا ادس چیز کی طرف منسوب ہوگا جو بیع کے لیے قرار دیا گیا تفصیل اسکی یہ ہے کہ مثلاً تین چیزیں تھیں ان میں سے ایک
کا ثمن لینے کا اقرار ہے اب پس اگر تینوں شے مشتری کے قبضہ میں ہیں اور ایک چیز کو لیا یا لے گیا اور ایک ناقص یا ہلاک ہو گئی تو
بعوض انکے ہو سکتا ہے اور اگر دونو ہلاک یا ناقص ہو گئیں تو اب خیار نہ رہا تیسری چیز امانت ہے واپس کرے اسلیے کہ
مبیع یا ضائع شدہ قابل واپسی نہیں پس حکم اوس بیع تقسیم ہوگی سے پس ہلاک ہو گئیں تو ایک چیز بعوض ثمن اٹھا
ہے اور اوسکا سادہ حصہ نہیں دونوں کا ثمن دیا اور اگر عیب دار ہو گئیں تو دو عیب دار معین کر لی ایک کا ثمن دیا پہلی ایک میں
عیب ہے دوسری میں پہر تیسری اب پہلی امانت ہے اسلیے کہ وہ دونو بوجہ تقدم عیب کے معین ہو گئیں اور اگر برابر نقصان
آیا مگر ایک میں نقصان زیادہ ہے تو جسمیں کم ہے وہ امانت ہے اسی طرح ایک یا تین کے خیار کا ہے حساب کر لینا چاہیے
اگر مشتری مر جائے تو اوسکے وارث کو بائع کا مال مخلوط ہے اوسکی وارثوں کو تعیین کرنیکا اختیار ہے مگر مدت اور خیار شرط نہیں
(ماخوذ از ہدایہ) مقبوض علی وجہ الشرا اور یہ خیار نہیں ہے یعنی بیع نہیں ہوئی بلکہ اس غرض سے وہ چیز لی گئی
کہ بعد پسند بیع و شرا کے گفتگو ہوگی اسمیں ضرور ہے کہ ثمن بھی ٹھہرا یا اور اگر معلوم ہو پس بیع رہے ہلاک ثمن و بعد استعمال
قیمت دینا پڑیگی اور اگر ثمن بیان نکیا تو محض امانت ہے اسکو مقبوض علی وجہ النظر کہتے ہیں خیار میں بیع ہو جاتی ہے مگر
مشتری کا حق ہے جبتک مختار نہ کرلی اور ان دونو صورتوں میں بیع ہوتی ہے نہیں بلکہ بیع کا قصد اور ارادہ کی طور پر
کا معاملہ شروع ہوتا ہے مال صرف امانت ہے (عقود الدریہ) اکثر تاجر اس شرط پر مال جا کر دیتے ہیں کہ جسقدر بکا اوسکی
قیمت قرار داد اور باقی مال بوقت طلب واپس دینا اور قیمت معینہ سے جو بیشی و کمی ہے وہ نفع و نقصان ہے مالک کو
اوس سے کچھ واسطہ نہیں یہ معاہدہ جائز ہے صحیح بخاری میں ابن عباس سے منقول ہے کہ فرمایا لا باس بان یقول بع ہذا
الثوب فما زاد علی کذا و کذا فہو لک اس صورت میں اگر مال ضائع ہو تو مالک کا نقصان ہو سکتا ہے بیع بشرط وفا [illegible]

شرط پر معاملہ کرنا کہ اگر اتنی دنوں میں قیمت ادا کی تو بیع نہ ہوگی اس صورت میں قبل از ادائی ثمن بیع
میں تصرف کرنا چاہیے اور اسکی مدت خیار کی طرح مختلف ہی مگر مفتی ابو یوسف اس قول پر امام
صاحب کی ساتھ ہیں سے خواہ بائع ہی دیں تھا اور اوسی قرضخواہ کی مانند کوئی چیز لیتا یا کہ دین تھی یا دینا
نہ تھا اور کوئی شی تہی اور قرار پایا کہ جب ثمن پہیرا جاوی بیع بہی واپس ہو یہ معاملہ تکمیل احکام رہن ہے
(ہدایہ عالمگیری شامی) اور اگر یہ شرط علاوہ بیع کی بطور وعدہ قرار پائی تو بیع صحیح اور شرط بحیثیت
وعدہ ملحوظ ہوگی اور اگر یہ شرط داخل عقد ہو تو بیع فاسد ہوگی میری نزدیک یہی قول اصح ہی پس اگر
زید نی عمرو سی ایک مکان بطور بیع بالوفا خرید کر عمرو کو کرایہ دیا تو کرایہ عمرو کی ذمے نہوگا اور ہمارے زمانے
تو جسقدر معاملے بیع بشرط وفا کی ہوتی ہیں وہ محض ربوا ہیں اور سود خواریکی حیلے اور بعض مسائل
یون بہی ہوتی ہیں کہ جب چاہیں گی اسقدر نفع دیکر مال پہیر لینگے یہ بہی سود ہی بیع فضولی یعنی
غیر کا مال بے اجازت بیچنا یا غیر کے لئے خریدنا امام شافعی اسی نادرست فرماتی ہیں مگر ہم ثابت کرتی
ہیں سے بحدیث عروہ ابی جعد جنکو حضرت نی ایک دینار بکری خریدنی کو دیا تہا اور اونہون نی دو بکریان
خرید کر ایک بکری ایک دینار کو بیچ کر ایک بکری معہ دینار لیکر خدمت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئی
اور آپ نی اونکی تجارت میں برکت کی دعا فرمائی سے بحکم ضرورت وحاجت جیسی مشتری پا ہوتی ہیں یا مالک
مفقود الخبر ہوگئے اور بیع یا مرہون یا مال ضائع ہوتا ہی یا مرتہن یا بائع کو روپیہ کی ضرورت ہو
ایسی حالتوں میں یہ قابض بطور فضولی کی بیچنے کی مجاز نہو مگر تو بڑا حرج ہوگا مگر بائع فضولی کو ضرور
ہی کہ بطور ناجائز قابض نہو تاکہ سرقہ وغصب سی فرق رہی ورنہ عاصی ہوگا اور خریدار اگر جانتا ہو
تو گنہگار ہی یہ بیع مالک کی اجازت تک موقوف ہی مگر مشتری کو حق تصرف حاصل ہو فضولی
بائع ہو یا مشتری مختار ہی کہ قبل از اجازت مالک بیع فسخ کر ڈالے (عالمگیری) مالک بائع و
مشتری دونوں پر دعوی کر سکتا ہی پس اگر فضولی کی پاس مال امانت تہا تو جبتک اصل مالک کی حوالے
کیا جاوی صرف اجازت کافی نہوگی اور امانت نہو تو اجازت کافی ہی اور ثمن فضولی کی پاس امانت
ہو اجازت [illegible] ہو یا نہ اور اجازت تب صحیح ہوگی کہ مالک کو قدرت کاملہ حاصل ہو پس اگر
[illegible] المتعاقدین یا ایسا مبیع جو قسم عروض سی ہو موجود نہو تو مالک کا اجازت دینا مفید نہوگا کیونکہ
اگر [illegible] فضولی معین ہو تو کسی ذریعی سے اجازت نافذ ہوگی اور مشتری معین تو کسکی حقیقہ

حتی ہونگی اور بیع نافذ ہو گی پھر اجازت ہوگی اور ہلاک ہو جاوے تو وارث مستحق ثمن ہے اگر قبل قبض
یا بعد اوسکے مشتری مبیع میں ایسا امر کرے یا عرض [illegible] اور اجیر [illegible] مال [illegible] یا اوس کو فروخت کر [illegible] قبضہ کر لیوے یا ہبہ
بیع ہو تو جائز ہے کیونکہ [illegible] جبتک [illegible] رہن [illegible] اور رہن جبتک [illegible] کو [illegible] علی البیع
کرانیکا [illegible] جبتک کرایہ دار اسکی [illegible] سے فارغ ہو جاویں اوسوقت تک مالک مشتری [illegible] ہے
ایسا ہی [illegible] ہوتا ہی عالمگیری کے باب بیع موقوف میں ایسی مسائل کی بابت کہ جسمیں [illegible] راہن اور
مالک مال کو اختیار ہی کہ بیع اول فسخ کرے مرتہن یا کرایہ دار کی اجازت [illegible] مثلاً زید کا مکان عمر کے
پاس رہن ہی پھر زید نے اوسے بکر کے ہاتھ بیچا اور بوجہ استحقاق عمر [illegible] بیع فسخ کر کے عمر کو [illegible] ہاتھ
بیچڈالا یعنی وہ مکان بکر کے ہاتھ بیچا تھا پھر زید نے کہ مالک مکان ہی اوس بیع کو فسخ کر کے اپنی طرف
سے عمر کے ہاتھ بیع کی اور یہی حکم ہے جبکہ زید مالک مکان عمر کرایہ دار ہو تا بیع مجبور مجبور وہ شخص ہے
جسے خوف دلایا جاوے کہ اگر ایسا نکریگا تو قتل یا قید ہوگا اور مجبور کرنیوالا اپنے ظن غالب میں یہ جانتا ہے کہ جابر
اس بات پر قادر ہی پس اگر قتل یا قطع اعضا کا خوف ہے تو کلمہ کفر بھی باطمینان قلب ظاہر کر دینا
جائز ہے اور عقود بالکل غیر معتبر اور اگر سخت قید یا صرف مار کا ڈر ہے تو فقط عقود فاسد ہونگے پس
شکل دوم میں جبکہ زید نے عمر کو کسی چیز بیچنے یا خریدنے پر مجبور کیا تو بیع اوسوقت تک نافذ نہوگا
جبتک عمر کو امن حاصل نہو اور اپنی رضامندی ظاہر کرے ان صورتوں میں مجبور ہمیشہ بری اور جابر
ذمہ دار ہی اور مبیع پر بعد قبض بطور بیع فاسد ملک آجاتی ہے پس اگر بائع مشتری دونو مجبور
ہوں تو قیمت جابر کو ذمی ہی [illegible] دونو آخر کار راضی ہو گئے تو بیع جائز ہوگی [illegible] صرف بائع مجبور ہو اب
جابر مشتری دونو سے قیمت لے سکتا ہے (شرح وقایہ) [illegible] صرف مشتری مجبور ہے تو جسقدر دیا ہے
جابر سے لے سکتا ہے اور ان صورتوں میں اگر خود [illegible] ضائع ہو تو قیمت جابر کی ذمی ہوگی مجبور سے
کچھ واسطہ نہیں اور حاکم جبر کا مجبور کی اعتبار سے مختلف ہو جاتا ہے بہت امور ارذال کی حق میں جبر

تعیین مشتری کی نسبت چیزون سے مبیع فی ثمن یا مشتری فی مال کو چیز سمجھ لیا اور اوسکی پاس خود وفا [illegible]
ہوا تو بیع نہ ہوگی [illegible] ہمیشہ ملتی ہیں جیسی سالی گر دیکی تبھی تک ہو جاتیں مگر انکا حکم حال و نیا پر شتہ
[illegible] کتاب [illegible] زید کے ہاتھ اور زید نے عمرو کے ہاتھ بیچی ہے جملہ بیع موقوف اور
[illegible] اجازت دے۔ اور مختار۔ سوم مبیع سلم اون چیزون کا تعین
ضرور ہو۔ امکان تسلیم وقت تسلیم تک جنس ہے جیسے گیہون یا جو نوع جیسی فلان قسم کے
گیہون صفت جیسی عمدہ یا خراب مقدار مبیع کے مقدار ثمن مدت بعضونکے نزدیک
کم از کم نصف یوم سی زیادہ اور بعضونکی نزدیک تین یوم اور امام صاحب کی نزدیک ایک ماہ کو
اور یہی مفتی بہ ہے (فتح) یعنی اس سی کم مدت معین کو تو احکام سلم مرتب نہونگی اوسی مجلس
میں ثمن تمام و کمال نقد دیا جاوے اگر [illegible] بانٹ کرائی یا اپنی [illegible] بیع سلم نہوگی اور
اگر کچھ نقد لیا اور کچھ [illegible] ہو جائیگی [illegible] مبیع وقت عقد سے وقت ادا تک موجود ہو اگر
[illegible] کی قسمیں [illegible] ایسی چیز پر سلم کرنا جو پیدا ہوگی اور فی الحال کہیں بازار میں نہیں [illegible]
میوہ جات وغیرہ [illegible] خریدنا اور وزنی ہو تو وزن سے
خریدنا جائز نہیں مگر جبکہ قدر [illegible] ہو (شامی) راس المال اگر مستحق نکلی اور صاحب حق اجازت
[illegible] تو عقد سلم باطل ہوگیا یا مسلم الیہ عاجز یا مسلم فیہ منقطع ہوگیا تو رب السلم کو اختیار ہے کہ خواہ
اصلی روپیہ چاہے دیا [illegible] کچھ بیش و کم تبدیل و تغیر جائز نہیں کیونکہ راس المال میں تبدیل [illegible]

جن چیزونکا قدر اور صفت بحسب عرف معلوم ہو اونمین سلم نہین ہوسکتا جیسے حیوانات اور دوتا جواہر
جو وزن پیمائش کی اعتبار سے بیشی بکتین مگر عددی متقارب یعنی وہ چیزین جو عدد سے آتی ہین اور
سب برابر سمجھی جاتی ہین اگرچہ کچھ فرق بھی ہو جیسی ایک قسم کا انڈے یا ایک ملک کی کتابین یا ایک نرخ کی
پیالہ و سوئیان وغیرہ واضح رہے کہ ہمارے زمانہ مین جو چیزین کارخانون مین بنتی اعتبار سے ایک صفت
اور صورت کی بنتی ہین وہ سب عددی متقارب مین داخل ہین اونمین سلم صحیح ہی پس ہر شی کو
راس المال بنا سکتے ہین مگر مسلم فیہ چاندی سونا نہین ہو سکتا ہی نہ اشیاء غیر معینہ جنکا ذکر ہو گیا کیونکہ چاندی سونی مین
بصورت تاجیل سود اور بصورت التقابض بیع صرف ہو جائیگی اور اشیاء غیر معینہ مین جہالت مفضی الی
النزاع ہی اسلئے جائز نہین کسی خاص درخت یا کھیت کی اناج یا میوہ مین سلم کرنا کہ شاید وہ پاک
ہون یا نہ پیدا ہون۔ مسلم الیہ اگر مر جاوے تو مدت ادا باطل اور ادای مسلم فیہ فوراً واجب ہو جاتی ہین
راس المال اور مسلم فیہ مین تصرف قبضہ سے پہلی منع ہے پس زید فی عمرو سی سو تھان تنزیب بطور
سلم خریدی پھر قبضہ سے پہلی بکر کو شریک کیا یا اوسکی ہاتھ بیچی تو تصرف جائز نہین سلم مین خیار رویت و خیار
شرط جائز نہین چہارم تولیہ پنجم مرابحہ ششم وضعیہ چونکہ اسکی بنا کمال دیانت پر ہی اسلئی کہ مشتری
بایع پر اعتماد کرتا ہی اور شبہ خیانت بھی اسمین ممنوع ہی لہذا اصلی لاگت کا علم صحیح شرط ہی پس ضرور
ہو کہ وہ مال نقدین یا مثلی چیزونکی عوض مین خریدا گیا ہو کیونکہ اگر بعوض اسباب کے خریدا تو اصلی
لاگت معین نہو سکیگی ہان جب وہ اسباب بازار مین بلا تکلف ایک معین قیمت پر بکا کرتا ہو یا بعینہ
خریدار کے پاس موجود ہو اور وہ ثمن قرار پاوے کیونکہ چیز پشت نہ لی ہو کیونکہ ایک رعایت سے دوسری مین کمی
بیشی ہو جاتی ہے قرض خریدا ہو کہ قرض کی قیمت اکثر گران ہوتی ہی کوئی نیا عیب اپنی طرف
سے نہ پیدا کیا ہو اگر کوئی عیب پہلی سے تھا یا از خود ہو گیا اوسکا بیان بھی لازم نہین جو بکا نہ
عیب اختیاری نہین ہے اور کھانے سے زمین خراب ہو جانا عیب اختیاری ہی کوئی ایسا نفع
نہ اوٹھایا ہو جس سے قیمت مین نقصان آوے جیسے مکان آب و تاب یا جزو اصلی مین کمی آجاوے گر
چھپنا قیمت کم ہو گئی کتاب باحتیاط پڑھی تو کچھ حرج نہین اگر ایک چیز دس کو خریدے پھر شیدہ رہ کر

[illegible]

تیجی ادسی شخص سے پانچ یا دس کو خریدی کی اب صورت اول مین قیمت اور شکل ثانی
مین زر وہ اوسکے اصلی لاگت رہینگے ایسے مصارف جنسے مال یا قیمت مین یا ذ
ہوجاوے جیسے رنگ یا نقش یا بار برداری وغیرہ لاگت مین شامل ہین اور بحفاظت
اور بقاے مال کے مصارف داخل نہین جیسی مکان کا کرایہ اور محافظ کی تنخواہ یا دانہ
گہاس وغیرہ اور باقی رضامندی سے جس قسم کی مصارف شامل کیجا ئین جایز ہے ثمن مجہول
یعنی فی روپیہ نفع کیتنی یا جتنی کو تمنی خریدی ہے وہی قیمت یا اوسکی سوائی ڈیوڑہی دیگی ایسی
صورتون مین اگر تعداد ثمن مجلس مین معلوم ہوگئی تو بیع صحیح ورنہ فاسد ہو مثلاً یہ دو شالہ فی روپیہ
دو روپیہ نفع پر بعد ازان بیان کر دیا گیا کہ عیسی کا خریدا ہوا اب پانچ نو آٹہ آنی ثمن معلوم ہوا اور اگر یہ قرار پایا
کہ جو بہی کہاتی مین تحریر ہو یا ہمارا کارندہ بیان کری یا بازار مین قرار پائی اوسکا حساب ہوگا تو جبکہ
کہ ان سب باتونکو تصریح اوسی مجلس مین ہو جاوے ورنہ بیع فاسد ہو اکثر ہمارے زمانہ مین رائج ہے کہ اس مال کو جو قیمت
بازار مین ہو اوس سے فی روپیہ دو رقم یا زیادہ سمجہ دینگے پس یہ مضمون اگر بطور وعدہ ہی تو ابعد تحقیق
قیمت بازار دونو کو از سر نو اختیار ہے کہ معاملہ کرین یا نکرین اور جو قیمت چاہین قرار دین وہ وعدہ لازم
نہین اور اگر وہ شرط لازم اور مثل ایجاب و قبول کی متصور ہو تو بیع فاسد ہو مشتری کو جب معلوم ہو
کہ کسی شرط مین مخالفت کی گئی تو تولیہ مین واپسی مبیع اور مرابحہ مین کمی قیمت کا اختیار ہے اور
امام محمد کے نزدیک دونو مین خیار اور مفتی ابو یوسف کی نزدیک دونو مین سقوط قیمت ہو مگر قرض
اور عیب مین قیمت کم ہونکی خیار کافی ہے جب مبیع ہلاک ہو جاوی یا کسی تصرف کی وجہ سے قابل واپسی
نرہے تو خریدار کو کوئی حق واپسی وغیرہ نرہا مال مغصوب مین ملک و مرابحہ وغیرہ جایز ہے
(عالمگیری) مثلاً زید نے عمرو کا چاقو غصب کیا جب عمرو نے دعوی کیا چاقو گم ہوگیا اور قیمت دلا
گئے بعد ازان پہر ملگیا اب زید باعتبار قیمت ادا کردہ

[illegible]

چیز تھوڑا تھوڑا اسباب ہو اور نفع لے سکتا ہے جو چیز نہایت گران خریدی ہو اسپر نفع لینا بہتر نہیں اور بیع
ایسا عیب ہو جو نظر آنے میں ہاں نہ آوے اسکی کیفیت بیان کردے (عالمگیری) ہفتم بیع مقایضہ یعنی
اسباب سے اسباب کا مبادلہ اگرچہ اور صورتوں میں بائع اول مستحق قبض کا ہوتا ہے مگر مقایضہ
میں دونوں کو برابر قبضہ پانیکا حق ہے کیونکہ دونو بائع اور دونو مشتری ہیں مثلاً زید نے ایک تھان
عمر کے ہاتھ پانچ روپیہ کو بیچا اب زید کو حق ہے کہ پہلے روپیہ لیکر تھان دے اور اگر یہ تھان مقابلہ کتاب
کے بیچا تو دونو برابر مستحق قبضہ پانیکے ہیں بیع مقایضہ میں تعیین یعنی شرط ہے مثلاً یہ تخت بعوض
اس دری کے اب دونو چیزیں معین اور معلوم ہیں اور اسطرح کہ ایک تخت کی عوض یہ دری کسی ...
جائز نہیں اگر وزنی یا کیلی چیزیں ہوں تو احکام ربوا کی رعایت لازم ہوگی ہشتم بیع صرف لینے
سونا چاندی باہم بیچنا اسمیں شرط ہے کہ ایک ہی مجلس میں بیع تمام اور ثمن اور مبیع مقبوض
ہو جاویں ورنہ بیع فاسد ہے کسی نے اشرفی بعوض روپیہ خریدی اور کہا کہ گھر سے روپیہ لاکے دیتا ہوں
یا جاکر لیتا ہوں اور قبل اسکے کہ بائع اور مشتری علیحدہ ہو جائیں روپیہ دیدیا یا بیع تمام کردی تو
بہتر ورنہ بیع فاسد ہوئی مگر روپیہ و اشرفی بعوض اثمان حکمی یعنی فلوس۔ نوٹ وغیرہ خریدا ایا
فلوس و نوٹ بمقابلہ فلوس و نوٹ بیچی تو صرف ایک ہی جانب سے نقد دینا کافی ہوگا (عالمگیری) چاندی
سونے کے بمقابلہ اثمان حکمی قرضاً بک سکتی ہیں کیونکہ یہ بیع صرف نہیں (عالمگیری) اگر چاندی
سونا قرضاً یا بطور خیار یا دوسری ملکوں سے خریدا ہو تو اسکی چار صورتیں ہیں ۱ بعوض نقد

[illegible]

یا فلوس وغیرہ اسمین قرض جائز ہی اسلیئے کہ اثمان حکمی مین تقابض البدلین شرط نہین ہے
ہے بعوض ہنڈے یا نوٹ آڈر وغیرہ کے مقابلہ مین اسمین مجلس وصول
اور ادای مبیع اور مجلس ایجاب و قبول کا متحد ہونا شرط ہی سے جائز ہوا اسکی لئے لازم ہی کہ بایع یا او
وکیل جواب دینے تک ہمراہ رہی سکے اور اگر دوسری ملک سی منگایا اور یہ کہا کہ روپیہ بوقت
وصول مال ملیگا یا بعد دیکھنے کے پسند ناپسند کرنیکا اختیار ہی تو ضرور ہی کہ بایع کا وکیل مال لیجاسی
یا مثل ڈاک بشرط ادای زر نقد بھیجدین تاکہ مشتری مجلس واحد مین روپیہ دیدی اور مال لی اور
الیان ڈاک تسلیم مبیع اور قبض ثمن مین بایع کی وکیل متصور ہونگی اور مشتری کو کسی نقصان
سے غرض نہوگی مسئلہ اگر مال ریل مین بھیجا اور بایع بشرط ادای زر نقد بذریعہ ڈاک اکی تو معاً قبضہ
نہ پایا جائیگا اسلیئے کہ بوقت ادای ثمن صرف بلٹی ملیگی مال نہین ملیگا اور اگر روپیہ نقد بھیجکر مال منگایا
اور جملہ امور متعلقہ بیع کی تصریح کردی اور طریقہ ارسال مال بھی معین کردیا تو بایع کو چاہیے کہ مشتری
اوسی مجلس مین اوسی صنعت کا مال اوس روپیہ دینے والے کے حوالی کرے یا اوسکی ہمراہ کردی یا جیسی
مشتری نے طلب کیا یا اوسی اوسی مجلس مین دیدی ورنہ بیع فاسد ہوگی اور یہ روانگی اور روپیہ کی
روانگی ذمہ داری خریدار ہوگی گویا اوسکی وکیل یا سفیر نے روپیہ دیا اور مال لیا اور ایسی صورتمین
جائز ہی کہ خریدار یا بایع اپنا کسیکو وکیل کردی اور قرض کی تدبیر یہ ہی کہ بایع سی روپیہ قرض لیکر ثمن ادا
کردی فصل ۱۰ اگر ایسی چیزین ہون جنمین سونا یا چاندی شریک ہو جیسی لونڈی معہ زیور یا تلوار
بندوق وغیرہ جسمین جا بجا سونے چاندی کی کڑیان یا زنجیرین ہوتی یا منقش جیسی کمخواب یا وہ ملمع
جو کہ جسپر ملمع ہوسکی یا بالکل چھوٹی چھوٹی نقش و نگار رہون جیسی وہ کتابین جنمین جا بجا کچھ سونا ہوتا
ہی یا تھان جنکی کنارہ وغیرہ کچھ چاندی کے تار ہوتی ہین یا سونے چاندیکا ہلکا پانی تو شکل اول و دوم
مین ضرور ہے کہ بمقدار چاندی یا سونیکی قیمت نقد دی جائے اور یہ کہ قیمت اوس چاندی یا
سونے سے جو اوسمین ہی کچھ زیادہ ہو (ہدایہ) اور شکل سوم مین نظر کرین کہ آیا وہ نقش یا ملمع مبیع مین ملحوظ
ہے یا نہین اور ملحوظ وہ شی ہی کہ اگر وہ نہوتی تو خواہ خریدار اوس چیز کو نہ لیتا یا قیمت کم دیتا پس اگر

عہ اگر اوسیطور سے روانہ کیا جاسے جیسا کہ اوسنے حکم کیا تھا ورنہ نہیں ۱۲

عوض چاندی اور رعایت شکور لازم ہو ورنہ سود تھا بیع جائز ہو (اقول) از شامی تحر احتیاط اسی میں ہے کہ بلا ضرورت بیع نہ
دے جو عقد اوس مین قیمت نقد بین دیکہائی اور صورت اسکی قبل از قبضہ بیع مشغول کر والله اعلم سوای اسکی ہر شخص میں
لئے چاندی یا سونیکی (جو ہو) احکام بیع صرف باقی رہنیگے اور کھوٹی چاندیکی سکی اگر وزنا مروج ہوں
تو وزنا اور عددا مروج ہوں تو عددا بکین گی لیکن جبکہ اپنی جنس سے بیچی جاوین تو مساوات اور
رعایت احکام بیع صرف لازم ہے بخلاف فلوس وغیرہ کی کہ وہ جب عددی ہو جاتے ہین پہر وزن کا
خیال نہین رہتا اسلئے کہ فلوس مین ثمنیت محض اصطلاحی ہے اور روپین خلقی پس ایک ڈبل کو ایک سو ڈبل
سے بیچنا اگرچہ وزنا تفاوت ہو جائز ہے سادوان اور چاندی سونے کی مٹی بشرطیکہ [illegible]
ہی اول وہ شی جو اوس مین سے نکلا اگر اموال ربویہ سے ہو تو اپنی جنس کے ساتھ نہ بیچی جاوے مثلا تانبے کی کان
بعوض تانبے کی اور لوہے کی کان بعوض لوہے کی نہ بکے اور اگر ایسا کیا تو اور کوئی شئی اوسکے ساتھ کر دی اور یہ
بھی خوب سمجھ لے کہ جس طرف دوسری چیز ملی ہے اصل شئی کم ہو مثلا سونیکی مٹی سونے سے بیچے اب اگر اوس
سونے کے ساتھ کچھ لوہا بھی شریک کر لیا تو ضرور ہے کہ جو سونا مٹی سے نکلے وہ اس سونے سے کم ہو جو خالص ہے
اور اگر اسطرف سونا اور لوہا دیا گیا تو یہ خالص سونا اوس سونے سے کم ہو جو اوس مٹی مین ہے دوم اگر چاندی
کی کان یا مٹی بعوض سونیکی یا سونیکی مٹی بعوض چاندی کے بیچی تو قیمت نقد دیجاوے سوم اوس مٹی یا
کان مین چاندی یا سونا یا جسکا اقرار کیا گیا ہو ضرور نکلے ورنہ بیع معدوم اور بیع باطل ہوگی کیونکہ
بیان مٹی نہ بیع ہے نہ مقصود اسلئے بائع اگر شرط کر لے کہ بعد چاندی نکال لینے کے مٹی واپس لیجاونگا
تو جائز ہے جیسے جو اس صندوق مین ہے بیچا مگر صندوق نہین بیچا اختیار رویت اسمین حاصل ہے (عالمگیری)
چونکہ ان معاملات مین خیار رویت مخل مقصود ہے بہتر ہے کہ تھوڑی مٹی صاف کر کے دکہلا دیجاوے یا
کوئی لوہا ساتھ کر دی تاکہ خیار رویت کا خدشہ نہ ہو اور اگر باقی مٹی سے کچھ نہ نکلے تو بھی بیع مین نقصان
نہ ہو اور بائع کو یہ جان لینا ضرور ہے کہ اسمین کچھ مال مرا ہی ہے اور معادن کی بیع کے جائز ہونے مین حل
یہ کہ اس کان مین کی اوسکی مٹی یا جو اوس مین سے نکلے بیچ لے گئے و دو مقام اسکا معلوم ہو سے یہ
بیان کر دی کہ اتنا گہرا کھودا جائیگا تاکہ مقدار مجہول نہ رہے اگر زمین جنگل یا کوہستان وغیرہ کی جو کسی
ملک نہین تو اوس مین خمس دیں جیسا کہ ہم آئندہ ذکر کرینگی نہ ہم بیع کر دیں غرض ایسا معاملہ کرنا
جسمین کسی قسم کی شرعی کراہت ہو اور اوسکی پانچ صورتین ہین اول باعتبار بیع جیسی آلات لہو و

وا عیب کو چھپانا کہ باعتبار ثمن جیسے اوس شخص کو بیچنا جو غالباً ادای ثمن مال حرام سے کریگا یا باعتبار
بایع جیسے درزی یوسف کپڑی کی ٹکڑی خریدنا جو اکثر دزد شخص ہوا ہین یا اون کاریگرون سی جو دوسرے
مال مسروقہ سی کام کرتے ہین وہی مال مسالہ خریدنا یا باعتبار مشتری جیسے آلات جنگ یا قرآن مجید
یا مومن غلام و کنیز کافر کو یا باعتبار امور خارجیہ جیسے بوقت اذان جمعہ کے خرید و فروخت کرنا
مگر جب دونو مسجد کی طرف جاتی ہون اور راہ مین خرید و فروخت کرین تو مکروہ نہین جب کسی مسجد مین جمعہ ہوتا
ہو اور وقت تنگ ہون تو ہر شخص کو اوس مسجد کی اذان کی پابندی کرنا پڑیگی جسمین اوسنے نماز کا قصد کیا ہو
پس لوگونکی ترغیب دلانیکے لیے قیمت بڑہانا قال رسول الله صلی الله علیه وسلم الناجش آکل الربا خائن
کو خرید لو یعنی قیمت دکھانیکو بڑ یہ مولا سود خوار ہی ہان اگر نیت خرید کچھ زیادہ کری تو جائز ہی اور اگر
مال کی قیمت بہت کم لگائی جاتی ہو پس بغرض دفع مضرت قیمت بڑھائی تو بہتر اور موجب اجر ہو اگر
ایک خریدار معاملہ طے کر چکی پیر اپنی طرف سے گفتگو کرنا رہنے دیا ہے مال کا عیب چھپانا شہر سے نکلکر تاجرونکو
قافلی سے ملنا اور اونسی غلہ وغیرہ اونہی کی اوپر خرید کر شہر مین فروخت کرنا اور اگر نرخ شہر کا چھپایا تو فریب
بھی ہوا اور اگر کسی ضرورت سی نکلنے اور قافلی سی ملاقات و معاملہ ہو جای تو مضائقہ نہین مگر
اگر ایسی صورت مین بائع نے فریب کھایا اور مال جلد الا اہر شہر مین آیا اور معلوم ہوا کہ نرخ مین فریب دیا گیا ہو
تو اوسے اختیار ہو کہ مبیع پھیر لے اور بیع فسخ کرڈالے اسلئے دہاتی تاجر کیطرف سے شہری واقف کار کا بیچنا آن
بنظر اخوت اسلامی و حمایت احباب و مروت یہ توسط جائز ہے اور ایسے شہر مین جہان
بدون دلال کے معاملہ نہایت دقت سے یا بیت و نوکین ہونیکا خیال ہے تو
بضرورت دلالی بھی جائز ہے احتکار یعنی غلہ یا جانور دنکا چارہ روک رکھنا اور محتکر پر جبر کہ خواہ
مخواہ بیچ ہو ڈالی بصورت حرج عام امام صاحب سے بھی منقول ہی اور فعل نبوی علیہ السلام سے بھی ثابت ہے قیمت
الکیار حاکم یا اور محتکر نے غلہ نہ بیچا امام کو قید و تعزیر مناسب کا اختیار ہو (ہدایہ) اور قاضیخان مین قد ورسیر منقول
ہو کہ امام صاحب کے نزدیک محتکر کا غلہ اہل حاجت پر تقسیم کرائین اور جب اونکو سے ادا کرائین چاہئے کہ

صورتوں میں کہ ان چیزوں کا کرو خریدنا اسمیں فرق نہیں ہے اگر کسی ذمی پر بیع ... سلطنت کرسے ...
میں کسی بدکار کی تصویر بیچنا یا خریدنا یا اشتہار ... مشتی ... کو گنگی ... خریدنا اگر وہ ...
... میں مسلمان کر کے بیچ ... خریدنا ... اگر تن بیچنا اگر وہ ... اور ... عورت ...
قابل ہو حکم ہو سکا ایسی چیزیں بیچنا جس سے گناہ پر اعانت ہو جیسے شریر ... طعام و لباس ... اثر کو درخت ...
کی چیزیں ... جبکہ بیچنا اوس معصیت پر اعانت ہو سکی جیسے ... یا انگور کہ جب اوس کی شراب بنے
تو بیچنے والے گنہگار ہوں وہ ... ظاہر حلال ہے یا اسی فاعل مختار کے فعل پر اوس کی ابتدائی ہیولائی
موقوف ہو جیسے تاثر کو درخت کہ اوسکی لکڑی اور ... جائز نفع بھی لے سکتے ہیں یا افیون و زہر و
پارچہ ریشمی و زیور طلا و نقرہ اگرچہ بعض محل پر ممنوع ہیں مگر استعمال انکا خریدار کی فعل اختیاری پر
موقوف ہو ممکن ہے کہ وہ اور عورتوں کی لباس میں خرچ ہوں اور ممکن ہے کہ ممنوع استعمال میں آئیں اسی طرح
ہی دکان یا مکان اہل الفت یا شراب فروش کو کرایہ دینا بظاہر روا ہے اور زر کا کرایہ حلال مگر ان معاملات میں
دیانتاً دیکھو کہ مبیع باعتبار رواج و مقام و قصد و عادت خریدار کی ممنوع استعمال میں آتا ہو یا نہیں
اور ظن غالب پر عمل کریں اور باوجود غلبۂ ظن اگر معاملہ کیا تو بظاہر روا ہے اور عند اللہ ماخوذ ہیں
واللہ اعلم ہم کہہ سکتے ہیں کہ جو چیزیں اکثر ممنوعات میں صرف ہوتی ہیں اونہیں سمجھنا چاہیے کہ گو با
فعل فاعل مختار درمیان میں ہیں کیونکہ عادت و رواج کو بسبب جبرا اثر ہو جیسے اہل الفت یا کلال
کو مکان کرایے پر دینا یا غیر محتاط آدمیوں کی ہاتھ خصوصاً جو تاثر ہی بیچتے یا بیچنے میں باک نہیں کہ تو
تاثر کو درخت بیچنا ہمارے شہر میں افیون بیچنا ظن کیا یقین ہے کہ ضرور ممنوعات میں استعمال ہوگا
پس احتیاطاً شرط یہی ہے [۱۲] جب علت کراہت بیع کسی وجہ سے غیر معتبر یا مغلوب ہو یا اوس سے صرف معمولی
صرف کراہت تنزیہی یا ممانعت احتیاطی باقی رہیگی مثال رفع علت جیسے آلات حرب کفار اور
باغیوں کی ہاتھ بیچنا اس وجہ سے منع ہے کہ بخلاف مسلمانوں کی اعدا کی اعانت ہوگی مگر جبکہ امن

ہو یا مشتری باطل قصد ہو یعنی ظاہر سمجھا جاوے کہ یہ خریدار حقیقت میں اسلام کی مدد کریگا تو کچھ مضائقہ
نہیں لیکن کہ قسم کا امن و عہد کیونکہ ہو جسقدر احتمال فساد باقی ہو اوسیقدر احتراز اولی ہے کیونکہ
ضرر اسلام میں عناد اصلی ہے اور طبعی تو کسی حالمیں احتمال فساد مرتفع نہیں ہو سکتا پس اس قسم کی چیز
بیچنا بیع ہوگا شامل مکروہ ہے علیت جیسے کتاب یا فرش یا برتن کے ساتھ تصویریں اس طرح ہوں کہ ضرور
بیع ہو جاتی ہیں نہ مقصود بیع نہ انکی اعتبار سے قیمت کم و بیش ہو تو بیچنا جائز ہے مگر کراہت تنزیہی سے
بچاو نہیں شامل ضرورت جیسے چہرہ دار روپیہ یا اور ولایتی اشیا جنپر کارخانوں یا ریگروں کی تصویریں
ہوتی ہیں اور ہرگز ہرگز خریدار کو اونسے کچھ تعلق نہیں ہوتا یہ ہو بطور ترک اولی بلا کراہت جائز
اگرچہ اصل صانع اور آمر ماخوذ ہوگا تاکہ نہ ہو کہ ایسی چیزیں جلکہ لیتے ہیں ۔ اگر بلا اجازت
بائع کے بیچا اور بائع غیب رہا ۔ بدون نیت خرید کے نیت خرید کی تھی مگر چکنے کے بعد بدون
کسی وجہ کے محض عدم رضا کی عزم فسخ کیا تو بہتر یہ ہے کہ قیمت بیچنا مناسب اور اگر مسئلہ جو پانی جاتی ہو
زیادہ ہو اور آدمی اوسکی محتاج ہوں اوسکا بیچنا مکروہ ہے بلکہ بلا قیمت دینا چاہیے (لمعات) بیع مکروہ
نافذ اور مرتکب گنہگار ہے دوسری قسم بیع باطل جو شرعاً عقد بیع متصور نہو پس ۱ وہ عقد جسمیں ایجاب
یا قبول نہو ۲ وہ چیز جو کسی مذہب میں مال نہیں جیسے خون مردار ۔ آزاد آدمی انکی بیع باطل ہے
اور اگر صرف ہماری شرع میں مال نہیں سمجھے گئے جیسے شراب خنزیر تو اگر یہ چاندی سونے یا اثمان کے مقابلہ میں بیع
بیع باطل ہوگی اور اگر بمقابلہ اسباب وغیرہ کی بیع فاسد ہوسکے مدبر ام ولد مکاتب کی بیع باطل ہے
اسلئے کہ یہ مستحق آزادی کے ہیں اور مالیت انکی غیر معتبر اور مکاتب خود مختار ہوتا ہے ۳ ناپاک چیز
پاک میں ملے جیسے خون یا پیشاب یا حلال اور حرام جیسے گوشت ذبیحہ و مردار یا مال متقوم و
غیر متقوم جیسے بکری اور سور بیع ناجائز ہوگی مگر جبکہ ہر شی کا ثمن علیحدہ علیحدہ قرار دیا گیا ہو اور
یہ قید نہو خواہ دو دو لو خریدی جاتیں تو جائز ہے ۴ جبکہ ذات مبیع بدل جاوے اور اوس تبدیل
سے بالکل غرض فوت ہوتی ہو تو بیع باطل ہوگی جیسے بائع نے لونڈی بیچا اور غلام حوالے کیا
اب تبدیل محل بیع سے غرض خریدار کی فوت اور بیع باطل ہوگی کیونکہ ایجاب و قبول لونڈی پر تھا
نہ غلام پر اور اگر مقصود باقی رہے صرف بعض صفات میں فرق آئے جیسے گھوڑا بیچا اور
گھوڑی حوالے کی بیع جائز ہے اور مشتری مختار ہو جاتا ہے کہ چاہے واپس کرے ۵ وہ مبیع

الی جو لیں بیچ کو قبضہ اور ملک سے پہلے بیچنا منقول جیسے بکری یا جس شئے میں بیع بالتولیت ہو یعنی جیسا کہ لم
جو اختیار دیا ہے مچھلیاں پہلے قبل از قبضہ مثال مین منقول بیع کے مثال عقد تقسیم جنس درخت کے
پھل قبل از ظہور بیچا جاوے یعنی قبل از طلوع کے مثال مشکوک الوجود جیسے اون کا مین ہو یا حمل جانور
جیسے نجس مردار کی چیز کا ذائقہ مین سیال ہو جیسے شراب یا تاڑی وغیرہ اگرچہ کسی چیز مین ملا کر عمل ہوتا
ہو یا کہیں بیچنا مین سکتے نان یا جیسے تاڑی بل ہوتی ہو جو کہ نجس ہے اور حرام اور نہ نفع اوس
کو یا بیچنا منع ہے اوسکی بیع اور جس نشہ والی چیزیں مثلاً سیال ہو اگرچہ اوسکو اول کر ساکل بنا لین
بلکہ مین منقول اور نفع اور بیع اوسکی صحیح ہے اگرچہ خود حرام ہے جیسے افیون بیچنا اور اوس سے دوا کرنا جائز
(و) مکیل مشترین کا بیچنا جو جیتا مال اسلاف کا اور پانی بیچنا بسبب ضرورت منحصر کے بطور تخصیص جائز
ہے (الجامع الصغیر) انسان کی کسی جزو کی بیع اور اوسکا استعمال جائز نہیں جیسے بال - دانت -
ہڈی - ناخن - چمڑا - گوشت - وغیرہ - بیع باطل مین قبضہ کرنیکے بعد بھی ملک نہیں آسکے
(ہدایہ) اور کسی قسم کا تصرف مثل ہبہ و بیع و عتق کی جائز نہیں اور قابض یعنی مشتری کے پاس
اگر مال ہلاک ہوجاوے تو امام کے نزدیک امانت ہے اور صاحبین کے نزدیک مضمون (ہدایہ)

یازدھم بیع فاسد جو اصل مین مشروع اور باعتبار کسی وصف کی ممنوع اصل اسمین وہ امر ہے جس
سی بایع یا مشتری کو عقد بیع کی اعتبار سی موقع نزاع کا مل سکے اور فساد کی تین قسمین ہیں اول
فساد فی صلب العقد یعنی اصل بیع مین فساد ہے جبکہ بیع مجہول ہو جیسے اس گھر مین میرا
جسقدر حصہ ہو اور مشتری کو معلوم نہیں جانتا یا جو مقدار مشتری سمجھا ہی بایع کو اوس سے انکار ہے یا
دونوں نہیں جانتے یا ان چند چیزوں سے ایک یا ثمن مجہول ہو جیسے کسی قسم کا روپیہ دینگے یا جو قیمت
قرار پاویگی یا جو فلان شخص کہدے یا جو تمہاری بہی مین لکھا ہوسکے یا اوس چیز کو ثمن گردانین جو
کسی شرع مین مال تھی مگر ہماری شرع مین مال نہین جیسے شراب - خنزیر اور اگر یہ اشیا بیع
گردانی جاوین تو بیع باطل ہے اسلئے کہ مبیع مقصود عزیز ہوتا ہے اور ان اشیا کو شرع نی ذلیل قرار دیا ہے لہذا
بیع باطل ہے اور ثمن وسیلہ حصول مبیع ہے نہ عزیز و مقصود مگر ایسے مالونکو چونکہ شرع نی بیکار و غیر مفید و
حقیر سمجھا ہے ذریعہ حصول مقصود گردانا مناسب نہین لہذا بیع فاسد ہوگی یا اموال ربوا کا جائز طور
پر بیچا جاوین جیسے گیہوں گیہوں سے یا جو سے جو بیچنا یا ایک درہم سے دو درہم بیچنا یا باہم چاندی سونے کو قرضا بیچنا

دوم بیع و شرط اسکو منعقد کرتی ہین ہے ایک حقدار ہین دو معاملی اور اوسکی چار صورتین ہین ایک یہ کہ
جسمین بایع یا مشتری یا مبیع مستحق کا نفع ہو جیسے یہ مکان بایں شرط لیا کہ مشتری اوسکو ایک مہینہ تک
کرائی پر یا مفت رہنے دی یا بایع اوسے قرض دے یا کپڑا سی دے یا یہ غلام مدت سی ساعت رکھا جائے جسمین
غیر کا حق قائم ہو جیسے یہ بیع بایں شرط کہ زید کو یا اپنا مکان عبد الوہاب کو نوکر رکھ لوے دوم شرط یہ جس میں
کسی کا نفع ہو نہ کوئی مدعی ہو سکے اور نہ متعارف ہون جیسے یہ بکری ذبح نہ کیجائے یہ مکان نہ گرایا جائے
متعارف ہون یعنی جو رواج مین مشہور کہ مبیع بغیر اوس شرط کے مقصود ہو جیسے کلاہ کہ قالب پر چڑھا دو یا یہ کپڑا
سی کر دو یا یہ ادویہ وغیرہ جو پڑیا مین باندھ دو یا کتاب کی ورق جدا کر دو سوم فساد نقصان یعنی بعض جزو یا
بیع کا ترک کرنا جیسے مال کا غیر مقدور التسلیم ہونا یعنی وہ مال جسپر وہ یا اوسکا قائم مقام قابض نہو جیسے مال
مغصوب اور مفقود اور مبیع قبل از قبض اور دین اور مرہون کی بیع فاسد ہے اسلیے کہ انکے قابض مالک کی
قائم مقام نہین ہین یا مدت ادای ثمن مجہول ہو جیسے جب کھیت کٹے یا تنخواہ ملی یا زید سفر سے
آئی یا پانی برسی ثمن ادا کرینگے یا کسی ایسی امر کی تصریح نکی گئی جو اغراض بیع مین داخل ہے جیسے گوشت یا
کپڑا لیا اور منع قطع نہ بیان کیا الغرض جو امور اقتضای بیع کے خلاف ہین یا کسی قسم کی نزاع پیدا کرنے
والی ہین وہ سب موجب فساد ہین اور اقتضای بیع یہ ہے کہ مشتری مبیع کا اور بایع ثمن کا پورا مالک
ہو جائی پس جو امر اس کمال ملک کو ساقط یا کسی دوسرے امر کو ثابت کرے وہ مفسد بیع ہے احکام
بیع فاسد ۱ فساد اصلی کسی طرح مرتفع نہین ہو سکتا ہے شرط اول فساد نقصان اگر قبل از فسخ بیع ہر جانبہ
مرتفع ہو جائی تو بیع صحیح ہو جاتی ہے جیسے وہ شروط زائد جو لازم کیے گئے تھے ترک کر دی جائین یا مدت
مجہول بیان کر دی جائی یا ثمن نقد دیدیا جائے یا مال مفقود و مرہون قبضہ مین آجائے ۳ شرط
دوم و سوم اگر لازم و ضرور رہے نہ مقصود ہو تو خود بخود ساقط ہو جاینگی اور بیع ثابت ہو گی کیونکہ
کہ محض شرط زائد ہے بخلاف شرط اول کے کہ اوسمین ایک مستحق مدعی ہے اور اوسنے اسی غرض سے معاملا کیا ہے
ور شرط دوم و سوم ایسی نہین اور شرط چہارم موافق مقتضای عقد و متمم بیع ہے اس سے کچھ ضرر نہین

عدم جواز بیع سے غرض یہ نہیں کہ اوس مال کا لینا ممنوع ہو گیا بلکہ اس ایجاب و قبول کا شرع
میں اعتبار نہیں کیونکہ مالیت نہیں تو بیع فاسد میں مبیع مشتری کی ملک میں نہیں آتی جبتک بائع مشتری کو قبضہ نہ
دیدے اور وقت ملک میں آجاتا ہے لیکن خمر و خنزیر مسلم کی ملک میں آ ہی نہیں سکتے لہذا انکی قیمت واجب ہوگی
بیع فاسد کا فسخ کرنا واجب ہے اگر قبضہ ہو گیا ہے تو پھیر دینا واجب ہے اور اگر مشتری کے پاس
سے مبیع ضائع ہو گیا یا تلف ہو گیا یا قابل واپسی نہ رہا جیسے گیہوں پیس ڈالے گوشت پکا لیا کپڑا قطع
کر ڈالا تو قیمت دینا پڑیگی ثمن سے کچھ غرض نہیں قیمت ثمن سے کم ہو یا زیادہ اسلئے کہ بیع نہیں ہوا ایک
قسم کا غصب ہے اور اگر مبیع میں کچھ بیشی کر دی گئی ہے جیسے زمین پر مکان بنا لیا یا باغ لگا یا تو بر
امام صاحب کے نزدیک واپسی نہو گی کیونکہ بیع فاسد سے بعد قبضہ کے ملک آجاتی ہے مگر نفع لینا حلال
نہیں پس اگر اوسے بیچا تو جسقدر نفع ہو تصدق کر دے اور اگر خود کوئی نفع حاصل کیا تو ماخوذ ہوا اگرچہ
سائی کہ ملک فاسد ہے اور فقہا نے اسی باب ربوا سے قرار دیا ہے جیسا کہ حضرت عائشہ نے زید بن ارقم
رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ اگر تم اس بیع فاسد سے جو کرتے ہو باز نہ آؤ گے اور توبہ نکرو گے تو اللہ تعالیٰ تمہارا
حج و جہاد جو آنحضرت کے ساتھ کیا ہے باطل کر دیگا البتہ ثمن یعنی چاندی سونا جو اس بیع فاسد میں بائع
کو ملی اوسکا نفع حلال ہے اسلئے کہ ثمن متعین نہیں (عالمگیری) میرے نزدیک یہ بھی کراہت سے خالی نہو گا
مگر غصب اور خیانت اور سرقہ میں نقدین سے بھی نفع حرام ہے (عالمگیری) مسئلہ پھل وغیرہ
اگر خراب اور بیکار نکلیں تو اوسکی چار صورتیں ہیں ۱ کل خراب ہیں تو بیع باطل اور قیمت ساقط
ہے ۲ ربع یا ثلث خراب ہیں بیع فاسد ہو گی ۳ کسیقدر خراب ہیں یعنی وہ مقدار جو اوس قسم کے
اشیا میں عادتاً ناقص نکلتی ہو جیسے گیہوں اور دوسرے اناج جنمیں کچھ نہ کچھ کوڑا وغیرہ ضرور ہوتا ہے یا عرفاً
قلیل و غیر معتبر سمجھا جاتی تو بیع صحیح ہے ۴ اگر ایسی خرابی ہو جس سے مالیت اور انتفاع باقی رہے صرف
اوسکی عمدگی اور وصف میں کمی آ گئے تو حکم خیار عیب جاری ہو گا شروط و مواعید انکا پورا کرنا
لازم اور بد عہدی گناہ عظیم ہے قال اللہ تعالیٰ اوفوا بالعقود وقال رسول اللہ المسلمون عند شروطھم
رواہ بخاری اور ابو داؤد میں ہے کہ بعض صحابہ اس شرط پر اپنے اونٹ مسلمانوں کو دیتے تھے
کہ جہاد میں جو مال غنیمت ہاتھ آئے آدھا آدھا تقسیم کر لیں بخاری میں قاضی شریح سے

مستقل ہا تو مثل شرط التعلیق علی ... جیسا کہ ... میں امام ابو حنیفہ اور محمد سے مروی ہے کہ اگر مستقرض اپنے
کہا کہ اگر ... اگر وہ تو آدھا قرض سے بری کر دونگا پس یہ شرط لازم ہے یعنی اگر آدھا ادا کیا
ادا کیا نصف قرض سے بری ہو ورنہ اور فتاوی بزازیہ کی کتاب الکفالۃ میں ہے ان المواعید
بالتساہل قد تکون لازمۃ اور در مختار کی بیع بالوفا میں ہے المواعید قد تکون لازمۃ لحاجۃ الناس
پس سب عبارتیں شرح میں اس امر پر کہ شروط مثل عقود کے بحیر پوری کرائی جائیں اور قضاءً لازم
ہیں ورنہ حاجت خلق سے تعلیل اور تعلیق کے قید لغو ہو جائیگی اور نکاح وغیرہ میں تو باتفاق شروط
لازم ہیں اور یا عہد کی نسبت وعید وارد ہے اور کوئی دلیل عدم لزوم پر قائم نہیں عقل سلیم بلکہ
ادو بیت اور انتظام عالم بھی اسی امر کو مقتضی ہے ورنہ اعتماد اور امن اوٹھ جائیگا اور بڑی خرابی
واقع ہوگی و المرء یؤخذ باقرارہ مگر جو وعدے اور شرطیں اصول و احکام شرعیہ کے خلاف ہوں
وہ لغو ہیں قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من شرط شرطاً لیس فی کتاب اللہ فلیس لہ وان شرط
مائۃ شرط شرط اللہ احق و اوثق رواہ البخاری اسی بنا پر جملہ بیوع فاسدہ و عقود باطلہ و معاہدہ
ربوا و اجارت معاصی قابل التفات نہیں ہوتی اور شرط ربوا و قسم اکل خنزیر و شرب خمر یا قطع
رحم یا حج مسلم وغیرہ باطل اور واجب الفسخ ہیں ۳ شروط مجہول جسمیں مشروط نہ معین ہو
نہ معلوم کیونکہ یہ امر مفضی الی النزاع اور موجب تکلیف ما لا یطاق اور وجوب بغیر علم ہو اور یہ باطل
ہے پھر اس معاہدہ کی دو قسمیں ہیں اول وعدہ محض یعنی صرف اقرار جسمیں دوسرے کے قبول کی
قولاً و فعلاً حاجت نہ پڑی اسکی تعمیل قضاءً لازم نہیں عند اللہ مواخذہ ہوگا کیونکہ یہ معاملہ یکطرفہ
ہے دوسرے شخص کے قبول کو نہ ابتداءً اسمیں دخل تہا نہ انتہاءً اوسی خصوصیت کی قابلیت

ہیں یا اور کا شتی بدون خصومت و قیام مدعی کے ایک ہم پیش کرسکتا شوق جبر گویا کتاب ذیل میں شتر
کر آئینگی ذکر کیا گیا دوم شرط مستحق یعنی وہ دعوے جو کسی فعل یا معاوضہ سے متعلق ہو ان میں
دوسری طرف سے قبول شرط ہو اور جب شرط پائی جاوے تو تعمیل دیانتاً و قضاءً لازم کیونکہ عقد
ہوا اور ایک معاوضہ کا وہ مستحق ہو اور وفا بھی نہیں ضرور کہا کہ تم دوا یا دعا کرو بشرط صحت دس روپیہ
دینگے یا میرے مقدمہ میں وکالت کرو بشرط کامیابی سو روپیہ دینگے یا ہمارا مال لیجا کر بیچ لاؤ یا
اپنا مال بیچدو در صورت واپسی خرچ آمد و رفت ہم دینگے یا فلان حق سے جو تمہارا ہمارے یا کسی کے
ذمہ ہے دست بردار ہو یا یہ مال تم نے بیچا ہم اس قیمت پر خرید لینگے یا تم اب کسی سے یہ چیز خرید و
ہم اس قیمت پر لے لینگے یا اپنا مال ہمارے ساتھ لیجاؤ اگر ہم نے خرید لیں تو تم کو اس آمد و رفت کا نقصان
دینگے الغرض جو شرط مشروط لہ کے قبول کرنے پر موقوف ہو وہ لازم ہے یہ وعدہ کہ ہمارا فلان کام ہو جاوے
تو اسقدر دینگے نہ محتاج قبول ہے نہ قضاءً لازم زید نے ایک طبیب سے علاج کرایا یا کسی کو اپنے
مقدمہ میں وکیل کیا اور یہ قرار پایا کہ زید جملہ مصارف علاج و مقدمہ سے بری ہے البتہ بشرط
کامیابی اسقدر دیا جائیگا اب اگر مجموع معاوضہ محنت و مصارف ایک رقم ہے جیسے ہزار روپیہ
یا نصف یا ثلث مال تو شرط صحیح اور معاوضہ مذکور لازم ہے اور جملہ مصارف دوا و مقدمہ سے بری
جانینگے اور اگر معاوضہ مصارف علیحدہ اور محنتانہ علیحدہ قرار پایا جیسے سو روپیہ بابت دوا کے اور دو سو
حق معالجہ تو یہ شرط فاسد غیر معتبر ہے اور قیمت المصارف بطور بیع فاسد لازم اسلیے کہ اگر وہ
مال ہبہ ہے تو شرط ادا کیسی اور اگر قرض ہے تو شرط عدم ادا کیسی اور دوا وغیرہ میں قرض بھی صحیح نہیں
جیسا کہ باب القرض میں معلوم ہوگا اسکی نظیر معاہدہ زراعت ہے جسکو زمین میں بشرط لیجاوے
کہ جسقدر پیدا ہوگا اوسکا نصف یا ثلث مالک زمین کا ہے اور مصارف مزارع کے ذمہ ہیں
واضح ہو کہ یہ ایک بڑی اصل جامع اور واسع ہے جو ایک عمدہ انعامات سبحانیہ و فیضان الہیہ
سے اس رسالہ میں ہے اس سے ہر قسم کی معاملات کا جواز نکل سکتا ہے چاہیے کہ جو معاملہ ہو اوسے
پہلے دوسری عقود کی نظر سے دیکھیں اگر کسی عقد مشروع کے موافق ہے تو اوسکے احکام کی پابندی
کریں ورنہ غور کریں کہ اصول شرعیہ کے مخالف ہے یا نہ اگر مخالف ہے تو متروک ورنہ درست
اسباب سے متعلق و معدود ہوگا اسکی فروع متفرقات میں مذکور ہونگی انشاء اللہ تعالیٰ

والدہ اس وصیت مین فرض ہو اسمین وارثکا قبول او رپسند کرنا دخل نہین جو چیز وقف کیجاتی ہو اور سبقتصہ بحوز وقفکی تصحیح باب
بابی تصحیح اسکی بہار شریعت سالہ اصلاح الاعمال کی کتاب النکاح اور باب البیع مین جو حقوق الضعفاء والتساوات سکتا
اگر کسی خدمت سابقہ کا عوض ہے تو بعد اجرا و استقرار کے بسبب شرائط استحقاق ثابت ہوگی ورنہ راہ حاکم کی مرضی پر
عنا مگر سیال جبلہ اموال سے زیادہ تر ظاہر اور بہتر ین ہے کہ استحقاق فرمایا آنحضرت نے کہ میرا رزق تلوار کے سایہ تلے ہے
مال غنیمت اعطاء الوہ مبارک ہوتا ہے اور قبل تقسیم اسمین تصرف منع اور چرانا اسکا نہایت گناہ ہے
رد بالعیب عیب دار چیز پھر سکتی ہے جسوقت خریدار کو اطلاع ہو البتہ اگر بائع نے کہدیا تھا یا صراحتاً
ظاہر کر دیا ہو کہ مین کسی عیب کا ذمہ دار نہین ہون (عالمگیری) یا عیب ایسا تھا جسپر پہلے تامل نظر
پڑتی تہی جیسے پھٹا ہوا کپڑا تو خریدار کو کچھ حق نہین رہا عیب کی پانچ شکلین ہین اول قبل
قبضہ عیب موجود تھا یا بائع نے کوئی ایسی تدبیر کی جسکا عیب سے ظاہر نہو سکے جیسے کپڑے پر
تیزاب لگا دیا یا بہت سیا کپڑا مین باریک رفو یا کسی چیز کا داغ تھا جو ہرگز نہ چھوٹے مگر کپڑا ایسا
ہو جس سے اوس داغ کا اثر مخفی ہو دہلی ہی پڑا ظاہر ہوگا یا جانور کو کوئی ایسا زہر دیا یا منتر چیز
کھلائی جس کا اثر کچھ دن بعد ظاہر ہوا اسصورتمین خریدار کو اختیار ہے کہ پھیر دے یا رکھ لے
مگر نقص کم نہوگا اور ثبوت اس امر کا کہ عیب مذکورہ بائع کے پاس سے تھا خریدار کے ذمے ہے
دوسرا ایک عیب سابق تھا دوسرا بعد قبضہ کے لاحق ہوا خواہ مشتری کے فعل سے جیسے کپڑا پھٹ
گیا خواہ کسی اتفاق سے جیسے چوہے کتر گئے اب بائع مختار ہے کہ چیز پھیر لے یا قیمت بقدر عیب
سابق کم کر دے اسے خریدار کا حق اوس سے متعلق ہو گیا جیسے کپڑا اسکو سلوایا یا رنگوایا یا گوشت پکوایا
اور اب اوس عیب سے آگاہی ہوئی جو قبل از قبضہ مبیع مین موجود تھا اسمین خیار ساقط
اور نقصان عیب ذمہ بائع عائد ہوگا اور بائع اگرچہ راضی ہو مگر مبیع واپس نہین ہو سکتا
کیونکہ حق خریدار ہو اوسمین متعلق ہے مبیع مین ایسا تصرف کیا کہ وہ ہلاک ہو گیا یا قابل
واپسی کے نہ رہا جیسے غلام بیچ ڈالا یا قتل کر ڈالا یا کھانا کھا لیا یا کپڑا پہنا اور پھٹ گیا یا بیچ ڈالا یا ہبہ
کر کے حوالے کر دیا اب نہ واپسی ممکن ہے نہ رجوع نقصان قیمت لازم پانچویں یہ امور خود بخود ہو گئے
جیسے کہ غلام مر گیا کپڑا جل گیا اب رجوع نقصان قیمت ہو سکتا ہے بکر نے عیب دار
مال بیچ ڈالا اور زید مشتری نے اوس عیب کا اقرار کیا کہ پھیر اگر بحکم قاضی مال پھیر آگیا ہے تو بھی

اول نہ پایا بیع اول پر نقصان عیب لوٹ سکتا ہے اگر ثابت کرے کہ یہ عیب سابق ہے اور اگر خریدار ثانی نے قضا
قاضی یا باہمی معاملہ کر لیا تو بائع اول ملزم نہوگا عیب وہ ہے جسکی وجہ سے تجار قیمت کم کر لیں جب خریدار
عیب سے آگاہ ہوا پھر کوئی ایسا تصرف کیا جو منظوری اور ملک پر دلالت کرے خیار عیب باطل ہوا
مثلاً کپڑا پہن لیا سواری پر سوار ہوا بیچنے کے لیے چاہا یا کپڑے کو خرید العبد دو ماہ کے عیب اوسکا معلوم
ہوا اور قیمت بازار سے نقصان رکھتی ہو تو یہ کم قیمت عیب حادث نہین اگرچہ مرور ایام سے قیمت کم ہو گئی
مگر مشتری کو اسمین کچھ اختیار نہ تھا جو تصرف یا عیب ایسی ہین جنپر تسلیم مبیع یا معرفت عیب موقوف
ہو وہ عیب حادث نہین مثلاً کپڑا اتنا علیحدہ کر لیا یا گوشت کتر لیا یا مزہ چکھا اسے شیرینی تلوا کر لی
یا خربوزہ - تربوز کا کاٹ کر دیکھا اب عیب معلوم ہوا تو کپڑے یا گوشت کا علیحدہ ہو جانا یا مٹھائی کا مسلا کر
ہاتھ مین آجانا یا خربوزے تربوز کا تراشنا ہر چند موجب نقصان ہے مگر عیب حادث نہ سمجھا جاوے گا
اسلئے کہ عیب حادث وہ ہے جو بعد قبض پیدا ہوا اور یہ قبضے سے پہلے پیدا ہوئے اور مشتری کا اسمین
کوئی قصور نہین کیونکہ بدون ان صورتونکے بائع تسلیم مبیع پر قادر ہی نہ تھا اور خربوزے تربوز
مین اگرچہ یہ عیب بعد قبضہ ہوا مگر مشتری بے تراشے اوس عیب کو پہچان نہ سکتا ہان وہ امور
جنپر نہ تسلیم مبیع موقوف ہو نہ معرفت عیب اگر مشتری کی ذات سے ہونگے تو قبل قبض سے مشتری
ملزم ہے مثلاً گوشت کا قیمہ بنوانا کپڑے کی گٹھری کر کر اوٹھائی لیکر چلنا یہ سب عیب حادث ہین اور
یہی مفہوم ہوتا ہے فقیہ ابو اللیث رح کی رائے سے جو خیار رویت مین مذکور ہوگا البتہ یہ سب چیزین
خیار رویت کے مسقط ہین - رد عیب مین میراث ہے (عالمگیری) خیار رویت جو شخص بے دیکھے
کوئی چیز خریدے ہے اوسے اختیار ہے کہ دیکھنے سے پہلے یا دیکھنے کے بعد واپس کر دے اور دیکھنے سے یہ غرض
ہے کہ اجمالاً علم ہو جاوے اور یہ علم تین طرح حاصل ہوتا ہے - قبل خرید دیکھا ہو یا نمونہ دیکھ لیا ہو

اسمین شرط کرے مبیع مین کچہ تبدیل و تغیر پایا جاے تفصیل بیان سن لو اور دوسری صورت باقی ہے
فقط نما ہے مین جیسے مشتری نابینا ہو یا بیع سلم کر جاے دیکہی یا امتحان کرے جسکا علم غیر
سے نہ حاصل ہو جیسے عطر شیرینی وغیرہ اور جن امتحان شرط ہے یعنی سونگہ لینا یا چکہ لینا اور عکس کے
دیکہنے تو خیار باقی نہین ہوتا عالمگیری اپس غلام یا لونڈی یا اور چیز کی تصویر عکسی اور زمین و
مکان وغیرہ کا نقشہ دیکہ لینا کافی نہین اور صرف رضا سے خیار رویت ساقط نہین ہوتا یعنی اگر
بے دیکہی مشتری نے کہدیا کہ مجہ خیار نہین ہے تو اس سے کچہ نہین ہوتا البتہ اگر کوئی ایسا تصرف کرے
جس سے مبیع قابل رد نہ رہے یا مشتری مر جاے یا مبیع عیب دار یا ہلاک ہو جاے تو خیار رویت
نہ رہیگا یعنی بعد دیکہنے کے اوسکی واپسی کا اختیار نہین بس شک جب ثانی سے نکال ڈالا گیا خیار
رویت نہ رہا فرستادہ کا دیکہنا معتبر نہین ہان وکیل کا دیکہنا کافی ہے خیار رویت کی مدت کو ایسے
امر پر موقوف کرنا جسکا ہونا نہ ہونا ضروری نہو جائز نہین جیسے جبتک زید آوے یا جبتک پانی برسے
اور یہ کہ عید فطر یا رمضان تک خیار ہو جائز ہے اسلیے کہ پانی برسنا یا زید کا آنا ضروری نہین نکلا
عید اور رمضان کہ مسئلہ زید نے ایک صندوق عمرو سے مول لیا اور کہا کہ اسی فلان مقام پر پہنچا
پس جب صندوق اوس مقام پر پہونچ گیا خیار رویت ساقط ہوا اور یہ فقیہ ابو لیث کا قول ہے اسلیے
کہ حمل و نقل کے بعد عیب حادث ہو اگرچہ صندوق مقام معین پر نہ پہنچے بلکہ راہ مین ہو تب بہی خیار
ساقط ہو جائیگا صفقہ واضح رہے کہ تفریق صفقہ جائز نہین مثلا چار برتن یکمشت بیچے اب
خریدار کو یہ اختیار نہین کہ بعض برتن خریدے اور بعض نخریدے اگرچہ قیمت ہر ایک کی علیحدہ
بہی ہو لیکن جب مبیع پر قبضہ ہو گیا صفقہ کا حکم نہ رہا پس جبتک مبیع قبضہ مین نہ آے اور
چاروں مین ایک معیوب یا مستحق نکلا تو خواہ چاروں پہیرے جائین یا چاروں خریدار کے
پاس رہین اور قبضہ کے بعد البتہ وہی عیب دار یا مستحق چیز پہیر جائیگی کیونکہ قبضہ سے صفقہ تمام
ہو گیا البتہ اگر قیمت علیحدہ علیحدہ نہ بیان کیجاے یا ایسی چیز ہو جسکی تفریق مین نقصان ہے جیسے
دری۔ تہان۔ گہوڑی کہ دونکا جبین دو سوزی وغیرہ تو تفریق نہ ہوگی کیونکہ یہ حکما متحد ہین
اگر خیار شرط یا خیار رویت وغیرہ جبتک ساقط نہو نہ قبضہ کامل ہوتا ہے نہ صفقہ تمام
کیونکہ جبتک خیار باقی ہے بیع لازم نہوگے قبضہ راس المال سلم اور مبیع منقول مین

تصرف قبضہ سے پہلے بانسبت بغیر کسی کے ہاتھ بیچی ہو [illegible] ملکیت یا حضرت علی [illegible]
مین قبل قبضہ بیع تصرف جائز نہیں [illegible] لیکن مشتری مین ایسا قبضہ کیا جائے
اگر کوئی مانع نہ ہے پس اگر قبل قبضہ مبیع کو اجارہ پر یا عاریت پر دیا [illegible] تصرف قبضہ نہ
ہو جاویگا اور اگر بایع نے اپنے گھر میں مال مشتری کے حوالہ کیا اور مشتری نے قفل و مہر وغیرہ
رہنے دیا قبضہ تمام ہوا (عالمگیری) مگر جبکہ ایسی صورت قبضہ سے [illegible] نقصان [illegible] ہو تو کسی
حیثیت سے مشتری کو تصرف مالکانہ پر قادر کر دینا اور بایع کا علیحدہ ہو جانا کافی ہے مثلاً زید کا مال تجارتی
وزنی ایک جہاز یا گاڑی وغیرہ پر لدا ہوا عمر نے خرید کر دوسری طرف روانہ کیا [illegible] اگر حسب
مصالح تجارت اوس اتار کر دوسرے مقام پر لیجانا منظور نہیں کیونکہ ایسی [illegible] اوقات
اصل جمع میں بھی نقصان کا خوف ہے اور ایسی ہی اگر نمونہ یا تحریر وغیرہ [illegible] کر دے
مشتری کو منتقل ہوا اور مشتری کو بار بار ایک ہی بار معاہدہ کر لینا [illegible] اس معاہدہ
کے ذریعہ سے وہ مال خریدار کے اجیر کے قبضہ میں آجائے اور ہر وقت تصرف پر قادر رہے اب
بایع سے یہ شرط لینا کہ بار برداری جس پر مال لدا ہے [illegible] کرایہ ضرور دینگے یا [illegible]
اگر قبل معاہدہ کے بیع ہو اور داخل عقد نہیں تو جائز ورنہ مفسد بیع ہے مسئلہ زید نے بکر سے ایک
ایسا مال خریدا جسکے رکھنے کو مصارف مکان یا محافظ وغیرہ بالضرورت مطلوب ہیں اور بکر نے بعد ختم
بیع زید کو قابض کر دیا اور اجازت دیدی پھر زید غائب ہو گیا [illegible] تو اسکو کچھ نہیں
علاوہ اوس قدر وقت کہ جسکی اجازت بکر نے دی ہو یا ایسی [illegible] مطلوب ہے
جملہ اوقات کا کرایہ اور مصارف جزو ثمن ہو جاویگا مسئلہ اگر کلکتہ مین مال خریدا اور قرار پایا کہ بایع
اوسکا کانپور تک پہونچا دے تو یہ شرط مضر نہیں اسلئے کہ مقام تسلیم کا لحاظ کرنا شرط زائد وہ نہیں ہے
مگر قبل از وصول کانپور وہ مال مقبوضہ نہ متصور ہوگا اب باقی رہا وزن اور شمار وغیرہ اسکے لئے
یوں کہا جائے کہ یہ کل مال جو اسقدر ہے اتنے روپے کو بیچا ہیں اگر کم نکلا تو بایع بعد ثبوت ذمہ دار ہے
اور اگر زیادہ ہے تو اوسی کو کوئی حق نہیں الا بہ تخفیف باقرار داد اور اسیطرح یہ قول منتقل اور
استحقاق رجوع ہوا کرینگے جہانتک مراتب بیع اسی ہیئت پر ترقی کریں اور اگر غلہ ہے جسمین
وزن شرط ہے تو یہ شکل بطور تخمین ہو سکتی ہے یعنی یہ سب اتنے روپیہ کو اور وزن کا ذکر نہ کرے

ورنہ وزن کرنا لازم ہوگا ایک آدمی کی ناؤ یا نوکا چھوٹا گاوین دیسے نے بکر کے ہاتھ بیچا پھر بکر نے بدفعات
بیچنا شروع کیا اور جب سب بک گیا تو جتنا بحساب بیع متفرقات مجموع وزن ہوا وہی قیمت
ہر مشتری نے اپنی بائع کو دی اب ناؤ یا جہاز اگر بائع کا ہے تو اجارہ اور کرایہ اوسکا ہے لوگ آ
زمر خریدار کر دینا بجائے قبضہ کے ہے اور ہر بار اولٹ پلٹ کرنا ضرور نہیں کیونکہ اسمین سخت
نقصان ہے مگر یہ اجازت وغیرہ صاحب جہاز میں داخل کرنے سے بیع فاسد ہوگی اور ایک وزن
جو آخر میں ہوا سب کی طرف سے کافی ہوگا اگر بوقت وزن وہ سب بیچنے والا اوسکی قائم مقام موجود
ہوں ورنہ بیع باطل ہے نیز یہ کہ نیلام جائز ہے اور جب بولی ختم ہو بائع بیچنے نہ بیچنے کا مختار
ہے کیونکہ یہ بولی بائع کی طرف سے نہیں ہوتی بلکہ خریدار کی طرف سے ہے ہاں جبکہ بائع نے اولاً
اپنا ارادہ ظاہر کیا کہ یہ چیز ایک روپیہ کو ہے پھر خریدار نے قبول کر لیا بیع تمام ہوئی اور بیع دکھایا گیا
تو خیار رویت باقی ہے آج کل نیلام میں اکثر جتنا امر ہوتے ہیں ا۔ آخر بولی پر ضرور ختم ہو جائیگا
یہانتک کہ اگر قیمت بحسب رضامی بائع ہو تو بحیثیت خریدار اپنے نام چڑھا لے مگر بیع ضرور ختم ہو
یہ شرط لغو ہے اور جو مال اس شرط کے ساتھ بیچا جائے اوسکی بیع صحیح نہیں ۲۔ نیلام کرنیوالا
اجرت ضرور لیگا نیلام ہو یا نہو یہ شرط جائز ہو سکتی ہے اسلئے کہ وہ اجیر ہے اثر مرتب ہو یا نہو اور
اگر اجرت بشرط نیلام قرار پائی تب بھی جائز ہے ۳۔ اگر بائع نے خود خرید لیا تو اجرت نصف ورنہ
کل یہ شرط لغو ہے جیسا کہ احکام اجارت میں مذکور ہوگا انشاء اللہ تعالی ہاں بطور وعدہ بخشش
کمی کا اختیار ہے اور بائع کا خود چڑھا لینا اور نیلام ہونا ایک ہی شی ہے ۴۔ یہ کہ اگر بائع نقد روپیہ
لے تو اجرت نیلام فی صدی عہ اور بعد ایک ہفتہ کے لے تو اجرت فی صدی ہے یہ شرط تبھی درست
ہے کہ بائع قبل نیلام ایک صورت اختیار کر لے جیسا کہ بیع میں ہے کہ نقد میں یہ چیز دہ کو اور قرض
میں عہ کو اور ایک امر طے ہو گیا تو جائز ہے ورنہ اجرت مجہول اور معاملہ فاسد ہو جائیگا
پس اگر نیلام کرنے والی نے یہ شرط مشتہر کر دی ہو اور قبل نیلام کرنے کی امر قرار پا چکا
ہو تو اجرت مجہول اور یہ اجارہ فاسد ہوگا اور اجر مثل جو اشتہار سے زائد نہو عائد ہوگا قیمت
بڑہانیکے غرض سے بائع کا یا کسی دوسرے شخص کا بولنا فریب اور ممنوع ہے اور وعدہ بیع کہ وہ استصناع
کوئی چیز بنوانا ہے جسمیں مال مثلا لوہا کاریگر کا ہو وہ بیع قابل پایا جائے لیتے آدمی اون چیزوں کو

ہوتا اگر بیت میں جیسے جوتا ٹوپی وغیرہ کے صورت ملاحظہ ہو یا نہ شنید تو کہ صانع جو خواستہ درست جیسے
تیار امر صحیح کر سکتا ہے نہ ماسوا اسکے یہ قول ابو یوسف کا ہے اور امام صاحب کے نزدیک دونو
مختار ہیں جب امر مستصنع کو دیکھے تو لے یا نہ لے اور کاریگر بایع کو اختیار نہ ہوگا اگرچہ اس سے پہلے
اختیار رہتا کہ وہی چیز اگر دوسرے کو دیتا یا دوسرا بنا دیتا ہو اور مشتری کو لازم ہو جاوے گا اسکو خیار رویت دیا گیا
ہے (ہدایہ) اور معنی واضح رہے کہ آجکل استصناع بہت مروج ہے اور بہت سی چیزیں بنوالے جاتی ہیں
کیونکہ کیا سب چیزوں کا بنوانا ضروری امر ہے اور جو چیزیں بکثرت پائی جائیں اونمیں بھی کبھی کوئی
صفت خاص یا طرز مطلوب یا منافع مقصود ہوتا ہے اس خیال سے سبکا استصناع داخل ضرورت
و شامل تعامل ہے جیسا حدیث میں منقول ہے کہ آنحضرت نے منبر جدید بنوا لیا جو کہ اوس زمانے میں معروف
کیا تھا پس کسی کو معلوم بھی نہوگا بنظر ضرورت وکثرت معاملات استصناع میں تعین مدت سے بھی
چارہ نہیں اسلئے کہ اگر مدت معین نہو تو وقت وصول معلوم نہو نیز کس قدر خرابیاں ہونگی اور
اگر بابت تعین مشروط ہو تو ایسی چیزیں نہیں جو جلد بن سکتیں یا مطلوب نہیں وقت ہوگی لہذا
تعارف و تعامل تعین مدت شرط ضروری نہیں ہے اور مصنوعات کی دو قسمیں ہیں ایک جسکی لینے
نہ لینے میں صانع کا نقصان قابل اعتبار نہیں کیونکہ وہ شے بکثرت مستعمل و فروخت ہوتی ہے
اور میں کوئی چیز نئی یا خاص طور کی نہیں بنوائی گئی اور کاریگر بدون فرمایش بھی اوسی بنایا اور
بیچا کرتا رہتا اسمیں مشتری کو خیار رویت حاصل ہے کہ جسکی واپسی سے کاریگر کا کچھ نقصان
ہو نہ خواہ بک نہیں سکتا یا خواہ قیمت کم پائیگی یا خواہ اسقدر روپیہ اوسمیں صرف ہوا کہ
فی الحال نہ وصول ہو تو بیچنے تک اسکے انتظار تک اسکی دوسرے کاروبار میں نقصان و حرج ہوگا
خواہ یہ بدون فرمایش ایسا مال کبھی نہ بناتا تھا پس از قیاس ایسی شکلوں میں بدون حجت بنوانے
والیکو خیار رویت دینا سبب استصناع ہے اور اسی پر اقوال فقہا دلالت کرتے ہیں کیونکہ وہ
استصناع میں تعامل کو شرط فرماتے ہیں اور تعامل اسیطرح جاری ہے ہاں یہ امر کہ تعامل اس
زمانہ کا حجت نہیں تب ہی کہ مخالف قیاس یا ثابت امر جدید ہو اور یہ اول چیز ہے نہیں جسکا
صحیح نمونہ نہ لیا گیا یا ممکن نہ ہو اور اگر نمونے پر فیصلہ ہو تو خیار رویت ساقط ہوگا اسیے
معاملوں میں جملہ شرائط کا طے کر لینا بلکہ لکھ لینا ضروری ہے مگر اکثر چیزیں کاریگر خواں یا سرکار دونوں میں یہ دستور ہے

البعض چیزونکی نسبت ایک معاہدہ ہوجاتا ہے کہ اسقدر مال بااقساط واوقات وقیمت معلوم
متفاوتات معلومہ پر موجود کیا جاوے پس اگر کل قیمت فوراً نقد دیدی گئی اور مبیع بائع کے
پاس یا بازار مین موجود ہو اور مقدار اور صفت وغیرہ ممکن ہے تو بیع سلم ہو اگر مبیع بنوانا
باہی تو استصناع ہو اگرچہ مدت طویل ہی ہو اگر مبیع معین ہے نہ بنوایا گیا ہو بلکہ صرف نمونے
وغیرہ پر فیصلہ ہو تو یہ معاہدہ بیع وشرا ہے اور تقاضا لازم مثلاً زید نے بکر سے کہا کہ ہم بندوق
تم سے خریدینگے اور بکر نے بیچنے کا وعدہ کر لیا اب اگر ضروریات بیع کی رعایت اور تفصیل کردی گئی ہو
اور مبیع اور ثمن مفسد سے خالی ہو تو اس معاہدہ کی تکمیل دونو پر لازم ہو اور اگر باہم کسی عوض پر صلح
ہو گئی تو حق ساقط اور عوض عائد ہوگا پس جب منظور ہو کہ مال مرہون یا مغصوب یا غیر مقبوض
یا با اختیار یا غیر معین بیچا جاسے تو بیع انکی جائز نہین اسلئے کہ بیع کا معین کرنا شرط ہے مگر خرید وفروخت کا
معاہدہ صحیح ہو سکتا ہے کہ نہ اسمین کسی اصل شرعی کی مخالفت ہے نہ ایسی معاہدونکی کارروائی
ممکن اور وہ اکثر اسکے شرط متعلقہ بین گذر گئے ہین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بہت مال مطلوب ہو اور اوسکا
ملنا بدون ایک مدت دراز کی ممکن نہین یا ایکبار خرید لینا یا کل قیمت دیدینا اور انتظام وتکرار اسکے
کرنا دشوار ہے خصوصاً سلاطین اور امرا اور بڑے بڑے تاجرونکو ایسے معاہدونکی ہمیشہ ضرورت
رہتی ہے جو لوگ ملکی انتظامات اور تجارتی وسعت اور جنگی ضرورت اور مخارق کی حاجت سے
واقف ہین وہ کبھی ایسے معاہدات کی صحت مین شک نہین کر سکتے اگر اس معاہدے مین تعداد
کل مبیع کی معین نہو بلکہ یون قرار پاسے کہ جبتک زید بیمار ہے ہم تولی شربت انار روز دیا کرو
یا جسقدر اس تقریب مین صرف ہو اس صورت مین ہر روز بیع جدید ہوجایا کریگی اور زید
بطور وعدہ دیانتاً پابند ہو قضاءً مجبور نہین ہو سکتا اور عقد بیع اور معاہدۂ بیع مین یہ فرق ہے
کہ مبیع بعد بیع کے ملک مشتری ہوجاتا ہے قبضہ ملے یا نہ مشتری جسوقت چاہے اسکے ثمن دیکر لے سکتا ہے
بائع اسمین خود تصرف ہو یا نہ اور ان حقوق مین جو بائع کے ذمی پہلے سے تھے یا اب ثابت ہون
اس مبیع کو کچھ تعلق نہین اور اوس سے نفع حرام ہے اور مشتری کو نفع حلال اور معاہدۂ بیع
مین وہ مال نہ مبیع قرار دیا جا نہ بیگانہ مشتری کو اوس سے کچھ تعلق نہ اوسکو مرنے کے بعد ورثا پر
ترکہ ہے اور نہ در صورت قبضہ بائع کی تصرف جائز ہے مسئلہ زید نے ایک چیز بکر سے خریدی

یا مشتری ثمن یا مبیع پر قبضہ پایا پھر بیع فسخ ہوگئی تو جسکا قبضہ ہوا اوسی استعمال میں لانا تو
تصرف تو حلال ہے اور بکر کو جب تک ثمن کے واپس کا حق نہیں آیا سابقہ بیع کی صورت میں تصرف
نہیں کرسکتا اور حق واپسی حاصل ہوکر سابقہ بکر والوفا کی عہد کرے تو دوبارہ اسکا بیت تکمیل کرایا
جائیگی اور صورت مجبوری خواہ مبیع اشتہار کرے یا سابقہ سے دیگر کسی اور قسم کا نقصان ہوا
تھا اور نظیر اسکی بیع سلم ہے جبکہ مسلم الیہ مجبور ہو اقالہ یعنی بیع تام و صحیح ہو جانے کی بعد ایک یا دونوں
درخواست سے برضامندی مبیع و ثمن واپس کرنا جو ثمن دیا تھا اوس سے بیشی کمی نہ ہوگی مگر جبکہ
مبیع ناقص یا کم یا زیادہ ہو جائے ثمن باقی ہو یا نہ ہو مگر مبیع کا بعینہ موجود ہونا ضرور ہے مگر بیع مقایضہ
یعنی اسطرح سے مال کا باقی رہنا کافی نہیں اسلیے کہ دونو طرف مال ہے اگر قیمت بیش و کم ہوگئے
یا مبیع ہلاک ہوا یا قابل رد نہ رہا تو یہ بیع جدید ہے اقالہ نہیں کلیہ جن معاملات میں مالی معاوضہ ہے جیسے
بیع اجارہ مزارعت بیع فضولی کی اجازت و صلح عن مال کرنا معزولی وکیل وقف پنچایت
تقسیم یہ سب معاملے تعلیق و شروط فاسدہ سے فاسد ہو جاتے ہیں اور جنمیں معاوضہ مالی نہیں
بلکہ محض احسان ہے جیسے قرض ہبہ وصیت شرکت مضاربت اقرار یہ شروط اور تعلیقات
فاسدہ سے فاسد نہیں ہوتے (کنز) مسئلہ جب مبیع بک گیا اور قبضہ میں آنے سے پہلے کچھ زیادہ ہوا
مثلا درخت میں پھل آگئے یا جانور کے بچہ پیدا ہوا تو وہ ملک خریدار ہے (ہدایہ) مسئلہ ملک بعد ثبوت کے
اگرچہ مرتفع ہو جائے مگر جسقدر تصرفات کیے وہ باقی رہینگے اور جو منافع اوٹھائے وہ حلال ہونگے جیسے
مبیع مستحق نکلا یا اقالہ کیا گیا تو جو فائدے اس سے حاصل کیے گیے وہ سب حلال ہیں پس جبکہ زید
نے ایک گھوڑا عمر سے خریدا اور چندے اوسپر سوار ہوا پھر بکر کو ہبہ کردیا بکر کے پاس وہ گھوڑا مر گیا
بعد ازاں خالد نے دعوی کیا کہ میں اصلی مالک ہوں اور عمر نے فریب یا لاعلمی سے بیچا تھا اب زید کو
وہ منافع جو حاصل کیے حلال ہیں اور وہ تصرف یعنی ہبہ وغیرہ جائز اور قیمت گھوڑے کی عمر کے ذمہ
عائد ہوگی اور گھوڑا زندہ ہو تو باوجود جواز تصرف وہ گھوڑا مالک کو دلایا جاتا اور عمر سے قیمت
لیجاتی دلالی اور اوسکی اجرت جائز ہے (درمختار) مگر شرط یہ ہے کہ دلال جس سے اجرت لے
اوسکا طرفدار و خیرخواہ ہو اور دونوں سے اجرت لینا یا فریب سے خریدار کیطرف ہوکر در پردہ بائع
کی خیرخواہی کرنا مغالطہ اور ممنوع ہے دلال پر تقاضا ہو سکتا ہے کہ ثمن یا مبیع وصول کرادے

مشتری اگر مبیع واپس کرے تو بایع دلالی پھیر سکتا ہے اور اگر خود لینے والا دلال واپس لے یا بیع کا
وجہ شرعی ہو تو دلالی واپس نہیں ہو سکتی (عقود الدریہ) رشوت خواہ محض ظلم در حق تلفی کے
لیوے یا پانی ہو یا اپنے غلامی اور حمایت حق کے واسطے یا صرف اپنا نفع بدون ضرر غیر مقصود ہو
اور لینے والا خواہ خود ظالم ہے خواہ ایسا دخیل کار جسکو اس معاملہ خاص میں بوجہ اپنے منصب یا عہدہ
کے مداخلت ہو خواہ محض اجنبی یعنی اس امر خاص میں کچھ مداخلت نہیں ہے جیسی دلال وکیل مزدور
پس اظلم کرنے یا الزام کرانے پر رشوت لینا جیسے زید نے عمرو سے رشوت لی کہ بکر کے دعوے میں تجھ
بری کر دونگا یا اپنے آقا کو اسکی ترغیب دلاؤنگا یا ایسی کوئی بات کر دونگا کہ جس سے میرا آقا تو تیری
طرفداری لازم ہو یا تیرے دعوے کو حقیقت یا مدعی کو دروغ گو یقینا آجاوے یا ایسا عہدہ یا کام
جس میں میرے آقا کا نقصان یا کسی دوسرے مستحق کا ضرر ہے دلوا دونگا یا اپنے آقا کے حقوق ادا کرنے
کے مطالبے اور محافظت میں تجھ سے اعراض کرونگا یا ایسے کام میں کسی مقام پر سستی کرونگا
یہ سب امور ممنوع اور رشوت لینے دینے والے دونوں ملعون ہیں اسلیے کہ یہ محض ظلم ہے اور
معین اور مرتکب انکا ظالم ہے اون حقوق کے ادا کرنے پر رشوت لینا جو اسپر اصالۃً یا نیابۃً واجب
الادا ہیں جیسے زید نے عمرو سے رشوت لی کہ تیری تنخواہ یا اجرت یا قیمت یا قرض یا اور حقوق
واجبی جو میرے ذمے ہیں یا ایسے شخص کے ذمے ہیں جسنے مجھکو ان امور کا انتظام اور نگرانی پر معین
اور وکیل کیا ہے دلوا دونگا اس صورت میں عمرو مظلوم اور بری ہے اور زید یا خود ملعون ہے اور
اگر یہ حقوق ایسے شخص کے ذمے ہیں جسنے زید کو اس امر خاص میں مداخلت نہیں دی ہے اور
زید پر اونکا دلوا دینا شرعاً واجب نہیں ہوا ہے تو جو لیا دیا جاویگا وہ اجرت اور حلال ہے کے
ایسے امور میں حق السعی جو اسکے ذمے واجب نہیں جیسے وکالت دلالی سفارت اجرت صحیح
پس یہ اگر فریب اور اثبات باطل اور ظلم کے بنا پر ہے تو اوسکی خبیث اور ممنوع ہونے میں
کیا شک ہے جیسے جان بوجھ کر کسی جھوٹے دعوے کو ثابت کرانے کی کوشش یا کسی ظلم کو

تقویت یا ایسی تدبیرین جس سے کوئی امر شرعی مقصود اور مترتب ہو کرنا مثلا کسی امر کے
اثبات حق کو شک اور ظن غالب ہو کہ خواہ مخواہ مدعا علیہ کاذب و ظالم ہے اور تدبیر صحیح مین کوئی امر
خلاف شرع نکیا ہو ایک شخص وکالت یا دلالی کرے جسمین حیلہ تقریرین اور مقالاند کو مشتمل ہون
اور مستحکم تدبیرین درستی کی ہون تو اس اجرت کو حلال ہونے مین کچھ شبہ نہین اگرچہ باعتبار شیئے
اور واقعہ کے خاص ہو مسئلہ کسی فریق یا گواہ یا وکیل کو اپنے صحیح بیان سے یقین دلانا یا ثابت
کرنے یا مخالفت کا اعتراض اٹھا کے شبہ کو اوٹھانے یا کرنے سے جو عنوان کے بدلنے سے پیدا ہو
تقریر کو الفاظ مفید اور عنوان شایستہ سے ظاہر کرنا جبتک کذب محض نہو جایز ہے اسلیے کہ
اثبات حق مین کوئی شخص ملزم نہین ہوسکتا اور امر حق کبھی بسبب ظاہر و الفاظ باطل اور مشکوک
نظر آتا ہے اوسوقت ایسی الفاظ اور عبارات سے جو اوس حق کو ثابت کرین تقریر کرنا اگر ممنوع
ہو تو بنا وکالت اور جملہ علوم استدلالیہ لغو ہو جائین وقف اسکی تعریف مین فقہا مختلف
ہین امام صاحب کے نزدیک جو مال وقف کیا جاے وہ واقف کی ملک سے نہین نکلتا اور صاحبین کے
نزدیک جناب باری تعالی کے ملک مین آجاتا ہے لیکن بالاتفاق منافع اوس مال کا حق [illegible] واقف
اگر کسی خاص امر خیر کے لیے وقف کرے تو دوسرے کام مین صرف ہون تو نہ عموما خیرات مین صرف ہون اور
وقف خاص مین جب مصارف وقف باقی نرہین تو عام فقرا مستحق ہو جاینگے اور جو اگر متولی وقف
کا فاسق و غیر متدین ہو وقف کا مال کا باقی رکھنا لازم اور اوس سے ایسے منافع جو اصل مال کو
ہلاک نکرین اون لوگونکو جایز ہین جنکے حق مین وقف کیا گیا پس وقف کر جانور دودھ [illegible] اور مال
وقف کے درختونکی پہل پہول خشک لکڑیان بیچکر بحسب وصیت واقف صرف کرنا جایز ہے بلکہ
متولی وقف کو ایسی وقت تک بلا عذر توقف و تساہل کرنا کہ یہ چیزین خراب یا کم قیمت ہو جائین
یا اونکا کوئی خریدار نرہے روا نہین ہے اور وہ اصل مال ہو جو بالکل خراب یا بیکار ہو گیا ہو بیچنا
جایز ہے جیسے سوکھے درخت یا مسجد کی پرانی چٹائی چونا لکڑی اینٹ جبکہ ضرورتین ہون (عالمگیری
عقود الدریہ) اصل مال وقف بضرورت و مصلحت بک سکتا ہے جیسے کسی باغ یا مکان وقف [illegible] کا
منافع اوسکا اوسکی مرمت کو کافی ہے اور نہ بلا مرمت اوسکا باقی رہنا ممکن اسوقت مین ایک
حصہ فروخت کرکے باقی کے حفظ و بقا مین صرف کرنا روا ہے مسئلہ جبکہ مسجد شکستہ ہو اور کوئی اوسکی مرمت

کا متکفل ہو تو اولاً وہ چیزیں جو خارج مسجد ہیں جیسے حجرے وغیرہ اور آخر کو بعض حصہ اوسکا وس میں
میں جو لوسکا تھا اور خشت کر لیے ضروری ہے ان صرف کی جاوین یا جبکہ اونکی قیمت سے مرمت کی جاسکے
مسئلہ ایک شکستہ مسجد کو دوسری شکستہ مسجد مرمت کرنا یا ایک درست مسجد میں دوسری شکستہ
کی چیزیں بوقت حاجت صرف کرنا اسمیں علما مختلف ہیں سنا ہو جناب استاذ مرحوم
کہ اگر ایک شکستہ غیر آباد ہو اور اوسکی حفاظت نہو سکے تو دوسری مسجد آباد میں بوقت حاجت
صرف کرنا بالضرورت و مصلحت بہتر ہے حیلہ عقلاً و نقلاً ثابت ہو اور حیلے اسکی دو صورتیں ہیں
اول ممنوع جبکہ بظاہر بیع کی نیت ہو اور حقیقت میں حق اللہ یا حق العباد کا کچھ خیال نکیا جاوے دوسرا
مشروع جب معاملہ جائز کی سہولت یا وسعت منظور ہو یا حرام سے بچنے کا قصد کیا جاوے یا
یا اضطراب یا ابتلاے عام یا اور کوئی بڑا نفع پایا جاوے اور حیلے دو قسم کے ہوتے ہیں سلے تغیر جنس
جیسے گیہوں اور جو ملا کر بمقابلہ گیہوں یا جو کی بیش و کم بیچنا یا اور دوسرے شہر سے زیور یا چاندی یا سونا منگانا یا
بغرض سقوط خیار یا تقابض البدلین یا بیع سے کسی معتبر کو وکیل کر دیا۔ تجدید عقد جیسے
کا مرتہن کو معاف کر دیا یا بعد بیع اثمار درخت کو ایک مدت تک بطور ہبہ یا اجارہ دیا
مکان رہن رکھکر راہن سے سفت رہنے کی اجازت لے لی یا نہایت مختصر کرایہ مقرر کر لیا
نے جب سو روپیہ بکر سے قرض لیکر ایک اشرفی قیمتی عسدکی دی یا ستر تولہ چاندی اور تیس
جیسی اٹھارہ روپیہ کو بیچکر باہم مقاصہ کر لیا تو یہ معاملہ بلحاظ درعایت ادائے ربوا یا تنقاء وجہ سے
ہیں اور اگر کسی نے اتفاقیہ یا کسی سخت ضرورت علانیہ حرام سے بچنے کے لیے ایسا کیا تو کوئی
نہیں مسئلہ زید نہایت بیمار ہے یا اوسے قرضخواہوں نے تنگ کیا ہے یا مصارف ضروری
سخت تکلیف ہے اور کوئی صورت نہیں مگر ایک مکان رکھتا ہے جسکا بیچنا خواہ نہایت
یا قیمت پوری نہیں ملتی یا اور کوئی شخص بیچ جاور نفاذہ وگرو نہیں رکھتا ایسی اضطرار کی حالت
پہلے مکان رہن رکھا بعد ازاں حق سکونت ہبہ کیا یا پہلے حق سکونت معاف کر دیا بعد ازاں
تو عند اللہ امید عفو ہے ۔ زید کے پاس ہزار کا مال بیع فاسدہ یا ربوا یا رشوت وغیرہ کا
ہے اوسنے ایک ہزار قرض لیکر اس مال سے ادا کر دیا لیس اگر بہ نیت دفع اتہام وطعن ظاہر ہے
ماخوذ ہوگا اور اگر قرضدار رہتا اور کوئی صورت ادا کی ممکن تھی یا کسی امر خیر میں اوسکو لگا

کرنا پڑتا ہو تو اوسی سال سے کچھ نہیں ہے اگر کوئی مسلمان ہوا یا ذمی نے توبہ کی اور اپنا
قرضہ ایسے شخص پر نہیں کہ ملنے سے دست بردار ہے یا کسی سخت مجتہد کی اشاعت مشہور ہے
یا اس مال کی زکوۃ ادا کر دیا بلا نیت سود تو نہیں مجبوری اس حیلے سے اجازت اسکی ہے
اور بعد تقسیم ادا وصیام میں بسر کیا گیا وہ روزہ گذشتہ ہر دن ایام میں فرضیات قضا کر کو
بیشک گنہگار ہوتا اور اگر ضرورت واقع ہو یا حسب اتفاق یا بطور تفریح سفر کرے مگر نیت
ہوئی تو رضاء اللہ نہیں ہے بخوف وجوب زکوۃ مال تجارت میں جو تجارت کی نیت کی ہو ایک
پہلے سے نیت فسخ کر ڈالا یا وقت نصاب مال تھا قریب ختم سال کے جزو نصاب کسی معتمد کو ہبہ کر دیا
یا کوئی مال خرید لیا ان سب صورتوں میں اگر ضرورۃً یا اتفاقاً مشتمل ہے تو بری ورنہ ماخوذ ہوگا
ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین مرض الموت یعنی جس مرض میں بدون صحت کے انتقال کرے
پس اگر زید بیمار یا زخمی ہو کر اچھا ہو گیا پھر بہت جلد کسی اور وجہ سے مرگیا تو بعد صحت پھر ہی مرض
عود کر آیا تو بیماری مرض الموت نہیں اگر مریض کے چند وارث ہیں اور ایک کے ہاتھ کوئی شے بیچی
بیع دوسرے ورثا کی اجازت پر موقوف رہیگی اور غیر وارث کے ہاتھ بیچے تو اوسکا حکم حکم وصیت
کا ہے پس جسقدر ثلث سے زیادہ ہو خریدار ادا کرے یا بیع فسخ کر دے مثلاً زید مریض ہوا اور ایک
مکان جسکی قیمت پانسو تھی دو سو کو عمرو کے ہاتھ بیچکر مرگیا اور بعد تجہیز و تکفین کل چھ سو کا مال
زید کا متروکہ بچا اگر کل قیمت مکان جو تین سو ہے ملا کر نو سو ہوئے اب عمرو کو وہ مکان اوسی دو سو کو
دیا جائیگا اسلئے کہ کل متروکہ زید نو سو ہے جسکی تہائی تین سو ہے اور ثلث مال تک وصیت جائز
اور اگر اسی صورت میں جو مکان ایکسو چالیس کو لکا تو کل متروکہ نو سو ساٹھ ہوا البتہ باقی ترکہ چھ سو
اور اسکی قیمت تین سو ساٹھ کل نو سو ساٹھ اسکی تہائی تین سو بیس عمرو کو بطور وصیت چھوڑ
دیے جائینگے باقی چالیس ادا کرے یا مکان پھیر دے ایسی ہی اگر بائع قرضدار ہے اور مال متروکہ
اور ہے قرض کو کافی نہیں تو وہ روپیہ جو عمرو نے قیمت مکان سے کم دیا ہے اگر باقیات قرض سے کم یا
مساوی ہو تو بالکل ادا کرے اور اگر زیادہ ہو تو اوس زیادتی کی ایک تہائی چھوڑی جائیگی مثلاً
زید مریض نے ایک باغ عمرو کے ہاتھ بیس روپیہ کو بیچا اور قیمت اوسکی چالیس تھی کہ قیمت
بیس بیچا اور کل قرض بیس یا تیس زید کے ذمہ اور اسکا مال متروکہ سے فاضل ہے اب عمرو کو

بدون پورا روپیہ ادا کیے مکان نہیں مل سکتا اور اگر فاضلات قرض پانچ ہی تھے پانچ قرضخواہ
لیکن باقی رہے پندرہ ان میں سے دس حق ورثا ہو اور پانچ عمر کو کم ہونگی کل مکان نہیں ملیگا
ہاں اگر کوئی قرضخواہ یا وارث مر جاوے یا ورثا یا قرضخواہ معاف کردیں تو عمر کو کچھ نہ دینا پڑیگا وکالت وکیل
بننے نائب بنانے کا شرط لازم یا دوست یا عزیز جو کسی معاملہ کا کسی کی طرف سے مجاز ہو وکیل ہے اور دونوں کا
عاقل و بالغ و آزاد ہونا شرط ہے (ہدایہ) بعد بیع کے اگر بایع کو معلوم ہوا کہ موکل نابالغ یا مجنون
یا غلام ہے تو مختار ہے کہ بیع قائم رکھے یا فسخ کرے وکیل یا موکل کا مر جانا یا مجنون یا غلام یا مرتد
ہو جانا یا اصل معاملہ کا جسکے لیے وکیل کیا تھا تمام یا ختم ہو جانا خود بخود وکالت کو زائل اور وکیل کو
معزول کرتا ہے اطلاع دیجاوے یا نہ (عالمگیری) وکیل تین چیزوں کا پابند ہے ۱ حکم موکل ۲ غرض
و مصلحت ۳ تعارف اہل معاملہ پس جبکہ زید نے بکر سے کہا کہ ایک فرش یا پچریپی کا بنوادے بکر نے
چھ روپیہ کو خریدا یا پردے بنوادیا یا تشریب یا چکن کا فرش بنوادیا ان صورتوں میں یہ معاملہ موکل کو
لازم نہیں وکیل کیطرف منسوب ہوگا مگر جبکہ مخالفت میں کھلا فائدہ ہو اور عرف اور غرض کو خلاف
نہو جیسے کہ فرش چار کو خریدا تو موکل مستحق اور ذمہ دار ہے (عالمگیری) اور وکیل ملزم نہوگا البتہ
جبکہ زید نے عمر کو ایک بیچا تو قیمتی دو روپیہ کے خریدنے کا وکیل کیا اور عمر دو روپیہ کو دو دو سیر قسم کر
چاقو لایا اب زید مختار ہے کہ دونوں چاقو دو روپیہ کو لے یا واپس کرے اسلیے کہ عمر نے کو بڑا خود کام
کیا مگر کیوں ایک بیچا تو ایک روپیہ کو لینا جسمیں موکل کی غرض حاصل اور ایک روپیہ واپس ہوتا
(ہدایہ) البتہ اگر ایسا ہو کہ بایع بدون دونوں چاقو خریدے علیحدہ بیع نکرے اور دو دوسرے
مقام پر اس قیمت پہ نہیں ملتا تو مختار ہے کہ موکل معاملہ وکیل پہ مجبور کیا جاوے وکیل نہ
دوسرا وکیل کر سکتا ہے نہ بعد تعیین کے معزول مگر باجازت موکل (ہدایہ) ایک ہی شخص بایع و
مشتری کا وکیل نہیں ہو سکتا (ہدایہ) پس وکیل کو جائز نہیں کہ اپنے وکالت سے ذاتی معاملہ
موکل سے کرے چونکہ وکالت باب امانت اور تعیین سے ہے بے شرع تہمت سے بچنا لازم ہے
لہذا ایسے شخص سے معاملہ جو عرفاً اسکی طرف منسوب ہو جائز نہیں جیسے ماں باپ اولاد وغیرہ
مگر صاحبین کے نزدیک بقیمت مثل جائز ہے جب وکیل اوس مال سے معاملہ کرے جو
اوسکو موکل نے دیا تھا موکل کو اختیار ہے کہ وہ معاملہ اپنی طرف منسوب کرے یا نکرے (ہدایہ) مثلاً

نہ دیوے مگر ایک اشرفی یا اس میں جو چیز خریدا ہے وہ مگر دوسرے اپنے مال سے کپڑا خریدا یا دو شخص
باہم اور اسکی قیمت سے خریدکیا اب نہ دیا اوسکو لینے دینے کا مختار ہے (ہدایہ) مگر جسکو وکیل کو شریک
تبدیل یا قرض کی اجازت دیگی ہو وکیل امین ہے اور عیب شراکی خیانت کرے یا جب
موکل مبیع طلب کرے اور وکیل دینے سے انکار کرے اگرچہ انکار اسلیے ہو کہ موکل ثمن دیدے تو
لیکن ضامن سمجھا جائیگا (ہدایہ) اور مال اگر خود بھی تلف ہوا اسکو دینا پڑیگا جیسا کہ ہے اگر ایک
معین کو قرض سے خریدنا موکل کیا مگر کوئی خریدنا چاہیے تو وکیل نہیں ہو سکتا۔ وکیل کو
خیار رویت و رد عیب کا مشتری کیطرح اختیار ہے مگر جب مبیع موکل کو سپرد کیا وکیل کا اختیار
زیادہ اختیارات موکل کو حاصل ہونگے حصول پر تقاضا ہو سکتا ہے نہ وہ کسیطرح کا اختیار
رکھتا ہو صرف درمیانی اور پیغام رساں ہے (ہدایہ) مال مباح میں شرکت اور وکالت باطل ہے
کیونکہ یہ امور استحقاق اور ولایت سے متعلق ہیں اور مال مباح میں قبض و تقدیم سے حق حادث
ہوتا ہے بخلاف اجرت کے کہ اوسکی منافع مستاجر کیطرف رجوع کرتے ہیں باب الربوا۔ سود
لینا دینا حرام قطعی ہے اسکا منکر کافر اور مرتکب سخت گنہگار و فاسق ہے قال جل شانہ وحرم
الربوا۔ وقال الذین یاکلون الربوا لا یقومون الا کما یقوم الذی یتخبطہ الشیطان من المس وقال
یمحق اللہ الربوا ویربی الصدقات وقال یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم
مؤمنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ ولعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل
الربوا وموکلہ وشاہدیہ وکاتبہ (تیسیر الاصول) وقال لیاتین علی الناس زمان لا یبقی احد الا آکل
الربوا فان لم یاکلہ اصابہ من بخارہ او غبارہ (ابو داود) سود جسطرح قرآن و حدیث سے حرام
ہے ایسی ہی عقل بھی اسکو برا سمجھتی ہے اور کبھی اسکی جواز کا فتوی نہیں دیتی کیونکہ بیع اسلیے
موضوع ہے کہ بائع و مشتری نفع کے ساتھ اپنے حاجت کے اسباب حاصل کرسکیں اگر جانبین کا
نفع نہ ہوتا تو باہم تاجروں میں معاملے کی کیا صورت تھی اور حاجت نہوتی تو غیر تاجر کو خرید و فروخت
کی کیا ضرورت تھی اسصورت میں معاملات بیع و شرا کم ملک کا عدم ہو جاتے اور اس حکمت
بالغہ اور تدبیر منتظمہ میں فرق آتا مگر نفع اور حاجت کا یقینی ہونا ضرور نہیں بلکہ احتمال بھی کافی
ہے کیونکہ بیع و شرا تدبیر معاش سے ہیں اور تدبیر کا یقینی ہونا ضروری نہیں پس ... کا احتمال

اور کھلا ہوا ہے کہ کسیکو نقد لیکر مال کی ضرورت ہوتی ہے اور نفع بھی مسلم ہے کیونکہ وہ مختلف
چیزیں ہیں بیشی و کمی و برابری معلوم نہیں ہو سکتی پس ہر شخص اپنی رغبت و احتیاج کے اعتبار
سے امر معاش کو فائدہ مند سمجھتا ہے اور جب یہ امر ساقط ہو گیا اور ربوا میں دونوں شرطیں مفقود
ہیں پس غرض شارع کی باطل ہوئی اور عقل ایسی بیہودہ بات کہ مخل مقصود و حقیقت کیسی طرح تجویز
پسند کر سکتی علت ربوا کی دو چیزیں ہیں ۱ اتحاد قدر ۲ اتحاد جنس یعنی ذات اس اعتبار سے
کل مالوں کی چار قسمیں ہیں ۱ متحد القدر والجنس جیسے گندم بمقابلہ گندم یا آہن بمقابلہ آہن
۲ متحد القدر فقط جیسے چاندی سونا آہن مس سرخی چونا ۳ متحد الجنس فقط جیسے
تنزیب بمقابلہ تنزیب یا کتاب بمقابلہ کتاب جبکہ وہ ایک ہی قسم اور قیمت کی ہوں ۴ مختلف
الجنس والقدر جیسے زعفران گیہوں یا ریا اور انیٹ وغیرہ پس شکل اول میں فضل و نسا دونوں
حرام ہیں اسلیے کہ جو زیادتی ہے محض بیہودہ ربوا ہے اور نقد میں تو زیادتی حقیقتہً موجود ہے
اور قرض میں حکماً زیادتی ہے اسلیے کہ نقد کو قرض پر تفوق ہے دیکھو تاجر جو شے قرضاً لیتے ہیں
کو نسبت نقد میں (۵) ار کو بخوشی دیتے ہیں اور شکل دوم و سوم میں فضل حلال ہے کیونکہ
بدون قدر و جنس کے کمی بیشی معلوم نہیں ہو سکتی اور نسا حرام ہے اسلیے کہ نقدیت سے جو
زیادتی کا قرض پر ثابت ہے اور باب ربوا میں شبہ بمنزلہ حقیقت ہے بخلاف فضل کے کہ اوسکا شبہ اتحاد
سے ضعیف ہو کر ساقط ہو گیا اور یہ خیال کہ قرض لینے والا کچھ زیادہ دے تاکہ زیادتی نقد کی اسکے عوض
متصور ہو لغو ہے کیونکہ زیادتی نقد کی حکمی اور مشتبہ ہے اور یہ زیادتی حقیقی و متعین ہے شکل چہارم
میں فضل و نسا دونوں حلال ہیں اور احکام ربوا ایسی مالوں سے متعلق ہی نہیں کلیات اتحاد
جنس سے ایک ہی قسم کی چیزیں مراد ہیں جیسے گندم بمقابلہ گندم اور جو بمقابلہ جو پس مختلف جانوروں کے گوشت
کھالیں مختلف درختوں کے پھل پھول لکڑیاں مختلف جواہرات جیسے الماس یاقوت زمرد سونا
یا لوہا تانبا پیتل رانگا سکّا تنزیب نین سکھ گلبدن اطلس یا مختلف کتابیں گلستان
بوستان میزان منشعب مختلف عطر اور تیل وغیرہ باہم غیر جنس ہیں مگر وہ چیزیں جو نام کے
تقارب میں یکسی ہوں اس حکم میں داخل نہیں باب اوسکا قرضاً بیچنا دوسرے وجہ سے منع ہے
جسکا ذکر بیع سلم کے بیان میں کیا گیا اعتبار اوصاف واضح رہے کہ ہم جنس اشیا میں جو فرق اوصاف

یعنی ان میں صنعت کا اعتبار آ جاتا ہے اوسکی دو قسمیں ہیں اگر تو بیع کرے۔ تو جو متفاوت
باتفصیل وغیرہ کے اعتبار سے مختلف ہو جاتے ہیں یا صورت کی سوائے ہیں انمیں صنعت کے
اعتبار سے باہم بیشی و کمی ممنوع ہے فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جید اور ردیا سونا برابر
یا کسی چیز و صنعت جو ہاتھ کی صنعت سے پیدا ہوئی ہوں پس اگر انمیں اصل و مادہ
بعینہ باقی رہے اور کوئی شی سوای صناعت کے ایسی زیادہ نہوئی ہو جسکی بلا شبہ کچھ اثر پیدا ہو
جیسے سوت اور کپڑا یا ریشم اور اطلس یا لکڑی اور [illegible] اور تانبا اور چمچ وغیرہ کے اشیا یا پتیل اور
تکلی یہ سب باہم جنس ہیں اسلیے کہ اصل و مادہ بعینہ موجود ہے اور سوا صناعت کے کچھ زیادتی نہیں ہوئی
اور اگر اصل و مادی پر کوئی شی زیادہ کی گئی جیسے کاجل اور روشنائی یا روئی اور سوت اور کپڑا
یا رس اور شکر اور مٹھائی یا انار سیب یا انگور اور انکی شربت اور مربے وغیرہ یہ سب غیر
جنس ہیں اسلیے کہ انکی اصل بعینہ باقی نہیں رہی مگر سونا چاندی اگر کسی دوسری چیز میں مل جائے
تو بھی اوسکا اعتبار ہوگا اسلیے کہ سونا چاندی قلیل ہو یا کثیر مقصود و معتبر ہوتا ہے
بحالت اونکی بیشی ثمنیت کسی حال میں باطل نہیں ہو سکتی بخلاف اور اشیا کے کہ وہ حالت ترکیب
میں اور دوسرا اوصاف پیدا کرتی ہیں پس جائز نہیں کہ کھوٹی اور کھری چاندی یا سونیکی باہم بیع و شرا میں
بیشی و کمی کریں ہاں اگر چاندی ایک حصہ ہو اور پیتل دو حصے تو ہم قدر اسمیں اتحاد شرط ہے یعنی
جو دو چیزیں ایک ہی چال یا باٹ سے تولی جائیں باہم متحاد القدر ہیں پس چاندی سونا۔ لوہا۔ تانبا
کا باہم قدر نہیں ایسی ہے کہ پہلی دونوں میں اتحاد نہیں ہو واضح رہے کہ ہر شی میں ایک ادنی مقدار
ہوتی ہے جسکا [illegible] لحاظ و حساب ہوتا ہے اور اوس سے کم کا حساب نہیں ہوتا اور
اوسی ادنی مقدار کے اعتبار سے اتحاد قدر ہوتا ہے پس بھوسا۔ لکڑی۔ [illegible]۔ کوئلا وغیرہ ہموزن
ہیں۔ اور ہر قسم کے اناج جو تولے جاتے ہیں ہموزن ہیں ہر قسم کی مٹھائیاں روغن زرد شہد
بالائی ہموزن ہیں۔ لوہا۔ تانبا۔ سیسا۔ پیتل رانگا۔ وغیرہ ہموزن ہیں چاندی سونا ہموزن
ہیں ہر روغن خوشبو ہموزن ہے عطر۔ مشک۔ عنبر۔ زعفران۔ وغیرہ ہموزن ہے الماس
یاقوت ایک میزان سے تولتے ہیں کیا چیزیں بھی مختلف [illegible] ہیں اور حضرت [illegible] الکیمیا سونا
کافی نہیں اسلیے کہ بعض انکی بالکل میں نہیں شریک جیسے لوہا۔ چاندی اور بعض انکا

ایک ہی الزوائد با ثبوت تعلق ہیں مگر ادنی مقدار ملحوظ میں اختلاف ہے [illegible] ادنی مقدار لو تو بائی
میں ملحوظ و محسوب ہوتی ہے وہ شیرینی میں غیر محسوب ہے اور جو شیرینی میں محسوب ہے وہ نمک میں
غیر معتبر ہے اور جو مقدار الماس میں ملحوظ ہے وہ چاندی سونے میں نہیں الیسی عطر و مشک میں جو
معتبر ہے روغن خوشبو میں نہیں ہے دیکھو عطر وغیرہ کا قطرہ مفت دیا جاتا ہے اور اسقدر اتنا ایک
مقدار مستقل ہو جاتی ہے کبھی چاندی سونے میں ایسا نہیں ہوتا اور جسقدر چاندی سونا اتنا
کسوٹی یا گلانے میں ضائع ہوتا ہے الماس میں ایسا نہیں ہے مگر تمیز و فرق ایسا شیا کا بحر کو
غور اور کمال تفقہ سے متعلق ہے سوم گز مقدار شرعی نہیں کیونکہ گز سے طول و عرض میں [illegible]
مساوات ذاتی حاصل نہیں ہوتی چہارم جب عمدہ اور بری چیز بدلنا باہم مبادلہ منظور ہو تو [illegible]
جو حدیث سے منصوص ہیں یہ ہر اشیاء جیسے گندم سے بدلیں گندم کو بیش و کم جیسے بری بدلی میں منظور
ہو منظور بیش و کم کا طور یہ ساتھ گندم کی تولا کچھ اور [illegible] بہتر ہو معیوب ہو دوسرے کو جو عمدہ میں
ہو محسوب ہے سیم و زر میں جو غش زیادہ ہو بیع جس طور سے ارادہ ہو ایسی ہی لوگ میں جب مبادلہ
ہو اور تخمین پر معاملہ ہو یا تول لیا ہے یعنی اگر طعام ہو ایسی بیع و شرا میں مجہول حرام مسئلہ امام کا اگر کسی
کا ایک چیز کے ذو تیل ایک خوشبو دار دوسرا بے خوشبو کا باہم برابر نہیں اسلیے کہ خوشبودار ایک میں زیادتی آگئی اموال
مباح یعنی جنکا کوئی مالک نہیں اور ہر شخص کو نفع اوٹھانیکا حق ہے انمیں بعض وہ ہیں
جنکا دوام اور بقا اور صرف انتفاع مقصود ہے جیسے شارع عام جنگل دریا مسجد پل [illegible] مالک
اور قبضہ نہیں اور بعض وہ ہیں قبضہ و ملک مقصود ہے جیسے سبیل یا دریا کا پانی خشک گھاس وغیرہ
انمیں تقدیم و ترتیب کا لحاظ کرنا چاہیے مثلاً ایک شخص مسجد میں بیٹھ گیا یا راہ میں چلا جاتا ہے یا
ظرف وضو اوٹھا لیا یا سبیل یا دریا کا پانی اپنی برتن میں کر لیا یا خشک لکڑی لے لیا یا گھاس کھود لی اب دوسرے کو
مخالفت و مزاحمت کا حق نہیں ہے پہلا آدمی مستحق اور قابض ہو گیا ایسی ہر خرمی [illegible] شکر وغیرہ

[illegible]

[illegible]

اور نہ بسبب غصب زمین کی حرام مگر جو پانی بارش یا کنوئیں یا دریا کا برتن یا حوض وغیرہ میں محفوظ کیا جاوے وہ

عیں یا تحفہ میں لٹائی جاتے ہیں انمین بغیر قبض سے ملک نہیں آجاتا (ہدایہ، عالمگیری) مسئلہ جب دو قوم
کے دستر خوان پر ایک کے لیے مباح کی گئی ہو اور کسی کام میں صرف ہوتی جیسی طعام دعوت کی جماعت
دوسرے کو کسی چیز کے لیے مباح کیا جاتا ہے جبریں جائز نہیں ہے کہ طعام دعوت میں دوسرے کو خود شریک کرے
یا بچے ہوئے میں سے اپنے گھر لیجائے یا بچی ہوئی چیز کو بلا اجازت مالک (عالمگیری) یا کسی سائل یا خادم کو یا اوسکو جو اوسکے
ہمراہ ہو تبرکاً ہیہ دیدے اور یہ بھی اختیار نہیں کہ دوسرے شخص کے سامنے سے کھانا اوٹھالے جبکہ وہ طعام
ہو (جامع البرکات) کیونکہ وہ خاص اوسکے لیے ہے اگرچہ صاحب دعوت مختار ہے مسئلہ اگر کوئی
چیز ایک جماعت کو سب کی اور حصہ نکلے تو امام صاحب کے نزدیک یہ بیع جائز نہیں (شرح وقایہ)
در اگر مباح کی جیسا کہ دعوتین ہوتا ہے تو اوسکا استعمال سبکو جائز ہے بدون قبض و ملک کے
سے مصلحت و ضرورت کی رعایت ہوگی مثلاً کسی تنگ راہ میں ایک طرف سے چھکڑا اور دوسری طرف سے
دوسرا آتا ہو اب چھکڑی کے پیچھے بغیر تکلف کے سوار رہے گا یا ایک گاڑی وسط راہ میں جاتی ہے جس
سے راہگیر کو نکل جانے اور اپنی متوسط رفتار کا موقع نہیں ملتا پس ضرور ہے کہ گاڑی ایک طرف
کر دیجائے اگر کوئی دوسرا اعرگاڑی کو مضر ہو تو اضرار عام نہ ہو سوائے متعارف فائدہ کے کسیکو ایسے
انتفاع یا کام کا حق نہیں ہے جس سے عموماً مضرت ہو جیسی راہ میں کوئی بدبو یا نجاست پھینکنا
یا درندے یا موذی جانور چھوڑنا یا ایسا بیہودہ فعل کرنا جو موجب حرج و تکلیف ہو یا تالاب میں
ایسی کوئی چیز ڈالنا جس سے سب مچھلیاں مر جائیں یا پانی بدبو بدمزہ ہو جائے یا جنگل کی گھاس
خشک ہو جائے یا صف دعوتین اسطرح کھانا جس سے خواہ مخواہ دوسرے کو متنفر ہو اور طبیعت ماش
کرے یا استحقاق عام ممنوع ہیں اور مباح اموال کا بیچنا اور اجارہ پر دینا قبل ملک جائز نہیں مگر جبکہ
کسی ظالم نے قبضہ کر لیا اور بیچا تو اوسی خریدنا پھر بیچنا روا ہے یا کسی شخص نے اپنی محنت و صرف
خاص سے ایسے مقامات تیار کیے تو معاوضہ اوسکا صحیح ہوگا جیسے پل تالاب نہر سڑک چراگاہ
وغیرہ اب حق عام ساقط اور تصرف معاوضہ جائز ہوا مسئلہ گھاس اپنی زمین میں اوگا یا اوسکو محفوظ
رکھا تو مملوک اور قابل بیع ہو جائیگی (مجلہ) مسئلہ وحشی جانور کسی مکان میں رہیں یا بچے
دیں تو صاحب مکان مالک نہ ہوگا بلکہ جو پکڑ لے وہ مالک ہے ہاں کسیکو یہ حق نہیں کہ اونکو شکار کے
لیے اوسکی گھر میں کسی قسم کی مداخلت کرے اور اگر یہ مکان اسی غرض سے تیار کیا گیا تھا

جب کہو تو کوئی چیز بھی تو مسلمان مالک ہوجائیگا (کنز لقطہ تابع) اگر گڑا ہوا مال جو زمین یا دریا یا پہاڑ مین
سے نکالیں اگر معدنی ہے جیسے جواہر معدنی لوہا سیسہ چاندی سونا وغیرہ اسی معدنیات
المعتمر ہین اور اگر دفنی ہے یعنی کسی نے دفن کیا تو اوسکو کنز کہتے اور کنز کی تین قسمین ہین ۱ اسلامی جسپر
کوئی علامت اسلامیہ ہو جیسے کسی مسلمان بادشاہ کا سکہ یا علامت مخصوصہ اہل اسلام سے ۲ کنز کفر جسپر
کوئی نشانی کفر کی ہو ۳ مشتبہ یعنی کوئی ایسی علامت نہو جس سے تمیز و تشخیص ہو سکے اور یہ
بعض کے نزدیک کنز اسلام کی حکم مین ہے اور بعض کے نزدیک کنز کافر کے حکم مین ہے اور وہ مقام
جہان کنز یا معدن نکلے چار قسم کے ہونگے ۱ مباح جیسے پہاڑ جنگل ویرانہ ۲ عشری ۳ خراجی یعنی
وہ زمین جسپر بحقوق سلطنت خراج یا عشر واجب ہوتا ہے ۴ مملوک کھیت یا باغ وغیرہ ۵ محفوظ
جیسے گھر اور احاطہ وغیرہ پس مباح و عشری و خراجی مین معدن ہو یا کنز کفر پانیوالے کا حق ہے اور
خمس حق بیت المال ہے اور مملوک و محفوظ مین معدن مالک کا ہے اور خمس واجب نہین
ہان ایک روایت مین ارض مملوک مین بھی خمس ہے اور کنز کفر اوسی ملیگا جسکو اول فتح مین
سلطان نے مالک بنایا ہو یا اوسکے ورثہ لین ورنہ دور مسلمان مالک مشہور جس سے پہلے کوئی
معروف نہو سکیگا اور وہ موجود یا مسلمان نہو تو دہقان قابض لے ورنہ حق بیت المال ہے اور کنز
اسلام ہر حال مین لقطہ ہے یعنی وہ پڑا ہوا مال جسے پانیوالا ایک وقت تک مشہور کرکے اگر غنی ہو تو
تصدق کردی اور فقیر ہو تو چاہے خود خرچ کرے چاہے تصدق کرے اور جب مالک مطلع ہو تو
اوسے اختیار ہوگا کہ مال لے یا ثواب خمس اون چیزون مین ہے جو پگھل سکتی ہین جیسے چاندی سونا
لوہا تانبا وغیرہ اور کسی مین نہین اور حربی مستامن اگر باذن امام زمین کھودے اور کچھ پائے تو

جیسے شفعہ کہ ایک بیچنا دوسرے شخص سے متعلق ہے یعنی کسی چیز کا ملک بائع سے خارج ہونا
یعنی واجب نہ ہونا کسی شخص مخیر یا معین یا موصی لہ یا شراکت داریا جائداد یا قرابت وغیرہ
پس متعلق ہونا پس ہے متعلق ہونا مال کا جیسے میراث وغیرہ وغیرہ جیسا کہ اسی طرح
حق شفعہ اور ان کا حق ہے اسباب قسم کو یہ ہے مستحق انکے مثل جیسا حق شفعہ
مثل جیسی انتقامات سے متعلق بعض جیسے وقف ۔ امانت سے متعلق کہ ایک غیر جیسے حق
حق مرور وغیرہ وشفعہ فارغ جیسے حق تصنیف سے غیر موجود وغیرہ جیسے ہوا مثل اذان
غیر ہو کہ جیسے اصول غنیمت جو دار الاسلام میں منتقل کئے ہوں پس ۱ - ۲ - ۳ - ۴ - ۵ - ۶ - ۷
میں انتقال ہے نہ معاوضہ اور (۷) میں نقصان ہے نہیں اور (۳) میں انتقال و معاوضہ
شرط پر جائز ہے کہ وہ لوگ جنس اس حق کا قول ہے تسلیم کرلیں اور (۵) میں مطلق انتقال و معاوضہ
صحیح ہے ہر چند تفصیل اور الفاظ انکا مشکل ہے مگر مختصر کچھ ذکر کیا جاتا ہے حق شفعہ کا عوض
اور انتقال ناجائز ہے (ہدایہ) کیونکہ محض دفع ضرر جوار کے لیے مشروع ہے (شامی) اور ہبہ شفعہ
بعوض یا بلا عوض دست بردار ہو پھر اوسی حق حاصل نہیں ہو سکتا اسلیے کہ اختیار ہے لغو ہے
ضرر سے باطل ہوگی اور اس صحیح پر انتقال نہیں بلکہ اسقاط ہو والساقط لا یعود ایسی ہی مخیرہ کا حکم ہے (شامی)
اور تقسیم زوجین میں بھی یہی حکم ہے (شامی) مگر اس میں رجوع کا حق باقی ہے اسلیے کہ یہ حق وقتاً فوقتاً
حادث ہوا کرتا ہے پس جو اسقاط حق موجود پر ہے حق حادث پر اوسکو بھی اختیار باقی ہے
سے انتقالات میراث سے الاشخاص بہاسے انہیں انتقال باطل ہے بعد دو سرے کو اس ہو چکا ہو اگر ... کو پس

عوض جو باطل ہے اسلیے کہ ان سبکا مدار نسب اور قرابت پر ہے اور وہ غیر منتقل بالذات ہیں اور قطع ہونیکے قابل نہیں
اور معاوضہ لازم ہو اور جب مال معین وجود میں ثابت ہو جاوے تو اوس مال کا منتقل کر دینا برضامندی کے
جائز ہے وظائف سلطانی مثلاً اور تنخواہیں جو بلا خدمت رہتی تھیں ملا کرتی ہیں سے حق امامت سے حق
خطبہ خوانی سے حق مؤذنی سے حق نکاح خوانی وغیرہ انکا انتقال اور معاوضہ بھی بشرط رضا مسلمانان
و متقدمین وغیرہ جائز ہے جیسا کہ تصریح کی اسکی شامی نے مسئلہ نزول وظائف میں اسناد حسن
اور دلائل مرجحہ سے حق تصنیف پر مسئلہ بنایا اور کثیر الشیوع ہے اور قول سلف اسمیں بلا نص جانا
ہمارے نزدیک اسکا معاوضہ و انتقال صحیح ہے اور یہ شبہ کہ جب مصنف نے کتاب بیچ ڈالی
تو مالک کو ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے مرتفع ہے بدین طور کہ مشتری کو اصل کتاب اور اوسکے پڑھنے
پڑھانے کا اختیار ہے اور چھاپنا اور فروخت کتاب کی منافع بعد نقل منتقی ہو گئی اور قابل
عوض ہونا اسلیے ہے کہ جب بالکل حق منع سالم ہے پس اجازت دینا اوس حق کا انتقال ہے
اور نقل مستلزم عوض ہے پس جب زید نے عمرو مصنف سے کہا کہ اگر تم اسکو ہمارے تمام عالم
کو اس کتاب کی چھپائی سے منع کردو تو ہم اسقدر مال دینگے اب یہ اجازت عمرو کی مخصوص زید کی نسبت
اور مخالفت اوسکی تمام عالم کی نسبت کیا ایسا فعل نہیں ہے جو مستحق معاوضہ سمجھا جاوے اور یہ شبہ کہ
اس اجازت سے زید کو حق منع و اجازت کا نصیب پیدا ہوا صحیح نہیں اسلیے کہ جب عمرو نے زید کو
اجازت اور اختیار تمام دیا تو زید اپنے حق کی محافظت پر مختار ہے اور اسیطرح اوسی اپنے حق کو
چھوڑ دینیکا بعض یا کل میں اختیار ہے اور ظاہر ہے کہ حاجت اور ضرورت اسکی مخصوص باشاعت
علوم کیسے اسطرح اشد ہے اور تعامل اسکا شائع اسلیے کہ ہر مصنف یا کسی امر کے موجد کو دو دقتیں پیش
آتی ہیں اگر چھپائی اور شائع نکرے تو بالکل محنت ضائع ہو اور خلق کو نفع نہ مل سکے
بخلاف سلف کے کہ عادت نقل و کتابت کی رکھتے تھے اگر چھپوا کر اور غیر مقبول ہوئی تو نقصان
ظاہر ہے اور مقبول ہوئی تو دوسرے تاجر فوراً چھاپ لینگے اور ... کم ہو جاتے ہیں کہ مصارف
طبع اور اجرت ... زیادہ ہوا کرتے ہیں پس اس تجارت کو نقصان ہوگا اور منافع اسکو
... ضائع ہیں ہرگز انسداد ... کو نہیں جنکو حکمت شرعیہ سرسری نظر سے دیکھے
... زید ابھی ہو سکی تو دلیل جواز کو جو حاجت اور انتفاع خلق ... اور ...

اثر قیمت ملک مدلت متعلق ہے وسوین جسکو بعض نے صحیح کہکی سے شقلات واقسامات کو
دعوی یہ قبل بعد صحیح اور قبل قبض مملوک ہین پس اگر پورا کرنا مستحسن اور بیع لازم ہے
تقاضا اور حیب خود مقدار کوئی شی نہین تو اقتال صحیح کیسا اسیطرح شامل غنیمت جو دار الاسلام
مین نہین آیا حکم عدم ثبوت ہو اور جب دار الاسلام مین لایا گیا تو قبل تقسیم مملوک نہین شامل حق ہو
تشفیل ہے حق شرب اسمین اکثر کا حق خدمت و لازمی حقوق زمینداری انکی بیع جائز نہین
اسلیے کہ صرف حق حاصل ہو اور مال دوسرے شخص کی ہے تو حق ہو غیر مملوک ہو جسکا عوض نہین
رشا ہو اور اگر مالک بھی ہے تو منافع بھی اجارہ مین محسوب ہونگو ہان بتعاً یہ بیع جائز ہونگی جیسے
کہ مول لیا اب اوس باغ یا باب پر جو غیر مملوک ہو بیٹا اور اوس گھر کے رستے دالا اور دوسرے جاتے وقت بالائی
اور مسیلاب بنا ہوا ہو ان سب اشیا کا اس بیع مین بھی حقوق حاصل ہونگے یا انکا مکر بیٹا اور اوپر کچھ بنا
ہوا ہو تو اب اوپر کا استثنا حق علاوہ جائز ہے اور اگر اوپر کچھ نہین تو استثنا جائز ہو غرض بیع مطلب عدم جواز ہو
یہ مطلب نہین کہ یہ معاوضات حرام ہین بلکہ اگر باہم ایسی معاوضات قرار پاجائین تو معاوضہ حلال اور
قضا غیر لازم ہوگا اسلیے کہ عرف و عادت ہو تحقیق ان مسائل مین یہ ہے کہ جو فقہا نے حقوق مجردہ کو معاوضہ
ناجائز قرار دیا ہے اوس سے وہ حقوق مراد ہین جو مجرد ہین ملک سے اور اونکے احکام کی تفصیل مذکور
ہوئی مگر یہ مسائل محتمل التاویل اور مختلف فیہ ہین اور ارفق و اولی یہ ہے جو عاجز نے منقح کیا اسلیے
کہ عرف و حاجت و مطابقت اصول اسمین زیادہ ہے واللہ اعلم صلح مین وجہ صحیح ہو اسلیے کہ اب
انعقاد صلح دعوی ساقط اور عوض لازم ہو جاتا ہے اور عوض اگر مستحق نکلا تو بقدر استحقاق دینے
والے کے ذمہ عائد ہوگا مثلاً زید نے صلح مین دوکان دیے ایک مستحق نکلا اوسکو قیمت ادا کرے اور
بدل مین رؤیت اور تعیین اور تسلیم کے قدرت شرط ہے اور یہ کہ اموال ممنوعہ محرمہ سے ہو مگر
منہ مین کوئی شرط نہین اسلیے کہ وہ ساقط کیا جاتا ہو اور جب حقوق کو مقدار یا ثبوت مین اشتباہ ہو تو
جسقدر کم یا زیادہ دیا جاسکے عفو و احسان ہے مگر کسیکو واپسی کا حق نہین اسلیے کہ مدعی گویا اپنا حق کم
کرتا ہے اور مدعا علیہ مال خرچ کرکے ذمہ پاک کرتا ہو اسصورت مین واپسی کیونکر ہو سکتی ہے مسئلہ
حق مالی جس قسم کا ہو اوسی قسم کا عوض لینا چاہیے تاکہ شبہ ربوا سے بچے مثلاً زید و عمر و نے ایک کھیت
گیہون کا بویا اور صرف زید نے اوسکو کاٹا اب ایک مقدار غلہ پر صلح ہوئی تو گیہون نقد ہون یا قرض

تو کی جاتیں اور دوسری قسم کی خلاف قصد جائز ہے تو آن اگر ہر گنبد کا راستہ لینگر ذاتی یعنی کسی جانب
سے مشغول ساقط ہے تو مثال انکے نہیں حق تعظیم و سنت استاد و مرشد و والدین کا کہ شرعاً ساقط نہیں ہوتا بشرطیکہ
ادا ہو اسی لیے کہ یہ انکے حقوق میں سے ہیں جو وراثتاً ہیں لیکن بعد کے طرف سے ہو کیونی مسئلہ
دوست رہا باپ سے انکا کہ یہ تصفیہ ادب ہے یا اسمیں معاف کردی تو بھی ایسے معلوم ہیں جو وہ تغییر
میں قصبہ میں گنہگار ہوگا اور اگر عرف ترک خدمت ہے تو سعادت سے محروم رہیگا لقصرفا شد جا شدہ
بعض وہ چیزیں ہیں جن میں مالک کا اذن شرط نہیں اسکی تعریف یہ ہے [illegible] وہ اشیا ہیں جو [illegible]
مملوک جیسے چراغ کی روشنی [illegible] وغیرہ کی لو آگ کی گرمی [illegible] کا تماشا [illegible]
با وجود مملوک و متبوع ہونیکے [illegible] جیسے پانی آگ [illegible]
ضروری استعمال کی چیزیں [illegible] انکا سوال عادۃً [illegible] وہ اشیا [illegible] با اعتبار
اتحاد و محبت و روابط و قرابت کے بدون اجازت باہم مستعمل ہوا کرتے ہیں [illegible] اشیا [illegible]
کا اعتبار [illegible] کا ظن غالب ہونا چاہیے کہ با اعتبار [illegible] عادت کے مالک [illegible]
رکھیگا یا نہیں یا مالک [illegible] اجازت دیدی [illegible] اجازت کا استعمال جائز ہوگی پہلی
قسم میں [illegible] حق منع اور دوسری قسم [illegible] منع کرنا چاہیے یمنعون الماعون [illegible]
تیسری قسم میں اجازت [illegible] اعتبار [illegible] اور عرف کے لحاظ سے [illegible] قائم مقام اذن
کے کیا گیا فریب وہ امور ہیں جو اہل معاملہ کے [illegible] خیال کے منافی ہوں [illegible] کسی قرینے یا
سے حاصل ہو مثلاً شہد [illegible] آٹے سے قرار پایا اور خریدار نے [illegible] کہ اسمیں میل ہے [illegible] دوسرا
نکالا اور کہا اگر [illegible] منظور ہو تو [illegible] اس تقریر سے ضرر خالص ہونیکا خیال ہوگا یا تازی
مٹھائی [illegible] اور باسی تلی کردی جس سے کل مٹھائی تازی نظر آتی ہے یہ سب امور داخل
فریب میں مگر جبکہ بوجہ ارزانی قیمت یا کمال رواج و شہرت یا ضرورت صناعت یا تجارت وغیرہ
کسی قسم کا میل یا عیب کیا جائی اور بوقت استفسار خلاف بیانی نہو اور نہ خود یہ کہے کہ اسمیں کچھ
نقصان نہیں اور نہ یہ کہے کہ اسمیں اسکی خرابی سے ضرر [illegible] نہیں تو با اعتبار عرف اور شہرت کے فریب نہوگا
شرعی معاملے [illegible] جیسے [illegible] ریشم [illegible] یا جڑاؤ زیور جسمیں [illegible] انکا [illegible]
یا کیسوں [illegible] کے لیے [illegible] آبدار [illegible] کے لیے [illegible]

[illegible] بشرطیکہ [illegible] القسم عین کی شے خواہ کیسی ہو [illegible] فریب [illegible]

کیفیت یا مقدار اور قیمت فالتو [illegible] کہ [illegible] اس [illegible] کیا کیا چونکہ کیا

جو فریب و درد وغیرہ سے خالی نہیں یا جو چیز بہت اکثر [illegible] کی مجال کرنے [illegible] خلاف جیسا

مثلاً کپڑے کے تھان جو [illegible] کر [illegible] میں [illegible] استعمال کر کے [illegible] فریب

آپس کا [illegible] یا فریب [illegible] غرض [illegible] مقصود [illegible] یا اصل قیمت یا خود سے زیادہ

فریب ہو نقصانات فریب بائع پر [illegible] اگر مبیع بالکل بیکار ہے تو بیع باطل [illegible] اور اگر کوئی ناقص

ہو تو خیار عیب حاصل ہوگا جیسا کہ [illegible] اور ایسی چیز کی [illegible] نقصان جو بائع [illegible]

میں [illegible] بلکہ یہ ثابت ہو کہ بائع نے عمداً فریب کیا مثلاً عرق [illegible]

بالکل خراب [illegible] جس سے تمام مال ناقص ہو گئی پس بائع کل مال کی قیمت کا ذمہ دار ہے اگر وہ نقصان

جو [illegible] اس مال خراب شدہ کی استعمال سے پیدا ہو [illegible] ذمہ دار نہیں ہے اگر وہ عیب کے [illegible]

حقیر و غیر معتبر ہوں جیسے روئی کو ساتھ [illegible] ناقص [illegible]

نہایت مشکل ہو معاش میں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے من غشنا فلیس منا رواہ بخاری

یعنی جس نے فریب کیا وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی مسلمان کامل نہیں ہے [illegible]

جس چیز کا تجربہ خلاف مقصود یا خلاف عرف ہو جیسے دری - تھان - چادر - ظروف

حیوانات وغیرہ اپنی وصف کے اعتبار سے [illegible] بیش یا کم ہوگا جب یوں

کہا جاوے کہ یہ برتن فی سیر ایک روپیہ [illegible] کپڑا فی گز [illegible] کے حساب سے بیچا اور کل

[illegible] تاکہ مبیع مجہول نہ رہے [illegible] اگر وہ برتن یا کپڑا تول ناپ میں کم [illegible] تو قیمت بھی

گھٹ جائیگی مگر مشتری کو اختیار ہوگا کہ لے یا نہ لے اس لیے کہ کمی میں شاید مبیع خلاف مرضی ہو

[illegible]

[illegible]

اور مشتری ثمن خلاف ارادہ ہو اور اگر یوں کہا کہ یہ چیز اسقدر اس قیمت پر بیچی تو اس صورت کی شرح
تخمین اور تقدیر مشتری یا بایع کو اختیار نہیں اور قیمت میں کمی بیشی نہ ہوگی کیونکہ بیان وصف بغرض تعداد
مقصود نہیں پس اوسکی وجہ سے ثمن بیشی وکم نہ ہوگا جیسے ایک غلام بیچا اور کہا یہ کاتب ہے اب
اگر وہ کاتب نہیں تو خریدار واپسی کا حق رکھتا ہے اور اگر کاتب بھی ہے اور شاعر ہو تو بایع کا حق کچھ زیادہ
نہوگا ۳ ایسی بانٹ اور پیمانے سے بیچنا جو موجود ہوں اور مقدار معلوم نہو اور بیع فی الفور ادا ہو
تو جائز ہے جیسے ایک آنی کے جو اس پتھر کے برابر یا کٹوری بھر بیچے کیونکہ گو مقدار معلوم نہیں
مگر مبیع اشارہ سے معین ہو گیا بخلاف سلم کے کہ اوسمیں مبیع قرض ہوتا ہے پس اگر پیمانے یا
وزن ضائع یا ناقص ہو گیا تو اندازہ مبیع کا غیر ممکن ہوگا (جامع صغیر) ۴ قاضی یا سلطان کو نرخ مقرر
کرنیکا حق نہیں ہے مگر جبکہ ضرر عام اور غبن فاحش ہوتا ہو اور قاضی مسلمانوں کے حقوق کی محافظت سے
عاجز ہو جائے بمشورہ نرخ مقرر کرنے میں کچھ مضائقہ نہیں ہے ۵ اجرت وزن وکیل شہادت بیع
وغیرہ ذمہ بایع ہے اور روپیہ کا کھنا پرکھنا اور تحریر بیعنامہ وغیرہ بذمہ مشتری ہے (مسئلہ) ۶ جو شے پاس نہو
اوسکا بیچنا منع ہے ۷ دو ہم جنس مال جیسے گندم بعوض گندم یا جو بمقابلہ جو اسطرح نہ بیچے
جائیں جس سے اونکی مساوات کا یقین نہو سکے جیسے اشارۃً تخمیناً وغیرہ ۸ بایع و مشتری کی طرف سے
ایک ہی شخص وکیل نہیں ہو سکتا مگر نکاح میں جائز ہے پس ولی یا وصی یا وکیل اپنے لیے اپنی توسط اور
ولایت سے نابالغ یا موکل کا مال نہ خرید سکتا ہے نہ اپنا مال اوسکے ہاتھ بیچ سکتا ہے مگر صغیر کے
باپ کو یہ سب اختیارات حاصل ہیں (ہدایہ کتاب الرہن) مسئلہ زید کو بکر نے ایک مکان
خریدنے کا وکیل کیا اور عمرو نے ایک مکان بیچنے کا وکیل کیا اب زید عمرو کا مکان بکر کے لیے نہیں لے سکتا
چنانچہ والنا تمام ہے اور بیع اسکی ذریعے سے باطل ہے ۹ ضرور ہے کہ بایع مال کا مالک یا وکیل
ہو ورنہ بیع موقوف رہیگی ۱۰ جو مال بوجہ خیار عیب یا خیار رویت یا خیار پسند کی واپس کیا جاوے
اوسکی باربرداری کی مصارف مشتری کے ذمے ہونگی (عالمگیری) مگر جبکہ بایع نے اقرار کر لیا ہو اور
جبتک مال بایع یا اوسکے گماشتے کو نہ ملجاوے مشتری ذمہ دار ہے اور جس چیز کے لیے باربرداری
ضرور ہے وہ اوسی مقام پر پھیری جاوے جہاں خریدی تھی (شامی) یا جس مقام کا اقرار کیا ہو
۱۱ امام محمد کے نزدیک ناشتر مجرایم کے بیع جائز ہے نہ اونکی ہلاک کرنیوالے پر ضمان (عالمگیری)

۱۲ جانور یا زمین بکی اور اسمیں سے ایسی چیز نکلی جو اس میں پیدا ہوتی ہے جیسے معدن زمین سے یا
بچہ جانور سے یہ ملک مشتری کی ہے اور اگر ایسی چیز نہیں بلکہ باہر سے آکر جیسے عنبر وغیرہ زمین
یا مرغ کے پیٹ سے ہوتی تو وہ مال بائع کا ہے مگر مچھلی کے پیٹ میں موتی اور سوتی سیپی میں نکلی
تو یہ مال مشتری کا ہے کذا فی ۱۳ کسی حربی یا ذمی کا غلام مسلمان ہو جائے یا وہ کسی مسلمان
غلام یا کنیز کا مالک ہو تو اسی بیچنے پر مجبور کرنا چاہیے اسیطرح مصحف پاک کو بیچنے پر بھی جبر کرنا چاہیے
(عالمگیری) ۱۴ شہد کی مکھی ریشم کا کیڑا اسی طرح (خزانۃ المفتین) ۱۵ وحشی درندہ سکھائے ہوئے
یا بے سکھائے ہوئے بلی (قاضیخان) ہاتھی یا ہاتھی دانت حرام جانوروں کی ہڈی کھال وغیرہ (شرح
شامی) گوبر (جامع صغیر) پانس (حاشیہ جامع صغیر) کا بیچنا صحیح اور ارزق طور پر جائز ہے اور مالکیہ
میں انہیں قول پر فتوی ہے ۱۶ حرام گوشت جانور اور حشرات الارض میں کلام کیا گیا حسن
رحمہ نے مطلقاً جائز فرمایا اور فقیہ ابو اللیث نے یہ تصریح کی کہ اگر اس سے [illegible] مقصود ہے تو جائز
ہے (شامی) اور یہ قول بھی طور رد کیے گئے کہ حرام سے انتفاع جائز نہیں (درمختار) میں کہتا
ہوں کہ جب بیع سمیات و مفطرات [illegible] وغیرہ بلا کراہت جائز ہو اور سکھائی کتی کا بیچنا روا ہے
اور بوقت ضرورت سور کے [illegible] سے جوتا وغیرہ ٹانکنا بکراہت جائز ہے تو اور جانور [illegible] قسم کا
[illegible] جائز بوقت ضرورت کیونکر منع ہوگا البتہ اکل و شرب و لباس وغیرہ جائز نہیں ہو سکتا
حرام گوشت جانور وغیرہ بک سکتے ہیں جبکہ کسی اور ضرورت میں بکار آمد ہوں اور حشرات الارض
جیسے بچھو سانپ وغیرہ بھی اگر بکار آمد اور مفید سمجھے جائیں تو بک سکتے ہیں اور انکار متقدمین کا محمول
ہے عدم تعارف اور حاجت پر خواہ یہ کہ منفعت [illegible] تھی اور اس زمانہ میں تعارف و حاجت و
عدم استعمال ثابت ہے عالمگیری میں ہے کہ نجس تیلوں کا خریدنا اور بیچنا روشنی کے لیے جائز ہے مگر
[illegible]

سے چیزین بجالا سکتا ہو معلوم ہوا کہ سواے ممانعت مخالفت کے اور صورتون مین ایسے شیون کو
نفع منع نہین اور دو صورت جو انفع جو انتہا ظاہر ہو ۱۸ جس چیز کا علیحدہ بیچنا منع ہو اوسکا استثنا
بھی منع ہو جیسے پیٹ کا بچہ یا درخت پیکر وہ پھل جو آیندہ نکلینگے نہ بیچا جاے ۱۹ کوئی چیز خرید کر
واکرنے سے پہلے بایع کے ہاتھ کم پر بیچنا جائز نہین مگر جبکہ استعمال وغیرہ سے ایسا فرق آجا کر جسسے
قیمت کم ہو ۲۰ جو چیزین اصل غرض مبیع سے متعلق ہین جیسے کنجی قفل مین یا جزو مبیع ہین جیسے
جلد کتاب کی یا ثابت مبیع ہین جیسے مکان کی کیلین یا گھوڑے کی لگام وغیرہ یہ سب چیزین مبیع کے ساتھ
بے ذکر کئے بک جاتی ہین مگر جبکہ صراحتاً علیحدہ کر لے جاتین یا عرف خلاف ہو اور جو شے تبعاً داخل ہو
ثمن اوسکے مقابلہ مین تقسیم ہو گا یعنی بیشی وکمی سے قیمت بیش وکم ہوگی جیسے مکان بیچا اور کیلین
اوکھاڑ لین تو ثمن کم ہوگا البتہ مشتری کو خیار حاصل ہو کہ پورے دام دے یا مکان پھیر دے اسلیے کہ
یہ بمنزلہ وصف کے ہو اور وصف کے فوت ہونے سے خیار حاصل ہوتا ہو ثمن بیش وکم نہین ہوتا مسئلہ
کھیتی زمین کی بیع مین اور پھل درخت کی بیع مین داخل نہین اور درخت زمین کے بیع مین داخل ہے
(عالمگیری) ہر چند ان تینون چیزون مین معنی تابعیت کی موجود ہین اور مستقل قیمت رکھتی ہین مگر
درخت کو زمین سے اتصال قرار ہو اور دوام لیں جانب تابعیت غالب ہو اور پھل اور زراعت کو اتصال
قرار نہین لہذا مستقل مقصود سمجھے گئے مسئلہ برگ زعفران اور گلاب اور وہ پتے جو پھل کی طرح
عزیز وبکار آمد ہون پھل کے حکم مین داخل ہین (عالمگیری) ۱۹ صرف درخت بیچا جائے تو بایع کو
حق ہو کہ فوراً اپنی زمین خالی کرالے اور خریدار درخت کاٹ لیجائے مگر برضاے جانبین درخت
نہ کاٹنا بھی جائز ہو لیکن اس شرط کو عقد مین داخل کرنا مفسد بیع ہو مگر ضرور ہے کہ بیان کر دیا جائے کہ
درخت کہانسے کاٹا جائیگا ورنہ عرف پر حکم ہوگا لیکن جب کچھ تعیین نہو اور عرف پر عمل کرنے مین
مضرت ہو مثلاً کسی دیوار کے گر جانے وغیرہ کو زیادہ کھودنے سے نقصان پہنچے تو بقدر مضرت غیر معتبر ہوگا
(عالمگیری) مثلاً ایک درخت بیچا گیا جو دیوار یا کسی دوسرے کھیت یا درخت کے قریب ہو اور عرف
تھا کہ بالکل جڑ نکال لیجاے اور اس صورت مین دیوار یا کھیت یا درخت یا کنوئین کا نقصان ہے تو
اوسیقدر زمین کھودی جائے جس سے مضرت نہ پہنچے اور بصورت عدم ضرر بالکل کھود لیا
۲۱ زمین بیچی تو کھیتی کچی ہو یا پکی زمین خالی کرالینے کا مشتری کو اختیار ہو اور یہی حکم ہے پھل

۲۱ ثمر قائم یا کہیتی کو بیچنا جائز ہے اور اسکی بیع تین صورت میں ہے اول قبل ظہور یعنی پیدا ہونے سے پہلے [illegible]
پکنے سے پہلے تیسرے جب پکنا شروع ہو جائے پہلی شکل اول میں بالاتفاق بیع ناجائز ہے دوسری صورت میں اگر اسی قسم کا
پہل جتنا ہو تو کل بیع مع معدوم [illegible] پیدا ہو مدت درمیان کرے جسمین تمام پہل پک جائیں [illegible] صورت
میں کوئی منافعت نہیں اور شکل دوم میں اگر کٹ لینے کا وعدہ کیا تو بالاتفاق جائز ہے اور اگر یہ شرط کی کہ درخت
پر پہل رہینگے تو اسمین جمہور عدم جواز کا حکم دیتے ہیں مگر حلوانی اور فضلی نے جواز پر فتوی دیا ہے اور
استحسان امام محمد سے اور ترجیح دی اسکو شامی نے اور فتوی نقل کیا عالمگیری نے اور ہدایہ و فتح القدیر میں
ہے کہ اگر اشیاء [illegible] تک پہنچ گئی ہوں تو امام محمد رح کے نزدیک شرط ترک جائز ہے اور ہدایہ میں ہے
کہ قلیل و معدوم کثیر و موجود کے تابع سمجھے جائینگے اور یہی حکم ہے گلاب کا اگرچہ اسکے پتے تھوڑے تھوڑے کہلا
کرتے ہیں کہا شامی نے کہ ہمارے زمانہ میں سخت ضرورت ہے اسکی اور [illegible] عادت [illegible] مشکل
ہے لیکن ہمارے ملک میں یہ صورتیں کم ہیں صرف پہول آیا اور پہل لگ گئے [illegible] نہایت چہوٹے
چہوٹے پہل بشرط ترک اسکی عدم جواز میں کوئی شبہ نہیں ہاں اگر چہوٹے پہل بیچکر بائع کچھ شی [illegible] کرکے
جو پہل اور پیدا ہوں یا جو نشوونما میں آوے وہ بیچنے کا عقد کیا یا اباحت کی اتنا [illegible] نکرے تو بالاتفاق جائز ہے
اور اگر بعد ظہور اثمار بیع واقع ہوئے اور باقرار صریح یا بمقتضائے عرف یہ قرار پایا کہ [illegible] پہل درخت پر
رہینگے اور مشتری پہلوں کی حفاظت وغیرہ کے لیے درخت پر قبضہ رکہیگا تو اسکے جواز میں اختلاف ہے
جیسا کہ ابہی مذکور ہوا اور شکل سوم میں بالاتفاق بیع جائز ہے ۲۲ زید نے ایک شی خریدی اور قبضہ کر لیا
اور قبل ادائے قیمت مر گیا اور سوائے اس شی کے اور مال نہیں تو بائع اور دوسرے قرضخواہ برابر ہیں
(مجلہ) اور اگر بائع نے مبیع نہیں دیا اور ثمن وصول کر لیا اور مر گیا تو مبیع مخصوص حق مشتری ہے دوسرے
قرضخواہ اسمیں شریک نہیں ہو سکتے کیونکہ مبیع متعین و موجود ہے اور ثمن غیر متعین ہے اور ذمہ پر ثابت
(مجلہ) ۲۳ ایجاب و قبول کسی خاص طریقے سے قرار دینا موجب فساد بیع ہے جیسا کہ زمانہ جاہلیت میں
تہا کہ [illegible] پہر بائع نے بجائے قبول کے مال مشتری کی طرف پہینکدیا یا مشتری نے اوسپر کنکری
پہینکدی یا ہاتھ رکہدیا ایسے ہی اس زمانہ میں [illegible] امور بہی جاری ہیں [illegible] سبب [illegible] اسلیے کہ [illegible] انکار
یا نزاع کا احتمال باقی ہے ۲۴ جو مال ریل یا ڈاک وغیرہ سے بہیجا جاے وہ مرسل الیہ کے قبضے میں
نہیں آتا اور در صورت ہلاک بہیجنے والا ذمہ دار ہے جیسے حوالہ کہ محتال [illegible] حوالہ نہیں کر سکتا

اگر جیسا مختار الیہ سو الیا مختون ہو یہ مقتال ذمہ دار ہوگا اور اگر مرسل الیہ کو حاکم یا ذمہ دار ہی سے بھیجا ہو
تو بھیجنے والا بری ہے اور مرسل الیہ قابض متصور ہوگا جیسے کہ ڈاک یا پارسل اسے بھیجے مہتمم وغیرہ آمر کا قائم
مقام ہوتا ہے ۱۵ جیسے ایجاب و قبول ہوگیا پھر مشتری سے کچھ پڑ گئی اور کچھ جواب نہ دیا اور نہ قاضی سے رجوع
ہو جو فیصلہ شرعی کردے اس صورت میں اگر بائع بحکم ضرورت مبیع واجبی قیمت پر بیچ ڈالی تو یہ بیع بطور
شرعی جائز و موقوف ہوگی اور اگر مشتری مفقود الخبر ہے تو بیع نافذ ہوگی (جامع صغیر) بہشتی و سکے
خریدار اول کیطرف رجوع کریگی پھر اگر مشتری مدعی ہوا اور بیع جائز نہ رکھی اور مبیع کی واپسی غیر ممکن
ہوئی تو بائع جوابدہ ہوگا کیونکہ یہ نقصان اوسکی بے پروائی و بدعہدی سے ہوا ہے ۱۶ عین سے
یا مبیع مستحق نکلے تو مستاجر و مشتری اجیر و بائع پر رجوع کرسکتا ہے اور صاحب حق کو باز نہیں
رکھ سکتا اگر زمین پر مکان بنالیا یا باغ لگایا اور وہ زمین مستحق نکلے پس اگر بائع حاضر ہے تو نقصان
اوس سے لے ورنہ وہ شے بحق مدعی گرا کر زمین صاحب حق کو دیجائے امام محمد نے امام صاحب سے
روایت کی ہے اور حسن کا بھی یہی قول ہے کہ خریدار لکڑی وغیرہ محفوظ رکھکر بوقت نقصان یا بائع
سے لیکر اپنا نقصان بھر لے اور اگر لکڑی وغیرہ اپنے تصرف میں لایا تو بائع کے ذمہ زمین کی قیمت رہی
ظاہر یہ حکم ان صورتون میں ہے جب مزدوری وغیرہ بالکل کم ہو ورنہ مشتری نے جو مال لگایا وہ لیا
مزدوری کا نقصان ذمہ بائع رہا ہان یہ امر کہ مال قیمت خرید سے ارزان بکا اس صورت میں بائع
سے متعلق ہوگا چنانچہ فقہا فرماتے ہین کہ اگر ایسی چیز مستحق نکلے جو کسیطرح مسترد نہیں ہوسکتی جیسے
طعام بعد کھانے یا پکانے کے اور کپڑا بعد قطع کے تو قیمت اسکی ذمہ مشتری ہے اور حق مشتری ذمہ بائع
پس اس صورت میں ہرچند مبیع قابل رد ہے مگر جو چیز مبیع سے متصل ہوگئی یعنے مزدوری وہ لائق رد نہیں
پس نقصان اسکا ذمہ بائع ہوگا ۲۷ مسلمانونکا مال پر اگر کافر غالب ہون تو مالک ہوجائینگے پھر اگر
وہ مال کسی کے ہاتھ بیچین اور یہ خریدار دارالاسلام میں لائے اور وہ مالک جس سے کفار لیگئے تھے
اوسکا مدعی ہو تو بقیمت خرید مشتری سے دلایا جائیگا (شرح وقایہ) ۲۸ جب معلوم ہو کہ مبیع مال
غصب یا سرقہ یا ظلم یا رشوت یا جبر یا نذر ناجائز یا سود وغیرہ ربوا وغیرہ سے ہے یا مالک بجبر راضی کیا گیا
اور بائع کو کوئی حق شرعی لازمی عوض نہیں تو خرید ناجائز نہیں اور مشتری مالک عوض اور انتفاع حلال ہوگا
اسی بنا پر جو حکے کا جیتا ہوا مال لوٹے ہوئی کنکوے یا ڈور سے پکڑے ہوئے کبوتر مملوک ہین قابل

یا اور وہ غلام ہین مالک کی رضامندی ہو تو سو آ قاضی اسلام کے اور وہ کی قیمت دیوے یا الحیین آئیگی
وہ مال یا اثاث جنکی نسبت معلوم ہو کہ حرام اور ناجائز طور پر حاصل کیے گئے ہین کسی معاوضے مین
لینا نہ چاہیے پس اگر یہ غیر لیا ہین بعد اتمام عقد یا قبض معلوم ہو جاوین تو مشتری کو اختیار ہے خواہ
واپس کرے خواہ اصل مالک کی اجازت تک انتظار کرے ۱۲ جو شی بغیر عوض ملے تو وہ غیر ضمانت
بر نشان عمرو نہین جیسے بکر نے ایک مکان زید سے بطور ہبہ یا صدقہ پا کر گھوڑا لیا پھر وہ مکان
غیر کا نکلا اور قیمت دینا پڑی تو بکر کو زید پر اس فریب کا مطالبہ اور حق رجوع نہین البتہ اگر یہ مکان
بطور بیع یا ہبہ بالعوض وغیرہ ہوتا تو بکر زید سے قیمت پانیکا مستحق تھا ۱۲ مسلمان شراب یا خنزیر
بیچے تو اوسکا مال کسی معاوضے مین لینا جائز نہین اسلیے کہ یہ چیزین اونکے حق مین مال نہین اور
اگر بایع اوسکا کافر ہو تو جائز ہے مگر جو روپیہ بیع میتہ یا رشوت یا ربوا سے کفار جمع کرین اوسکا لینا جائز
نہین پس شراب فروش ہندو سے روپیہ بنا کر پیسے لینا جائز اور مسلمان ہو تو ممنوع ہے ۱۲ دکاندار سے
بلا تعین قیمت خریدنا یا یہ کہ برابر سودا لیا جاے اور بوقت حساب قیمت جوڑی جاے جائز نہین
اگرچہ نزاع واقع نہو کیونکہ شرط بیع یعنے تعین ثمن اسمین مفقود ہے ہان اگر وہ چیزین مثلی یا عددی
متقارب ہون اور بطور قرض لیجائین تو مضائقہ نہین مگر دیون اوسی چیز کی واپسی کا ذمہ دار
ہے اور بایع کو کسی قسم کا عذر نہین پہنچ سکتا اور بعد حساب بطور بیع جدید قیمت قرار دیجاے
تو مضائقہ نہین مگر اسمین ضرور ہے کہ وہ اشیاء ایسی ہون جنمین قرض صحیح ہے نہین تو دونو
شخص جانتے ہون کہ قرض لیا دیا جاتا ہے بیع کا قصد نہو اور اگر یون معاملہ ہو کہ دو آنیکا روغن
چار آنیکا آٹا وغیرہ بعد ایک ہفتے کے حساب ہوا تو جائز ہے اسلیے کہ مبیع بوقت خرید معلوم اور ثمن مذکور
ہے اسصورت مین وزن مکرر کی بھی ضرورت نہوگی اسلیے کہ مبیع وزن سے نہین لیا گیا ہے ۱۳
غلے مین شرط ہے کہ جب باعتبار کیل یا وزن خریدا جاے مشتری یا اوسکا معتمد اپنے سامنے تلوا لے
اور بایع کے بیان پر چھوڑ دینا جائز نہین اور اگر اشارے یا گنتی یا قیمت کے اعتبار سے خریدا تو وزن کی
ضرورت نہین جیسے یہ گیہون یا یہ انبار جسقدر ہو یا ایک روپیہ کے گیہون ۱۴ ایسے کفار جو اہل کتاب
نہین اور نادان بچے اور مجنون اور جو شخص عمداً بسم اللہ ترک کرین اونکا ذبیحہ حرام اور اوسکی

بیع ناجائز ہے (عالمگیری) ۳۳ نقد اور ادہار کی قیمت میں تفاوت جائز ہے مگر اسطرح جیسا کہ اگر
نقد دو گے تو دس روپیہ اور ادہار لوگے تو گیارہ روپیہ قیمت ہوگی اور خریدار نے کچھ تصفیہ نہیں کیا اور معاملہ ختم
ہوگیا جائز نہیں ہاں اگر ایک قیمت معین ہوگئی تو جائز ہے زید نے بکر کے ہاتھ ایک مال دس کو بیچا اور
قبل وعدہ ثمن مانگا بکر نے کہا اگر تم روپیہ کم کردو تو اسیوقت دیدوں یہ کمی ابرا ہے اور صحیح ہے ایسی ہی زید نے
بکر سے ایک کتاب کی تحریر کا فی جزو ۴ اجرت پر فیصلہ کرلیا پھر بکر سے اجرت قبل وقت مانگی بکر نے
کہا کہ اگر ۳ فی جزو کے حساب سے راضی ہو تو کیا مضائقہ اور زید راضی ہوگیا یہ بھی جائز ہے ۳۵ اکثر
غلہ فروش جھگڑے والے سے شرط مول لیتے ہیں کہ غلہ آخر بازار تک بکا کرے اور آخر قیمت مروجہ
سے حساب ہو اور اسپر مشتری اول کا نفع مرتب کیا جائے مثلاً زید ایک جھگڑا غلے کا لایا اور عمرو نے کہا کہ یہ
جھگڑا ہم اس شرط پر مول لیا کہ جس نرخ سے غلہ تمہارا بازار میں بکیگا اوس سے آدھ سیر پاؤ بھر
فی روپیہ ہم زیادہ لینگے اور جسقدر شام تک بکیگا وہی وزن خریدار کو دے دیا جائیگا اور باقی ماندہ
ہم تولکر بحساب مذکور ہم لینگے یہ بیع بوجہ جہل مبیع وثمن ناجائز ہے اور اگر نرخ معین کرلیں اور وزن
کے وقت بائع ومشتری اول یا اونکا وکیل موجود رہیں تاکہ ایک ہی وزن وقبضہ پہلی بنسبت مشتری اول پھر بنسبت
مشتری ثانی ثابت ومنتقل ہوجائے تو مضائقہ نہیں البتہ اگر بائع اول نے مقدار غلے کے بیان کی تو تنقیح
کل کی لازم ہوگی ۳۶ جس چیز میں ذمہ داری نہیں اوسکا نفع حرام ہے لا ربح مالم یضمن ۳۷ قبضہ
کرنے سے پہلے بائع کے پاس مبیع ہلاک ہوا تو بیع فسخ ہوجائیگی (عقود الدریہ) اور اگر بائع خود ہلاک کرڈالے
تو قیمت واجب ہوگی ۳۸ مشتری کی موت سے مدت ادائے ثمن باطل ہوجاتی ہے اور بائع کے موت
سے باطل نہیں ہوتی مسئلہ زید نے عمرو سے ایک مکان بوعدہ دو ماہ خریدکر ایک مہینے کے بعد
مرگیا اب عمرو زید کے ورثا سے روپیہ فوراً لے سکتا ہے اور اگر عمرو مرگیا تو اوسکے ورثا زید سے نہیں مانگ سکتے
(عقود الدریہ) ۳۹ زید نے زمین بیچکر اپنا درخت کاٹ لیا مگر کچھ جڑ باقی رہگئی بعد چندے وہ جڑ سبز
ہوگئی یہ مال مشتری کا ہوا اسلئے کہ جڑ بحسب رضائے بائع رہی تھی ورنہ تسلیم کامل وتفریغ مبیع
نہوتی ۴۰ زید نے کسی تاجر سے ایک درجن چاقو کسی خاص قسم کی خریدے اور قیمت کا ذکر نہیں آیا
اگر اوس قسم ونمبر کے قیمت عاقدین کو خوب معلوم ہے یہانتک کہ ایک دوسرے سے فریب کا عذر
بھی نہیں کرسکتا تو بیع جائز ورنہ فاسد ہے ۴۱ زید نے بکر سے ایک بار سٹے کرلیا کہ فلاں فلاں

جسکی کہ تعدادات اس قیمت پر چھاپ دیا کرونگا اور برابر کا عقد جیسا اکثر باستقرین ادر کچھ گفتگو قیمت
نہ ہوا یعنی بشرت آتی اسصورتین کا تعدادات معینکی بیع جائز باقی فاسد ہے مگر معین سے وہ سب
کا عقد مراد ہے یعنی جو اون دونونکی نزدیک ایک ہی قیمت کی ہین اگرچہ عبارات وغیرہ بیش و کم یا مختلف
ہو اسلیے کہ یہ تغیر معتبر ہے جس کا اثر قیمت پر پہنچے ورنہ نہ مسئلہ ۱۴۲ زید نے بکر سے ایک چیز خریدی اور
یہ قرار پایا کہ جو قیمت بازار ہوگی یا جو بائع مانگیگا یا جو مشتری دیگا یا جو فلان شخص معین کردیگا
یا جو حجکے مین لکھا ہوگا دیا جائیگا بیع فاسد ہے مسئلہ ۱۴۳ زید نے بکر سے اس شرط پر مال خریدا کہ
اگر قیمت بازار سے گران ہوگی تو قیمت کم یا بیع واپس کردونگا بیع فاسد ہے مسئلہ ۱۴۴ زید نے
ایک چاقو کی قیمت ایک روپیہ لگائی اور مالک نے دو روپیہ مانگے پھر زید یہ کہتا ہوا لیگیا کہ مین
ایک ہی روپیہ دونگا اور بائع مزاحم نہوا گو کہتا رہا کہ مین دو ہی روپیہ لونگا اسصورتین رضا حقیقی
ثابت اور بیع جائز اور ایک ہی روپیہ واجب ہے ایسی ہی اگر مزدور سے اختلاف رہا اور کام تمام ہوگیا
تو وہی اجرت جو آمر نے معین کی ملیگی غرضکہ تسلیم معقود علیہ بائع و مزدور کے طرف سے دلیل رضا ہے
مسئلہ ۱۴۵ زید نے بکر کو خط لکھا کہ فلان موضع مین ہزار روپیہ کو بیچتا ہون بکر نے قبول کیا اور جواب لکھا
مگر وہ خط زید کو نملا یا خط نہ لکھا صرف اپنی جگہ پر قبول کرلیا بیع منعقد نہوگی اسلیے کہ اثر قبول کا
مرتب ہوتا ہے جب دوسرا اوس سے مطلع ہو یہ قبول بمنزلہ نیت کے ہے مسئلہ ۱۴۶ زید نے بکر کے ہاتھ
اوس قسم کا مال بیچا جو اوسکی پاس متعدد سودے ہے اب زید بخوف ارزانی نرخ بکر سے وعدہ لیا
کہ اس مقدار سے قیمت کم نکرنا یا بکر نے زید سے ایسا معاہدہ کرالیا یا یہ قرار پایا کہ سوا تمہارے اور
کے ہاتھ نہ بیچنگے یا فلان مدت تک یا فلان شہر مین نہ بیچینگے یہ سب شروط فاسد ہین اگر اصل بیع
مین داخل ہین تو بیع فاسد اور اگر بطور وعدہ ہین تو وفا دیانتًا واجب ہے نہ قضاءً مسئلہ ۱۴۷ زید نے
بکر کے ہاتھ بدین شرط مال بیچا کہ بکر اوس سے سو روپیہ ماہانہ یا سالانہ کا مال لیگا یا ہزار روپیہ
کا مال بدفعات لیگا تو اوسکی چند صورتین ہین ۱ یہ شرط داخل عقد ہے ۲ داخل نہین مگر
مال سب ایک قسم کا ہے جسمین حاجت قیمت و پسند جدید کی نہین ۳ مال مختلف اقسام کا ہے جنکی تعیین
و تعیین دشوار ہے اور یہ شرطین جو اوسمین کیگئین دوسرے غرضکی کی گئین یا کسی غرض پر مبنی ہین جیسے ارزانی
قیمت یا معاملہ قرض وغیرہ پس شکل اولین مطلقًا بیع فاسد ہے اور شکل دوم مین اگر غرض

شرط ہو تو وہ عدم جواز کی وجہ ہے شرط ہو تو شرط معلق ہو اور وہ اسباب التحصیل اور شکل سوم
مین بہر حال یہ جائز ہے اسلیے کہ شرط معلق نہ سبب العمل ہے اور امر محال کی تحصیل غیر ممکن اور
وہ سبب امر مشکوک الوجود کا تکلیف ما لا یطاق ہو اور یہ تکلیف مرتفع ہے اگر ایسے معاملہ یون کیا جائے
کہ ادا قیمت و قسم و مقدار مبیع و ثمن معین ہو جائے پھر مشتری مدت معین مین باقساط معینہ
لیا کرے تو حسب معاہدہ بیع مضائقہ نہین مثلاً زید نے عمرو سے ایک کتاب کی ہزار جلد خریدی
جو بالفعل تیار نہین پس بعد تیاری یہ بیع بطور شرط معلق لازم ہوگی ۱۲۹ عادت ہے کہ
مبتذل چیزون مین گھاتا دیتے (بعد تحیض کچھ زیادہ لینا) اور جو اسوال مین دستوری لیا کرتے ہین
پس اگر عاقدین مین مشروط یا عرفاً معلوم مقدار معین ہے تو گویا ایک جز بیع ہوا اور دستوری جز ثمن
ہے یعنی فی روپیہ ایک آنہ دستوری ٹھہری تو حسب زید نے سولہ روپیہ کا مال لیا یہ سمجھا گیا کہ سترہ
کا ثمن قرار پایا تھا اور اگر بشکل قرار پایا نہ دوسرے معمولی قرائن سے معلوم ہے تو اگر بایع نے
برضا و یا بطور افزونی مبیع و کمی ثمن جائز ہے ورنہ جبر و ظلم ہے مگر بدون شرط ایسی گفتگو لینا
سوال یا شائبہ ظلم سے خالی نہین لیکن جبکہ بایع و مشتری مین جھگڑا ہو تو بیع صحیح و لازم ہے
اسلیے کہ بعد ایجاب و قبول کسی نزاع اور شرط کا اثر مرتب نہین ہوتا ۱۳۰ جن چیزون کی ناپ یا
تول یا شمار مین زیادتی باصطلاح عام معروف ہے وہ چیزین اوسی حساب سے لینی چاہیئے مثلاً
خربزہ جسکی پنسیری چھ سیر کی سمجھی جاتی ہے یا آم جسکا سیکڑا ایک سو اٹھائیس یعنی پنجو کا لینا چاہیئے
پنجو کا سمجھا جاتا ہے لیکن جبکہ مقدار افزونی معین نہو جیسے گوشت جو عموماً بہت جھکتا ہوا لیتا ہے
یا ایسی اور چیزین تو بیشک زیادتی کی نسبت مشتری کو دعوی کرنا خواہ ظلم ہے خواہ سوال اور
بایع اگر اپنی رضا سے دے لے تو اوسے اختیار ہے لیکن عالی ہمت محتاط انسان کو کیا ضرور ہے
کہ مقدار قرار داد سے زیادہ لے اور یہ گمان کہ بایع کچھ کم تولتے ہین اسلیے زیادہ لیا جاتا ہے محض
غلط ہے اسلیے کہ اولاً یقین کمی کا کیونکر ہو دوم مقدار کمی کے معلوم نہین ۱۳۱ جانور حرام ہو یا
اوسکی ہڈی اور اوسکا چمڑا اور ذبح کیا گیا ہو تو اوسکا گوشت جسے بیچنا جائز ہے سوا
آدمی اور خنزیر کے ۱۳۲ زید سے گوشت ۲ سیر مثل لیا اور موضع قطع
معین نکیا تو بیع فاسد ہے مگر جبکہ قبل قطع تعیین ہو جائے تو صحیح ہوگی اور بعد قطع از سر نو تعیین

مسئلہ مرابحہ میں مناسب ہے کہ وہی ثمن قرار پائے جس پر مشتری اگر رضامند ہو کوئی دوسری چیز نفع کی زیادہ ہو تو اوسمیں تعیین مقدار کا اختیار ہے ۱۲

میں بیشک غبن یسیر ہے اور اگر مشتری نے ایک تھان خریدا ہو تو اوسنے قیمت معین کر دیا اگر ہر تھان صحیح ہو اسلیے
کہ شی جب ایک قسم کی ہو تی ہے اور کچھ تفاوت نہیں اگر کپڑا لیا اور جانب قطع نہ معین کیا تو
بیع باعتبار عرف صحیح ہو گی اسلیے کہ تھان کے دو کنارے ہوتے ہیں ایک نہایت عمدہ اور دوسرا ادنیٰ
اور عرفاً اسی طرف سے کپڑا اوتارا جاتا ہے پس جانب قطع معلوم ہوئی مسئلہ زید نے تھان یا ایک ٹکڑا
پورا لیکر حساب سے مول لیا اب کنارہ تھان کا بلا قیمت زید کو لینا چاہیے اسلیے کہ عرف یہی ہے کہ تھان
کے کنارہ کی قیمت نہیں ہوتی مگر جس کپڑے میں الیا عرف نہو او نمیں بائع کو نہ دینے اور قیمت زیادہ
لینے کا اختیار ہے مسئلہ باپ اور بعد اوسکے دادا یا وہ شخص جو نابالغ کا ولی قرار دیا جاوے اوسکی
طرف سے خرید و فروخت کر سکتا ہے جبکہ نابالغ کو حاجت ہو یا کھلا نفع ہو اور خود بھی یہ لوگ
یتیم کا مال خرید سکتے ہیں جبکہ غبن فاحش نہو اور اپنا مال بھی یتیم کے لیے خرید سکتے ہیں جبکہ بغیر کی
حاجت یا منفعت ہو البتہ اگر باپ بد چلن اور فاسق ہو تو بخوف اضرار و خیانت نہیں جائز ہے
(عالمگیری) یتیم کے مال اور ذات کی نگرانی اور خیر خواہی اولیا پر لازم اور جملہ مسلمانوں کے لیے
موجب حسنات ہے جب آدمی کسی یتیم کا ولی ہو تو نہایت احتیاط و انصاف و خدا ترسی سے معاملہ کرے
اور اوسکا مال ناحق نہ خود کھائے نہ ضائع ہونے دے مسئلہ جب کوئی چیز مثلی واجب الادا ہو تو قیمت
دینا جائز نہیں مثلاً زید نے عمرو سے ایک سو روپیہ کو یا بعوض دس من گیہوں کے خریدا یا گھی یا شکر
یا غلہ اوسکا غصب کر لیا اب روپیہ یا گیہوں یا گھی یا شکر یا غلہ دینا چاہیے مگر جبکہ وہ شے معدوم ہو جائے
جیسے شکر ممکن نہو تو قیمت پر فیصلہ ہو سکتا ہے مسئلہ زید نے ہندوستان میں ایک کتاب چار روپے کو
بیچی اور روم میں مشتری سے تقاضہ ہوا کہ چار روپے کی قیمت لیلو اب قیمت باعتبار مکان و زمان
بیع واجب ہوگی پس اگر ہندوستان میں چار روپے کا سو ماشہ سونا اوس دن ملتا ہے تو وہی
سو ماشہ ملیگا نہ بیش و کم (شامی) مسئلہ زید نے مال بیچا یہ شرط کی کہ اسکی قیمت کے روپے کے عوض
تم کو فلاں مال ملیگا وہ مال معلوم ہو یا مجہول شرط فاسد ہے اگر داخل عقد ہو اور بعد ختم بیع قیمت قرار
دادہ لازم ہوگی مسئلہ اگر دونوں نے تمسخر اور ہنسی میں بیع کی منعقد نہوگی اور نکاح اور طلاق
اور عتاق ہو جائیگا مسئلہ مدیون ذکو کی مال دائن کو پاس بھیجدیا کہ بقیمت بازار مجھ سے
حساب کر لو اور قیمت دونوں کو معلوم ہے تو بیع جائز ہوگی ورنہ نہ (شامی) مسئلہ ہندی اور

تمسک اور منشی آور اور براءت سلطانی اور دستخط سلاطین کے دفتر میں مرقوم اور خزانہ میں محفوظ سوداگری میں اونکا بیچنا جائز نہیں اسلیے کہ یہ خود مال متقوم نہیں اور اصل روپیہ منشی سے مقبوض نہ ہوا اور وظائف وغیرہ میں کہ بیع حق آیندہ کی کی یعنے اسقدر روپیہ کو دیدو آیندہ سے تم لیا کرو تو یہ حق ابھی خود موجود نہیں وقتاً فوقتاً حادث ہوا جائیگا اور اگر کچھ روپیہ پیشگی اونکو بیچا ہے تو بیع دین سے ہے اور بیع دین کی مدیون کے سوا کسی سے جائز نہیں (شامی) سوال زید نے بکر سے کچھ روپیہ لیکر متولیان وظائف کے سامنے پیش کیا اور سفارش کی کہ آیندہ سے یہ بکر کے دست بدست پاوے اور حاکم نے منظور کرلیا اسصورت میں زید نے جو کچھ بکر سے لیا وہ بطور وعدہ و عطا احسان ہے نہ قیمت بخلاف اسکے کہ زید نے عمر کے ہاتھ ایک تمسک بیچی اور کہا کہ مبیع بکر کے پاس ہے تم اوس سے لیلو اور بکر نے دیا اور عمرو نے اوس سے لیا منظور کرلیا تو یہ بیع صحیح ہوئی مگر اصل مدار زید پر ہے کیونکہ یہاں حق یعنے مبیع موجود و ثابت ہے اور وظائف میں مفقود اور حادث ہے زید نے ہزار کا مال اسطور خریدا کہ فی ماہ دو سو روپیہ کا لیگا اگر کل مال موجود ہے اور شرط اقتضا صلب عقد میں داخل نہیں تو سب مال بک گیا اور شرط کا اثر بیع کی حیثیت سے کچھ نہ پڑیگا اگر مال موجود نہیں تو یہ وعدہ بیع ہے البتہ یہ شرط کہ بائع ضرورتاً قرض نہ لیگا وعدہ محض ہے اور وعدہ کہ اسقدر روپیہ مشتری کا پیشگی رہیگا بحیثیت بیع اتنا صحیح ہے مسئلہ وہ معاملات جنکا اور عدم جواز دونو کی تاویل ہوسکتی ہے اور کسیطرف نص صریح نہ نکلی اور فساد کا خوف نہ اگر ابتلاے عام اور ضرورت شدید ہو تو جواز کی تاویل اولی ہے اسلیے کہ اسصورت میں عموماً مسلمان سے بچینگے اور فعل اونکی اتباع شرع سے متبرک ہوجائیگا اور خلاف شرع امور کا رواج اوٹھ جائیگا اور مخالفت مقام اشتباہ میں اگرچہ احوط ہے مگر حرج اور معاملات کا انسداد اور فسق کا وقوع اوس سے بھی زیادہ مناسب ہے پس پرامیسری نوٹ میں اگرچہ ضرورت ہے مگر لعنت والی ہے اور منافع رہن کی اجازت میں سودخواری کا انسداد اور اشاعت فساد ہے لہذا اجازت نہیں ہوسکتی اور جواز ہنڈی و اجارہ اشجار و معاملات متعلقہ شروط متعلقہ وغیرہ کا نص مخالف ہے نہ کوئی فساد بلکہ ترک انکا مشکل اور معاملات میں مخل اور موجب تضییق ہے لہذا تاویل جواز بہتر ہے اور صاحب منتخب مختار الاختیار نے تصریح کردی ہے کہ معاملا

پیدا کرنا عدم جواز ... معاملات بیع میں ... اور جواز اولیٰ ہے

میں حکم جواز معاملہ اول ہے موافقت ہو واضح ہو کہ کل اموال تاجرانہ تین قسم کے معاملات ہوا
کرتے ہیں جنکی وجہ سے تجارت اور منفعت کی کثرت اور ہر قسم کی آسانی درست حاصل ہے مثلاً
لے اس مال کی قیمت نقد دیجاویگی بلکہ کوئی مال بعوض اسکے لیا جاویگا دوسری قسم مال معلوم
ہو یا نہو یا کوئی کام اسکے عوض کر دینگے دوسرے قیمت بنرخ بازار لیا کرو ہر بار شکی حاجت نہیں
ہے مدت ادائے ثمن بیان کی اور نہ قرائن و عادت سے معلوم ہے سے جبکہ قبل قبض مال بیچ ڈالا
مال کا مسادر مال موجود نہو یا بیان کیا جا چکا ہو ایک یا دو تھان موجود ہیں تعداد نہ کثرت زیادہ لیں ذریعہ
درست ایسا مال مثلا باجہ کا نمونہ یا نشان کارخانہ وغیرہ معین قیمت نہیں ہے گوکہ وہ مال بدون لفافہ
ضمانت وغیرہ سادی قیمت پر لگا کر تا ہے تاکہ نے روانہ کر یا ہے فلان قسم کا مال ہم کو کیسی ہے منگا
عشر ہو گا جو خرید لینگے ہے اگر تم خرید لو تو ہم منگا دین یا تیار کرا دین ہے یہ مال ہے جو ہم اس قیمت پر
خرید لینگے یا اسقدر مال یا نہ خرید اگر خرید لوگے ہم اسقدر مال بیچا کرین گے میں اور اگر ہم نے یہ مال اس
قیمت ہو لو یا فلان وقت ہو پہلے یا ہمارے مال بک جاوے تب تک ما کسی اور کو بیچ نہ دینا کیونکہ اسمین
ہمارا نقصان ہوگا اگر جسے قیمت زیادہ لوگ یا اسکی قیمت کم کر دوگے تو ہم کو نقصان ہوگا یہ خرچ کے
سب معاملات من حیث بیع ناجائز ہیں اسلیے کہ اول میں تسلیم ثمن عقد ثانی پر موقوف ہے اور دوسرے
میں ثمن مجہول اور تیسرے میں مدت ادا غیر معین اور چوتھے میں تصرف قبل قبض اور پانچویں میں بیع
دین بدین اور چھٹے میں بیع یا ثمن غیر معین اور ساتویں میں بیع غیر مقدور ہے آٹھویں میں
بیع غیر مقدور التسلیم ہے اور نویں میں خریداری کا وعدہ ہے اور دسویں میں بیع معلق ہے
اور گیارہویں بارہویں میں الزام ضرر ہے کیونکہ بائع اپنی ملک بیچنے میں بعض امور کا پابند ہوتا ہے
اور مشتری کی ملک ناقص آتی ہے مگر جبکہ یہ معاملات صلب عقد میں داخل نکیے جاویں اور کوئی
اور فساد شرعی ہو جیسا کہ شکل ۲ و ۳ میں ہو اگر اون میں محض جہالت ہو جیسے شکل اول میں یا نقصان
کا اس الزام ضرر ہے جیسا کہ شکل ۱۱ و ۱۲ میں تو وعدہ ہو اور وفا کرنا عند اللہ واجب ہو ورنہ شروط
معلقہ ہو ہے اور قضاء لازم الضرر یزال والمسلمون عند شروطهم جس کے موافق یہ معاہدے کیے تو
پوری کر دے یا نکرے کوئی الزام من حیث بیع نہوگا **تبرعات** یعنی بلا استحقاق
احسانا کسی کو کچھ دینا اسکی دو قسمیں ہیں اول محض احسان و مروت جیسے ہدیہ ہبہ و بخشش عاریت

ان صورتوں میں باعتبار نیت و محل کے ثواب ہے اور لینا دینا انکا عموماً جائز ہے مسلم ہو یا کافر فقیر
ہو یا غنی دوم خیرات اور یہ خواہ ضروری ہو جیسے زکوٰۃ - قربانی - فطرہ - نفقات واجبہ - نذر
کفارہ خواہ غیر ضروری جیسے صدقہ غنی کو انکا لینا نہ چاہیے اور جبتک حالت اضطرار نہ ہو سوال
کرنا حرام ہے انکے احکام مختصراً بیان کرتا ہوں ہبہ جسکو اپنا مال ہمیشہ کر لیے بلا عوض دینا اسمین
قبول شرط ہے اور جبتک قبضہ نہ پائے ملک نہیں آتی واہب کو واپسی ہبہ کا اختیار ہے مگر جبکہ ذی
رحم محرم کو دیا گیا ہو یا مال ہلاک یا زیادہ ہو گیا جیسے مکان گر گیا یا خام پختہ بنوایا گیا یا جس حالمین
موہوب لہ کا ضرر یا موجب عار ہو مناسب وقت تک توقف لازم ہو گا مثلاً زید نے عمر کو ایک
کشتی اور کچھ کپڑے اور برتن ہبہ کیے عمر نے کشتی پر مال لادا اور کپڑا پہنکر کسی مجمع یا بازار میں گیا برتن کسی
تقریب میں خرچ ہو رہے ہیں اب جبتک دوسری کشتی ملے یا عمر بازار سے گھر میں واپس نہ آئے یا تقریب
تمام نہ ہو واپسی نہ ہوگی ہے جبکہ کچھ معاوضہ ہبہ کا دیا گیا ہو تو وہ ہبہ بالعوض کہلائیگا اور بعد معاوضہ کے ایک
قسم کی بیع سمجھی جائیگی مسئلہ زید نے بکر سے شرط کی کہ تو میرا فلاں کام کر دے یا اپنی کسی حق سے درگذر
یا فلاں چیز دیدے تو میں تجھکو یہ مکان ہبہ کر دوں اگر بکر نے شرط پوری کی تو زید پر ہبہ لازم اور واپسی
ممتنع ہے ورنہ نہیں مطلقاً ہبہ کا پھیر لینا جائز اور مکروہ ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے العائد
فی ہبتہ کالکلب یعود فی قیئہ مسئلہ واہب کو موہوب لہ سے موہوب کا خریدنا مکروہ ہے مگر جبکہ کمال یگانگت و اتحاد کی وجہ سے
موہوب لہ واہب کو دیدے یا واہب بغرض حاجت روائی و اعانت موہوب لہ بنرخ مناسب
مول لے تو حق تعالیٰ سے امید عفو ہے مسئلہ ایسے اقارب و احباب میں جنمیں کمال ربط کی وجہ سے
غیریت نہیں رہتی اور ایک دوسرے کا مال بے تکلف مستعمل کیا کرتا ہے اونمیں نہ سوال ممنوع ہے نہ شئ
موہوبہ کا استعمال مکروہ بلکہ یہ باہمی بے تکلفی اور اجازت اور انبساط کا نتیجہ اور موجب ازدیاد محبت ہے
اور آنحضرت نے اکثر خود ام سلیم سے کھانا وغیرہ طلب فرمایا ہے البتہ جبکہ ایسے لفظ بولے جائیں جو
سوال یا ہبہ پر صاف صاف دلالت کرتے ہوں تو اوسکا حکم دیا جائیگا صدقہ واپس نہیں ہو سکتا
صدقہ ہدیہ و ہبہ اکثر خرچ کرنا اپنے نفس اور عیال اور ازواج پر یہی صدقہ ہے اور موجب اجر عظیم
ہے صدقہ لینا ... سوال جو محتاج کسب پر قادر ہو یا جسکو پاس ایکدن کی قوت موجود ہو
اوسکو سوال حلال نہیں اور سائل جو کچھ مانگ کر جمع کرے وہ مال خبیث ہے (عالمگیری)

عاریت اپنا مال چند دن کے لیے کسی کو قابض کر دینا کہ وہ نفع حاصل کرے پس بہ اجازت
اگر معین یا موقت ہو تو شرط سے زیادہ تصرف نکرے ورنہ غاصب قرار دیا جائیگا اور بصورت کسی نقصان کے
ضامن ہوگا اور معین اور موقت نہوں تو جبتک مالک طلب نکرے استعمال جائز ہے اور دوسرے کو
بھی مستعار دے سکتا ہے اگر وہ شے اختلاف استعمال سے خراب نہو مالک کو ہر وقت اختیار ہے کہ اپنا مال
واپس لے گو موقت میں قبل وقت وعدہ خلافی ہو ہاں جبکہ وہ ایسی ضرورت میں ہو جسکا ذکر ہے
یعنی گر لیا زمین بغرض زراعت لی تھی اور کھیت ابھی تیار نہیں تو حسب حال یا زمین با جرت مثل
وقت حاجت تک مستعیر کے پاس رہیگی مسئلہ زمین موہوب پر باغ لگایا یا مکان بنایا اگر زمین
موقت تھی اور مالک نے قبل وقت واپس طلب کی یا کوئی مدت معین نہ تھی ان صورتوں میں مالک زمین
کو مع باغ یا مکان کے لے لے اور مستعیر کو قیمت حوالہ کرے اسلیے کہ اسنے اوسے مغالطہ دیا مگر یہ کہ مستعیر اپنا
عملہ کھود لینے یا باغ کاٹ لینے پر راضی ہو اور زمین کا کچھ نقصان نہو اور اگر بعد مدت طلب کی تو
ضرورت ہے کہ مستعیر اپنا عملہ لیجائے اگر زمین کا نقصان نہو ورنہ قیمت کٹی ہوئی درختوں یا اکھڑی ہوئے
عملہ کی ملیگی اسلیے کہ مالک پر کچھ الزام نہیں ہے (یہ سب ہدایہ سے ماخوذ ہے) جن چیزوں سے بدون
ہلاک عین نفع نہیں مل سکتا جیسے روپیہ پیسا غلہ انمین عاریت نہیں وصیت میں شرط ہے کہ
۱ موصی حربی نہو ۲ وارث نہو ۳ تہائی مال سے زیادہ وصیت کی نہو تو بعد موت وصی کے بعد
تکفین وادائے دین واجب الادا ہے اگر وصیت تہائی مال سے زیادہ کے اور وارث راضی
ہوگئے یا اور کوئی وارث نہیں تو بیشک بقدر وصیت ملیگا ورنہ وہی تہائی ملیگی احکام سکہ
سکہ ایسا حکم نافذ ہے جسکے ذریعے سے سکوک ایک قیمت معین پر مروج ہوتا ہے پس اگر سکہ بکثرت ثمن
اصلی یعنی چاندی سونا ہے تو اس سکے کے جائز ہونے میں کچھ کلام نہیں اور اگر ثمن حکمی یعنے صرف
سکے کے وجہ سے باصطلاح عام یا بحکم سلطان ثمن قرار پایا ہے تو اوسکی دو قسمیں ہیں اول
مال متقومہ جیسے فلوس و خرمہرہ وغیرہ کہ اگر وہ ثمن نرہین تب بھی قیمت انکی قریب قریب
رہیگی دوم اموال مبتذلہ جو بنفسہ کوئی مال نہیں اور حسب رواج نرہے تو بیعت ثمن بالکل
منعدم سمجھی جاتی ہیں جیسے شامی نوٹ پس سکہ اول یعنے فلوس وغیرہ ثمن صحیح ہیں اور جملہ احکام
ثمن اصلی انپر مرتب ہونگے مگر نہ تقابض البدلین قبل الافتراق شرط نہوگا (عالمگیری ۲ ص)

اگر سکے خرید اور بیع پر قبضہ پانے سے پہلے رواج جاتا رہا تو بیع فسخ ہوگی اسکے کسی عوض مین اسکے
واپس ہون اور رواج گھٹ جائے تو شیخ ابو یوسف کے نزدیک قیمت یوم قبض اور امام محمد کے نزدیک
قیمت آخر یوم رواج واجب ہوگی (قاضیخان) اور اسی پر فتوی ہے (خزانہ) اور امام کے نزدیک
بعینہ ادا کرین (ہدایہ) ہان کچھ نرخ گھٹ جائے تو گذشتہ معاملات مین فرق نہ آئیگا (قاضیخان)
ایک پیسہ سے دو یا تین پیسے نقد بطور تعیین خریدنا جائز ہے (عالمگیری) کیونکہ ایسا کرنے مین وزن کا
لحاظ نہین رہتا اب یہ معدود ہو گئے اور عادت رہا اسی صرف جنسیت باقی رہے پس تفاضل
حلال ہوا بخلاف اثمان اصلی کے کہ انمین سکوکیت سے کوئی اثر نہین ہوتا اور صحیح رہے کہ ہندوستان
مین پیسونکا دو طرح حساب ہوتا ہے گنڈون یا ٹکون یا پیسونکے اعتبار سے مثلاً ایک پیسہ چار کی
یا دو گنڈے یا آٹھ پیسے کے انمین باہم خرید و فروخت مین بیشی کمی جائز ہے اور اختیار ہے کہ روپیہ
کے مقابلہ مین قرضا یا نقدا جسطرح چاہے بیچے سے آنے آدھ آنے یا پاؤ آنے کے اعتبار سے مثلاً ایک پیسہ
ایک آنہ یا ۲ پائی سے بیشی کمی جائز نہین اسلیے کہ یہ حقیقت مین روپیہ کے جز ہین پیسونکا نرخ
ارزان ہو یا گران مگر روپیہ کے سولہ آنے ہمیشہ ہوتے ہین اسلیے آنے کی کوئی تعداد معین نہین کبھی دو
کبھی تین کبھی چار کبھی پانچ کبھی چھ پیسونکا آنہ ہوتا ہے اور اسلیے دو انی چوانی اٹھنی کہتے ہین
نصف و ربع روپیہ نہین کہتے پس جب آنہ بمقابلہ دو آنہ یا ادھار بمقابلہ عدد بیچا تو گویا پندرہ جز
بمقابلہ سولہ جز بیچے گئی اور یہ قرض مین بیشک ممتنع ہے مگر نقدین مین بوجہ نہ ہونے جنسیت حقیقی کے منع
نہین آنہ روپیہ کی جز ہونیکی وجہ سے انکی طرف منسوب ہین نہ پیسون اور اشرفیونکی طرف اور جب وزن مفقود
ہو اور نقد معاملہ کیا جاوے تو یہ سکے اپنی جنس سے متفاضلاً بھی بک سکتے ہین جیسے فلوس سے ظروف
مسی خریدنا اسلیے کہ اب فلوس معدودی ہو گئے وزنی نہین رہے انکی قیمت باعتبار عدد اور ظروف کی
قیمت باعتبار وزن ہوگی لہذا فضل حلال ہے مسئلہ زید نے صراف کو ایک روپیہ دیا اور کہا کہ ہم ۲۰
گنڈے یا ۸۰ ٹکے یا ۸۰ پیسے لینگے یہ معاملہ جائز ہے اوسوقت لے یا دوسرے وقت مسئلہ زید نے
صراف سے روپیہ کی ۷ آنے یا ۱۰ آنے لینے کا اقرار کیا تو یہ معاملہ نقدین مین صحیح ہے اور قرض مین فاسد
واضح رہے کہ بحکم سرکار جو رواج حال ڈبل پیسے ہین پاؤ آنے کے حکم مین داخل ہین اسلیے کہ وہ ہمیشہ پاؤ
آنے کو چلتے ہین بیشی کمی اونکی حسب حکم سرکار ممنوع اور جرم ہے ہان اگر یہ قید اوٹھ جاوے تو اونکا حکم

دوسرے فلوس کا ہو یا اُنکا سکہ قسم دوم تیسرا سوال جب زر شکستہ کی بات ناجائز ہے ہین کیونکہ ہو
سکتا ہے کہ کسی مستحق کو ایسی چیز دیا جاوے جس سے بدون لزوم ضرر وازالہ دو مضرت کے دیانتاً حق ادا ہو سکے
اور ان سکون سے نفع کثیر بطور ضرورت کے ہو سکتا ہو مین قلمرو سے سکہ کہ بے ضرر اصرف کرڈالے ورنہ انقلاب
سلطنت یا منسوخی حکم کا خوف ہے پس اپنے سکون کا ایجاد اور وضع کرنا سلطان وقت کو یا خود کرلیگا
اگرچہ بعد تحکم رعایا کو حق مین ضرور ناجائز ہے لیکن سے اوس شخص کو جسنے اوسے وضع کیا یا جس سے
اشتہا ہوا ہے اور کیسکو حکماً دینا اور بصورت انکار کے رواج مجبور کرنا یا بیت المال اسلامی یا اہل تیم
یا دوسرے امور حسنہ کو اجرا اعانت یا کسی مستحق کی حق مین انکو لیکی لیے جمع کرنا بخوف ظن اضاعت ناجائز ہے
اور مرتکب ضامن آور نوٹ وغیرہ مین زکوة چاندیکی واجب ہے اور تقابض عوضین ساقط اور جس
صورت مین ایسے ناجائز سکے بعینہ واجب الادا ہون اور رواج نرہے قیمت دینا پڑیگی جیسے زید نے اُنکو
کالوٹ قرض لیا یا کسی سودے یا اجرت مین اُسپر عاید ہوا یا اسکے پاس رہن یا امانت رکھی گئی اور
اسنے ضائع کردی یا ادای امانت یا رہن مین تاخیر کی یا ضامن ہوا اور رواج جاتا رہا اب قیمت اوسکی
لینے ایکبار دینی ہوگی نہ وہی شی بعینہ کیونکہ اگر وہی کاغذ جو ایک وقت مین ہزار کا مقابل تھا دلایا جاے
تو مستحق بالکل محروم رہیگا اور مدیون پر نفس الامر مین ہزار واجب تھا اور رواج رہتا تو مدیون کو
روپیہ اور نوٹ کسی مین عذر ہوتا نہ نفع نہ نقصان پس اب بھی اوسکا نقصان نہین ہے اسلیے کہ
مقصود ان سکون مین صرف ثمنیت اصطلاحی ہے اور اسی لیے مستحق اونکے لینے مین عذر نہین کرتا پس
جب رواج جاتا رہا اور سکوکیت مرتفع ہوگئی ثمنیت بھی نرہی اب اگرچہ صورتاً باقی ہین مگر حقیقتاً
ضائع اور ہلاک ہوگئی پس کوئی مستحق کبھی مال بیکار شدہ نہین لیتا جیسے میوہ یا جانور جو سڑ یا مر جاے
قابل استرداد نہین رہتا ہان اگر یہ سکے بطور ذمہ داری نہون جیسے امانت یا مال میراث یا وہ ایسی
مرہون وغیرہ تو وہی سکے بعینہ دیے جائینگے مسئلہ مستحق کے حکم یا رضا سے کہین جمع کر دے یا روانہ کی
یا اپنے قبضہ سے خارج کردی اور قبل از وصول رواج جاتا رہا تو مدیون ذمہ دار نہین بخلاف قسم اول کی
کہ محض رائج اور سکہ ہے سے مقصود نہین بلکہ اصل مین مالیت ہے اور ثمنیت عارضی اور جسطرح اثمان
وسیلہ حصول اموال ہین مال سے بھی مال اور ثمن ملسکتا ہے اب اونکے غیر مروج ہونے مین ایسا نقصان
نہین آسکتا کہ بالکل معدوم سمجھے جائین بلکہ بوجہ مخالفت جنس ہیئتی و کمی کی تمیز مشکل ہے اور کہا ب

نا جائز ہے کہ خرید الاد عین جاتا رہا تو مبیع قبضہ مین آیا ہو یا نہ مبیع باقی اور قیمت سکہ واجب الادا
ہو کی تجارت فلوس و غیرہ کی کیونکہ وہ حقیقۃً مقابل مبیع کے ہین اور نوٹ و غیرہ باعتبار اپنی
قیمت کے ثمن قرار پاتے ہین کاغذات زر اول وہ نوٹ جو تمام ملک فرنگ مین روپیہ کی
طرح ایک معین قیمت پر چلتے ہین اور نہ لینے والا مجبور کیا جاتا ہی یہ مسئلہ ناجائز ہی اور نہ قیمت
کی قیمت سے طلق بلکہ اوسمین فنا ہر تب بیشی و کمی اوسکی روپیوں سے جائز نہین اور اشرفی سے
جائز ہے کیونکہ ان کا حکم بالضرور کسی اصل ثمن کی فرع ہوتے ہین اور نوٹ روپیہ کے نام سے وضع کیا
گیا ہے اور قیمت اسکی روپیہ کے اعتبار سے معین ہے اور اشرفی کا مستحق لینے پر مجبور نہین ہوسکتا
جب ایک شہر کے نوٹ پر دوسرے شہر مین بٹا پڑے پس اگر بٹہ معین ہے تو بعد منہائی بٹہ وہی
قیمت اصل سمجھی جاوینگی اور اگر بٹہ معین نہین بلکہ بائع و مشتری کی رای پر ہے تو یہ مثل تمسک کے
ہے حکم اسکا اسی صفحہ مین مذکور ہوگا دوم وہ نوٹ جو ایسے نہین اور اون کے تبادلہ قیمت مین
سے وثیقہ سے نوٹ اما تو ان دونون قسمون مین بہت تھوڑا فرق ہی اسکے بیچنے رہن رکھنے ہبہ کرنیکو
سرکار سے ممانعت ہو اسلیے کہ اصل روپیہ دینے والیکے یہ غرض ہوتی ہی کہ سود اسکا اسکی اولاد کو
نسلاً بعد نسل ملی اور کسی قسم کا انتقال اختیاری و اضطراری … سوم نوٹ سودی جنکا سود سرکار
سے ملتا ہو اور قیمت کم زیادہ ہوا کرتی ہو اور بدون رجسٹری سرکار بک نہین سکتا سکے نوٹ قسم اول
جبکہ اونکا رواج نہ ہے یہ چارون نوٹ مثل تمسک کی ہین انکا بیچنا ہبہ کرنا رہن رکھنا ممنوع ہے
اگر بیچے کہ مدیون خرید لے اور قیمت مین بیشی و کمی ہو وہان بائع بخوشی عفو کر دے تو مضائقہ نہین آمدنیت
جسقدر روپیہ بطور سود وصول کیا گیا ہو وہ اصل روپیہ مین محسوب کرنا لازم ہے اور زیادہ لینا حرام
اگر مدیون لینے سے انکار کرے تو مالک زر سود اصل مین شمار کرتا جاوے جب پورا ملجاوے پھر نہ لے اور بلا
مدیون سے سود کے نام سے دیتا ہو لینے والیکو مضر نہین مسئلہ زید نے میراث مین عمرو کیطرف سے کاغذات
گا نوٹ سودی پایا اب زید کو اسکے زر روپیہ کا مل لینا جائز ہے اسلیے کہ عمرو نے جو روپیہ بطور سود لیا
نہ وہ عمرو کے ملک مین آیا نہ اصل روپیہ مین محسوب ہوا مسئلہ جو روپیہ سودی نوٹ مین لیا دیا جاتا ہے
وہ سود ہی اصل روپیہ نہین مگر یہ کہ لینے والا یا دینے والا اصل روپیہ کی نیت کرے اور دوسرا اسے
مجبور کرے تو نیت فقط دیانۃً معتبر ہوگی مسئلہ ہر قسم کے نوٹین زکات واجب ہے مگر سودی نوٹین جو زر

اشیا مسعود او معین کیجاتی ہین اگر اصل مالیت بتقصیب نوٹ الیہ عقد صحیح ہو جاتا تو ان اشیا
معین ہوتی مثل سکہ کی طرح ثمن خلقی ہوتی سو سکو تو ان الاصل ہی لیوان دیا اوسکا الا قیمت خرید سے فروختنا
معین مگر زیادہ لینا صحیح ہے اور کمی بطور استسقاط حق با ثبت شرائط ترشتا وغیرہ اور رشوت وغیرہ
کل تحکیات کا یہی قیاس ہے اگرچہ کاغذ کی نوٹ حقیقت مین ایک تمسک یا معاہدہ ہوتا ہو
یا کسی اور چیز پر گشتہ کیا گیا ہے مسئلہ زید نے سو روپیہ کا نوٹ چار اشرفی کو جو ۶۰ روپیہ کی ہوتی ہین
خرید یہ معاملہ نقداً جائز ہی اور قرضاً فاسد اور اگر یہ نوٹ ماعت یا ملت ریگو خرید الو قرض دائقدرہ تو
جائز نہین مسئلہ زید نے [illegible] کا نوٹ دیا ۹۰ آنی کو نقداً بیچا جائز ہے اور قرضاً دیا تو جائز نہین اور
کسندون یا تلون یا پیسون جسطرح چاہے بیچ جائز ہے مسئلہ زید نے ہزار روپیہ کے نوٹ خرید کر
اب روپیہ یا نوٹ فی الفور دینا ضرور نہین ان قیمت مساوی ہے استشاء [illegible] اصلی دو قسمین
ہین [illegible] اجرتی جیسے ریل یا ڈاک کے ٹکٹ یہ ایک رسید ہے جسکا روپیہ ایک جائز اجرت مین لیا گیا بیع و شرا
انکی ہر طرح جائز ہے اسلیے کہ حقیقۃً اجارہ ہے اور صورتاً بیع اور یہ عروض ہین ثمن نہین پس انمین
زکات بدون نیت تجارت کی جائز نہین بخلاف نوٹ کے لیکن جب کوئی مانع قوتی پیش آئی یا یہ ٹکٹ
قبل از حصول منافع معینہ بیکار ہو جائین تو بیع انکو صرف محکمہ ریل و ڈاک مین جائز ہوگی اسلیے کہ
وہ فی الحقیقت فسخ اجارہ ہے سوای اوس شخص کے جسنے زر اجرت لیا ہو دوسرے متوسطین اوسکو
ذمہ دار نہین ہو سکتے اور یہ شرط کہ اگر اتنی مدت مین نفع حاصل نکیا جاوے تو کچھ حق نرہیگا اگر بصراحت بیان
کی گئی تو صحیح ہے ورنہ لغو ہوگی کیونکہ حق انتفاع قطعی اور منصوص ہے اور شرطاً اسقاط صرف
ذہنی البتہ وہ لوگ جو ایسی قوانین سے خوب واقف ہین پابند ہونگے کیونکہ سوای شریعت اسلامی
دوسرے حکام کے قوانین عام اور قوی النفاذ نہین بلکہ ریا زیادہ نفع اوٹھانا انسے حرام ہے جیسے ٹکٹ
ریل کے ذریعے سے دوبارہ سوار ہوتا یا کسی فریب سے حد معینہ سے آگے نکل جانا یا اعلی درجے مین بیٹھ
جانا یا بوجھ اجازت سے زیادہ ہمراہ لیجانا یا ٹکٹ کسی فریب سے بگڑا استعمال کرنا یا وہ چیز جسکو ممانعت
ڈاک کی قانونین سے بھیجنا یا جسکا محصول گران ہے اوسکو کم محصول والی چیز مین مخفی کردینا
جبتک ثابت نکر دیا جاے کہ ان ٹکٹون سے ہرگز نفع نہین اوٹھایا گیا اور یہ کہ اب بحسب [illegible] آئندہ
معینہ واجب الرد ہین اوسوقت تک تردید قیمت لازم نہین ہے دوم استشاء [illegible]

حکام جنکا کوئی معتبر معاوضہ نہین دیا جاتا ہے انکی بضرورت و مجبوری جائز ہے نہ تجارۃً اور
حقیقت مین یہ مال نہین مسئلہ مختار الافتیار مین بعض کا قول یہی نقل کیا ہے کہ اگر مدعا علیہ
سرکشی و شرارت سے دار القضا مین حاضر نہین ہوتا یا دین جو اوسکی ذمہ ثابت ہے ادا نہین کرتا تو
قاضی پیادہ و نفس کا ریہ آرسی کرالا اور خرچ اوس سرکش سے لے اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ مدعی
کو خرچہ اسباب مدعا علیہ سے لینا جائز ہے اگرچہ حکام کی نسبت جواز شرعی ثابت نہ ہو مگر لیکن
دعوی ایسی ظاہر بنا پر ہو جس سے مدعی کے صدق اور مدعا علیہ کے ظلم پر ظن غالب ہو جائے جیسے
تمسک جسٹری شدہ یا مدعا علیہ کی طرز تقریر وغیرہ سے کہ مدعا علیہ نے بدون کسی معقول عذر کے
اداے حق سے انکار کیا ہو اسوقت تمرد و شرارت مدعا علیہ کے معلوم ہو جائیگی کیونکہ وہ یقین کر سکتا ہے
کہ ایسے صورتون مین مدعی ضرور اپنا حق بذریعہ حکام وصول کریگا اور حسب قانون سرکار اوسے اسقدر
خرچ کا بوجہ متحمل ہونا پڑیگا پس یہ خود باعث نقصان ہوا اسکے نظائر مسائل غرور وغیرہ سے نکل سکتے
ہین لیکن وہی مصارف لینا جائز ہے جنپر بناے دعوی موقوف ہے نہ مصارف زائد جیسے بعض نقول
وغیرہ جو صرف تائید وکلا یا استنباط دلائل کے لیے ہوتے ہین اور احتراز اس سے محتاط ہے واللہ اعلم
ہنڈی و منی آرڈر ہنڈی ایک سند ہے کہ تاجر کسی شخص سے روپیہ لیکر لکھدے کہ یہ روپیہ فلان
تاریخ فلان شہر مین فلان شخص کو بمعاوضہ اس سند کے اتنی اجرت پر دیا جائیگا اور منی آرڈر کا بھی یہی
منشا ہے مگر یہ حکام کیطرف سے ہوتا ہے انکی جواز اور امتناع مین بہت تاویلین ہین اور اقوال مختلف
اکابر سے اسمین کوئی روایت نہین اسلیے کہ کراہت سفتجہ کتب فقہ مین منقول ہے اور ہنڈی
دوسری شے ہے پس قیاس ہنڈی کا سفتجی پر صحیح نہین ہو سکتا پس ضرور ہے کہ بنظر وسعت معاملات
و کثرت منافع و حفظ اموال و امن و راحت تمام و ابتلاے عام تاویلات جواز پر زیادہ توجہ
کیجائے کیونکہ مشترکین قرضیہ اور مساوی مین وجہ ترجیح ضرور ہے اور قرضیہ جواز معاملہ اہل اسلام ہے
اور نتیجہ امن و راحت عام ہے کیا ضرور ہے کہ امانت یا بیع قرار دیکر ممنوع کردین بلکہ وہ
خواہ قرض ہے کہ دائن نے روپیہ دیکر مدیون سے اوسکے گماشتہ کے نام جو مثلاً کانپور مین ہے حوالہ کرالیا
یا یہ کہ جہان تم یا تمہارے گماشتہ ہون ہمکو روپیہ دلانیکا اقتدار ہے اب یہ قرض جر نفع نہوا کیونکہ
مدیون سے کسی مقام پر روپیہ دلانا یا کسی شخص کے نام دلانیکو لکھنا جائز ہے اور فی الحقیقت

ششم ہنڈی و منی آرڈر کسی متاع کو مسافت خاص یا غیر یا یک جہان اور مکان گماشتے ہو اور روپیہ لے سکتا ہے
اور جو کچھ دیا جاتا ہو وہ اس کا نفع اور خرچ کا معاوضہ جو مہاجن سے لیا جاتا ہو خواہ اجرت ہو
اس میں جو شبہ ہو سکتا ہے وہ تین ہیں اول یہ کہ شرط اول اجیر پر لازم کہ ادا کر دے روپیہ بعینہ پہنچا دے
جواب یہ یقین نہیں ہو سکتا کہ وہی روپیہ پہنچ یا لیا ہے یہ شرط فاسد ہے اجارہ میں بلکہ اجیر پر
لازم ہے پس اسکی مخالفت میں اجیر ملزم ہوگا شبہ دوم اجیر پر ضمان نہیں جواب یہ مسئلہ مختلف
فیہ ہے مگر اجارہ ہی نہیں ہاں مستاجر کو ایسا ہی کرنا چاہیے اگر بعد ہی نقد وغیرہ ضمان ہو سکے
تو کیا مضائقہ ہے شبہ سوم ہنڈی کا روپیہ تاریخ ادا سے قبل بعد وزن سود انہیں دیا جاتا ہے جواب اس
میں تفصیل ہے ظاہر ہے قبل از وقت مستاجر کو کوئی حق نہیں اب اگر طلب کیا تو سوال بعد ہوا
اور یہ روپیہ بطور اطمینان مستغرق رہا اور سود کی شرط اس معاملت سے متعلق نہیں غرضکہ یہ سب شروط
فاسدہ نہ اصل عقد میں داخل ہیں نہ مضر ہیں جسطرح وکیل اور مضارب اگر خود ضامن نہیں بنائے
جائیں تو ضمانت باطل ہو گی وکالت اور مضاربت میں خلل نہ پڑیگا (ہدایہ) آٹھ نوع ہنڈی اجرت
ہو سکتی ہے اور جو کچھ دیا جاتا ہو وہ خواہ اجرت تحریر یا محل وغیرہ ہے لیکن اسکا پیشہ کرنا ایسی لغو شروط سے
مخفی ہے اگر بدون اجرت یہ کام کیا جاوے تو موجب انتفاع عام ہو گا پھر اسکی چند شکلیں ہیں ایک یہ کہ
روپیہ جمع کیا ہے بشرط کہ فلاں تاریخ دیا جاوے اس سند کو دیکھتے ہی دیا جاوے یہ کہ مہاجن مجکو روپیہ
دیدے اور وہ روپیہ مع سود جسقدر بذریعہ ہمارے رقعہ کر فلاں شخص سے فلاں شہر میں فلاں تاریخ تک وصول
کر لے اسمیں اگر مکتوب الیہ نے قبول کیا تو جسقدر زیادہ دن گذرینگے سود ماہوار بڑھتا ہے اور بعد مدت واپس
لیا اور وہی سود جو اول لیا گیا کافی ہے سوم یہ کہ کسی شخص کے نام بقید تاریخ رقعہ لکھکر حوالہ مہاجن کر دیا
مہاجن بشرط وصول کاتب کو روپیہ دیگا ورنہ رقعہ واپس کر دیگا یہ سوا شکل سوم کی جسمیں قرض
بشرط ربا ہے باقی سب صورتیں جائز ہیں اور جو دیا جاتا ہے سود نہیں ہے اجرت تحریر وغیرہ کے طور پر دینا
پڑتا ہے کتاب الدیون اسکی پانچ قسمیں ہیں اول وہ جو کسی مال یا فعل کے عوض میں لازم ہو جیسے
ثمن مبیع یا کرایہ یا اجرت یا ضمان متلفات دوم وہ جو صرف اقرار یا جزای فعل سے ہو جیسے دیت ارش
جنایت ضمانت وغیرہ سوم جو احسانًا قرض دیا جاوے اسمیں قرضخواہ ہر وقت تقاضا کر سکتا ہے بخلاف اور
قرضوں کے اور انمیں بے مدت گذرے حق طلب نہیں ہے رہن جو کسی حق کی اطمینان کیلیے مدیون اپنا مال گرو کرے

فے حق المتصرف مذہب مختار ہے - ذکرہ قہستانی وغیرہ پس قرض اگر کل ہو دو شریکوں کا مال میں جو ذکر ہوا شریک
اختیار ہے کہ چاہے تو کوئی اسباب نذر یا مال یا اس کو دینے کا وعدہ کرے اور باقی حصہ کو نہیں ہے صرف احسان
مدیون اور کفیل اور مدعی ہی مستعار ہے جس قرض جائز ہے کیونکہ دوسرے اعیان کا معاوضہ کافی ممکن نہیں
اور تیسری میں بھی جبکہ قرضہ کا بیع یا ہبہ کرنا جائز نہیں مگر اوسی مدیون کو ہاتھ بیچنا اور ہبہ کرنا اور قرضہ کا
مقاصہ کر لینا جائز ہے مسئلہ زید کو سو روپیہ عمر کے ذمی ہیں اور عمر کو پانچ اشرفیاں زید پر ہیں تو جائز
ہے کہ باہم بطور بیع و شراکے معاوضہ کر لیا جاوے اور اگر مال عمر کا زیادہ قرار دیا جاوے تو بقدر زیادتی زید
کے ذمی باقی رہیگا یا صرف زید قرضدار تھا اب عمر و زید سے کچھ وصول لیا یا کام کرایا اور دینا قرض اوسمیں
محسوب کر دیا جائز ہے اسلیے کہ بیع قرضکی مدیون سے صحیح ہے (شامی) لیکن شخص ثالث کے ذمی محسوب
مثلا زید نے عمر سے ایک شے خریدی اور کہا کہ بکر میرا قرضدار ہے میں اسقدر روپیہ تیرے اس قرضہ میں ادا کرتا
ہوں اب عمر و بکر دونو راضی ہو جائیں تب بھی زید بری اور عمر مدیون نہ متصور ہوگا ہاں حوالہ
یا ضمانت جائز ہے (عالمگیری) ادا یہی ہو دو شریک ہیں جنکا کچھ مال موجود ہے اور کچھ قرضداروں کے
ذمی اب ایک شخص قرضہ لے اور دوسرا شخص مال موجود لیوے جائز نہیں قرضکے ذریعہ سے کوئی
نفع سود وغیرہ یا ماخوذ کرنا جائز نہیں آستفاطہ قرض جائز ہے کل ہو یا جز قرضدار کو ایسی چیز جو اوسکی قرض
کے مثل ہے اگر لیجاوے اور وقت ادا کیا ہو تو اوس چیز کو عوض میں بھی لینا جائز ہے (قاضیخان) قرضخواہ
جب قرض پر قبضہ کرے پھر قرضخواہ کا دعوی ہی قرض پر نہیں رہتا مثلا اگر گیہوں قرض لیکر قبضہ کر لیا
اب قرضخواہ کو حق نہیں کہ وہ گیہوں اوس ملکے مدیون یا بالا اوس مقدار کا قرضدار ہے (عالمگیری) انتقال ہو قرضخواہ پیسا کہ
پیسے اوس کے پاس چھوڑ دیا تاکہ تھوڑا تھوڑا لیا کرے جائز نہیں ہاں سب یکمشت وصول کر کے امانت رکھوا دے تو مضائقہ
نہیں پھر قرضکی تین قسمیں ہیں استحقاق بعین شئے جیسے زید نے عمر کے پاس ایک باغ رہن رکھا
یا مکان ایک سال کے لیے کرایہ پر دیا اب عمر کو حق ہے کہ اولا اوسی چیز سے اپنا حق وصول کرے
تب مالک کو حق تصرف ہوگا چنانچہ تجہیز و تکفین پر بھی مقدم ہے دوسرے وہ جو صرف مدیون کے
ذمہ ثابت ہیں کسی جائداد سے متعلق نہیں تو اگر مدیون مرگیا اور بحالت صحت ان قرضوں کا
اقرار قاضی کے سامنے کر چکا ہو یا شاہد عادل موجود ہیں یا معائنہ سے ثابت ہوتا ہو تو دین
صحت ہو اور بلا عذر مدیون کے مال سے واجب الادا ہے دوسرے صرف میت کے اقرار ہی سے ثابت ہو

اور ایسی مرض میت جسمین وہ مرا تو یہ بیت مرض ہے اور میت صحیح سے سو قرض ادا ہو قرض مال مدیون
سے لازم ہو اگر میت مفلس ہے تو شاید ادا کرنا لازم نہیں اور اگر ادا کرے تو میت سے ساقط ہو
متعلق نہیں ہر حال ادا کرنا ہین اسپر مغفور ہو اور ادا کرے تو ایسے مال حلال شرط نہیں ... قبول ہے
کیا تا ضرور ہے مثلاً اگر زید نے بکر سے دو سو روپیہ قرض لیے اور کسی مال حرام سے ادا کرے تو قرض ادا ہو گیا
اور بکر کو معلوم ہو تو لینا نچاہیے اور یہ فعل فعال ان گناہ نہیں اسلیے کہ کسی مسلمان کو مال حرام دینا
ایک قسم کا ... ہے کیونکہ اگر وہ دیتا تو ضرور اوسکا ... کرتا مسئلہ زید مسلم کے سو روپیہ عمر غیر مسلم اور بکر
ہندو دونو پر قرض ہین پہر عمر و بکر سو روپیہ لائے جسمین سے پچاس روپیہ سود اور رشوت وغیرہ کو
جمع کیا تہا اور پچاس شراب کی قیمت سو اس صورت مین اگر عمر مسلم اس روپیہ سے زید کا قرض ادا کریگا
تو زید کو جان بوجھ کر لینا جائز نہوگا اور لیا تو عمر بری ہو جائیگا اور اگر بکر ہندو ادا کرے تو وہ پچاس جو
شراب کی قیمت سے تہے لینا جائز ہے اسلیے کہ یہ اونکی حق مین جائز اور مالک ہین اور دوسرے پچاس کا جو رشوت
سے ہو لینا حرام ہے اسلیے کہ اسمین مالک ہی نہین ہوا۔ رہن یہ قرض کی چوتہی قسم ہے جسمین مدیون
اپنا مال دائن کے اطمینان کیلئے اوسکی حوالہ کر دیتا ہے اسمین ایجاب وقبول اور مرتہن کا قبضہ کامل
شرط ہے پس ایسی چیز جو راہن کی تعلق سے علحدہ ہو کر مرتہن کی قبضے مین نہ آسکے رہن نہو سکیگی جیسے نصف
مکان یا شاخ درخت وغیرہ اور جسکا بیچنا منع ہو اوسکا رہن رکہنا بہی منع ہے (عالمگیری) رہن اگر
ضایع کیا گیا تو قیمت دینا پڑیگی اور اگر خود ضایع ہوا پس اگر قرض کے برابر ہے یا زیادہ یا مقدار قیمت
معلوم نہین تو قرض کا معاوضہ ہو گیا اور اگر قرض سے کم ہے تو بقدر کمی کے قرض باقی رہا کیونکہ مرہون
بقدر زیادتی امانت اور بقدر قرض مضمون ہوتا ہے مرتہن اگر فک رہن کا دعوی کرے تو پہلے مرہون
کو حاضر کرے کیونکہ تعیین مدت از جانب راہن معتبر ہے تاکہ ادای زر کی قوت حاصل کرے بخلاف مرتہن
کے کہ اوسے ہر وقت واپسی پر قدرت ہے رہن مین کسی قسم کا تصرف (خواہ وہ کسی قسم کا ہو) راہن یا مرتہن کی طرف سے جائز نہین
پس اجارہ یا اعارہ اور بیع اور رہن وغیرہ رہن کا بدون اجازت فریقین ناروا ہے کیونکہ یہ تصرفات
از جانب راہن قبضہ مرتہن کو مانع ہین اور از جانب مرتہن ملک راہن کو منافی مسئلہ زید نے عمرو
کے پاس کچھ رہن رکھا عمرو نے بکر کے پاس اور بکر نے خالد کے پاس ایک مکان رہن رکہا پس اب وہ مکان گر پڑا یا
گرا دیا گیا تو زید کو حق ہے کہ خواہ عمرو خواہ قابض سے اوسکی قیمت وصول کرے کیونکہ یہ سب اس تصرف

میں غاصب اور خائن ہو کیونکہ عمرو مفقود الخبر ایا لا وارث مر ایا زندہ ہو مگر شرارت سے سماعت
نہیں کرتا زید کو حق ہے کہ زر رہن ادا کر کے وہ مکان خالد قابض سے لے لے یا کسی اور قسم کا تعرض
کرے لیکن اگر خالد کا قرض اوس مکان پر بہ نسبت قرض عمرو زیادہ ہو تب بھی خالد کو بمقابلہ زید شفعہ نہیں
ہو سکتا اپنا دعویٰ بکر سے کرے کیونکہ عمر غاصب اور خالد شی مستحق کا قابض ہے اور یہی حکم ہے شے
مستعار کا زید نے ایک گھوڑا عمر کے پاس رہن رکھا اور شرط ہو گئی کہ بکر وکیل بیع ہو یا بعد اتمام عقد زید نے
بکر کو وکیل کیا تو شکل اولیٰ میں بالاتفاق اور ثانی میں باختلاف زید کو حق نہیں ہے کہ بکر کو وکالت سے
معزول کرسکے (ہدایہ) منافع مرہون راہن کے مملوک اور مرتہن کے پاس امانتاً محبوس رہتے ہیں
اسباب میں کہ یہ منافع مرتہن کو حلال ہے یا نہیں بڑا اختلاف ہے مگر مذہب مختار بلکہ امر حق وہی ہے جو
جناب استاذی و مولائی کنز الافاضل فخر الاکابر ابو الحسنات مولوی محمد عبد الحی عمم فیضہ الخفی والجلی نے
اپنے رسالہ فلک المشحون فیما یتعلق بانتفاع المرتہن بالمرہون میں بدلائل واضحہ تحقیق فرمایا ہے کہ نفع
مملوک راہن ہے پس اگر راہن نے بعد تکمیل عقد و قبضہ کامل بخوشی اجازت دی تو بطریق تبرع اوس کا
جائز ہے اور اگر اجازت مقصود رہن یا داخل عقد ہو تو کھلا کھلا سود ہے اور بے اجازت خیانت اور
غصب ہے اور یہ بھی فرمایا کہ بحسب عادت و عرف زمانہ موجودہ اسکی قطعی ممانعت لازم ہے کیونکہ
منہ سے جو چاہیں کہیں لیکن دلمیں رہنکو موجب نفع اور تجارت اور تدبیر معاش اور منافع کو
معاوضہ دین تصور کرتے ہیں واللہ یعلم بما فی الضمائر اگر سو میں دو ایک نیک نیت ہوں تو بھی عام
فتوی نہیں ہو سکتا پس اگر راہن نے مرتہن کو اجازت دی تو اوسے اختیار باقی ہے کہ جب چاہے
رجوع کرے اور کوئی اثر اس سے عقد رہن پر نہیں پڑ سکتا ہاں وہ مصارف جو مرتہن نے بغرض
نفع رہن کئے ہیں راہن سے لیسکتا ہے مثلاً زید نے باغ عمرو کے پاس رہن کر کے منافع اوسکا عمرو کو
کر دیا عمرو نے جو کچھ اوسکی پرورش اور عمدگی میں صرف کیا ہے وہ زید سے لیسکتا ہے اگر زید نے قبل از حصول
نفع رجوع کی یا رہن چھڑا کر اپنے قبضے میں لایا اور مرتہن کو نفع لینے سے روکا ورنہ مصا
مرہون کے مصارف دو قسم کے ہیں ایک وہ جو مرہون کی بقا و اصلاح سے متعلق ہیں جیسے دانا
گھاس - نوکر - باغبان - سائیس - سینچنا - بوتا - مکان کی درستی وغیرہ دوسرے جو حفاظت اور واپسی
سے متعلق ہیں جیسے کرایہ مکان و دوا وغیرہ پس مصارف اول راہن کے ذمے ہیں اور قسم دوم

خرچ راہن کے ذمہ اور امام ابو یوسف کے نزدیک لگان کی بابت راہن کے ذمہ ہے اور اس لیے اس کا قیمت رہن ہونا چاہیے
لیا جاتا ہے پیداوار [illegible] اسکی حفاظت [illegible] اور انکا کل خرچ بھی راہن کے ذمہ ہو
[illegible] اور مرتہن کے اوپر ہے کہ خود رہن کی حفاظت کرے یا اپنے متعلقین یا عیال کے پاس رکھوائے
خرچ [illegible] اس کی کا ذمہ دار ہوگا اور جب راہن مرتہن کو نفع حلال کر دے تو کل مصارف ذمہ
مرتہن ہوں گے لیکن اگر راہن اور اسکے مصارف سے انکار کرے یا غائب ہو تو حصول اجازت تک
[illegible] قاضی [illegible] مرتہن بقضاء قاضی ضروری خرچ کرکے راہن سے وصول
[illegible] قاضی [illegible] مرتہن اپنے پاس سے [illegible] کر سکتا ہے ہر چند یہ حقوق مختلف فیہ ہیں [illegible] قاضی
[illegible] میں مگر ایسی حالت میں مرتہن اپنے حقوق کی حفاظت میں مضطر ہے اور مثل [illegible]
[illegible] مستقل و مختار اور راہن [illegible] اسکی ہدایہ صفحہ ۵۰۰ [illegible] آخر باب تصرف و جنایت مرہون
میں امام صاحب کا مذہب منقول ہے اسی طرح منافع اوسکی اگر [illegible] ہوں
[illegible] مرتہن بطور فضولی بیچ ہو سکتا ہے [illegible] منافع رہن [illegible] بعوض رہن باقی [illegible]
[illegible] محبوس رہیں البتہ منافع منقولہ [illegible] ذمہ [illegible] مختار [illegible] مکانکو
کرایہ پر چلانا کھیت یا باغ کی درستی وغیرہ اور اگر [illegible] اور مرتہن اپنی رائے سے کچھ خرچ کرے [illegible]
راہن سے نہیں پا سکتا اور وہ منافع جو باقی رہ سکتے ہیں جیسے جانور کے بچے [illegible] تو بیع صحیح نہیں مسئلہ
[illegible] ایک مکان یا ایک گاؤں [illegible] روپیہ کو رہن رکھی اور کرایہ یا دودھ اوسکا تین روپیہ ماہوار ہے اور
مصارف ایک روپیہ ماہوار ہے مکان یا گاؤں [illegible] چھوٹ جائیگا اسلیے کہ اصل زر رہن [illegible] اور خرچ
[illegible] اور کل آمدنی [illegible] اب کچھ مرتہن کا باقی نہ رہا مسئلہ راہن کو مرتہن سے اور مرتہن کو راہن سے مرہون
بطور کرایہ لینا جائز نہیں (عقود الدریہ) اسلیے کہ راہن نے اگر لیا تو قبضہ مرتہن ختم ہوا اور مرتہن نے
لیا تو قبضہ باستحقاق رہن [illegible] مالک [illegible] مرتہن اپنے روپیہ یا قبضہ کا دعوی کر سکتا ہے مرہون
[illegible] حق نہیں [illegible] اگر [illegible] تو بیع ہو جائیگی باطل ہے عقود الدریہ
مرتہن نے با اجازت راہن مرہونکو عاریت دیا اب مرتہن ضامن نہ رہا اور اگر راہن کے اذن سے بیچا یا کرایہ
دیا تو رہن باطل ہو گیا (ہدایہ) مسئلہ جائداد [illegible] مکان یا باغ رہن [illegible] اور کچھ [illegible]
اور [illegible] مرتہن کے قبضہ میں نہیں [illegible] جیسے قرض ہے اور رہن باطل ہے [illegible]

کتاب الاجارات

یعنی بیع منافع پس وہ اجارہ جسمین اصل شی معقود علیہ ملک ہو جاتی جائز نہیں مثلاً ایک باغ
اجارہ پر لیا کہ اتنی مدت میں جسقدر لکڑی خشک ہو یا پھل پیدا ہو وہ میرا ہو یا بکری گائے کا دودھ پینے
کے لیے اجارہ پر لینا درست نہیں۔ ایسی معاملات میں اگرچہ ابتداً معقود علیہ کے معلوم ہونے تسلیم نہیں کیا گیا
بیع کی اور شرطوں سے بھی مخالفت ہے بیع کا حکم دیا جائیگا اور اسی سبب کے اس ہونے شرطیں ہیں
لیکن اول جبکہ اجارہ میں اصل شی معلوم نہیں ہوتی تو عقل یا منافع مال اسکا قائم مقام کیا گیا (ہدایہ)
جیسے مکان کرایہ لیا اصل مکان پر کوئی حق نہیں کرایہ دار صرف نفع سکونت وغیرہ کا اٹھاتا یا کسی کو ذکر کر کے کام لینے کا
اختیار رہے وانہ لازم ہے اختیار نہیں اور ایسی ہی ضرور ہے کہ منافع مال متقوم و مفید بھی ہوں پس جو منافع
شرعاً حرام ہیں جیسے اجرت زنا و رقص وغیرہ یا جو منافع عبث و لاحاصل جیسے درخت خاص کپڑا خشک کرنے کو
یا بعض ظروف چاندی سونے کے یا شیشہ آلات وغیرہ صرف دکان کی زینت کے لیے کرایہ لینا یا جسکا نفع
بدون ہلاک عین نہ ملے جیسے درہم دینار ہیں ناجائز ہیں دوم منافع غیر محدود ہوتے ہیں جیسے مکان کہ نفع
سکونت برابر جاری ہوا کرتے ہیں اور بیع مجہول فاسد ہے لہذا استحقاق کے بعض متعلقات کے تعیین سے
منافع کی تعیین کیجاتی ہے (ہدایہ) جسطرح بیع ظرف وغیرہ سے معین ہوتا ہے مثلاً یہ گھوڑا الہ وقت ایک روز
کے دو کوس یا دو دن کے لیے یا یہ زمین بعوض دس روپیہ کے ایکسال کے لیے یا یہ کپڑا اگر رنگریز کو دیا
تو دو آنہ اور سرخ ہونا چاہیے غرض کسی قسم کے تعیین سے رفع جہالت معقود علیہ شرط ہے ورنہ اجارہ فاسد
ہوگا (ہدایہ) جب کوئی زمین یا جانور اجارہ پر لے تو اون امور کی تصریح ہونا چاہیے جو اس اجارے سے
مقصود اور متعلق ہیں جیسے اس گھوڑے پر دو آدمی سوار ہونگے یا فلاں چیز اسقدر لادی جائیگی اور فلاں
مقام تک فلاں راہ سے فلاں وقت لیجائینگے یا اس زمین میں فلاں چیز بوئی جائیگی یا فلاں قسم کے
آدمی بسائے جائینگے۔ اور اگر بعض متعلقات کی تصریح نہ کی اور معقود علیہ ہلاک یا ناقص ہوا تو اسکی تین صورتیں ہیں

اور ایسی صورت میں اجارہ فسخ کرنے کی ضرورت نہیں بالکل خلاف ورزی شکل اول ہے جیسے
کوئی گھوڑا کرایہ پر لیا اور اس مقام پر جانا تھا لیکن غلط راستہ کا نام بتلا دیا تھا اور
[illegible] اگر غلط راستہ گیا اور جو کچھ اس میں تلف ہوگیا یا بیل یا گائے ہلاک ہو گیا یا عرف عام کے خلاف جو کچھ ہو گیا
[illegible] اور یہ جو کچھ وہاں کرتا ہو اور جو کچھ تلف ہو گیا اس کا ضامن ہے العرف
کالشرط ۹ شکل دوم جبکہ بغیر [illegible] جیسے اس صورت میں ۲ من غلہ لادا یا
اور ایسی چیز جو مثل غلہ کے ہو لادی اور مثلاً [illegible] کا نقصان ہوا کرایہ دار [illegible] ہوا
[illegible] شکل سوم میں بصورت نقصان [illegible] نقصان اور بصورت عدم نقصان [illegible]
[illegible] اس کی غیر جنس [illegible] جیسے [illegible] لادا یا [illegible] اگیا یا ۱۰۰ من کا کر دیا
[illegible] شکل [illegible] میں [illegible] اجیر [illegible] اور خرچ کا اجر [illegible] ذات اور
[illegible] ہو اور [illegible] مثلاً [illegible] اجرت [illegible]
[illegible] کی اجرت [illegible] اختیار نہیں کہ [illegible] خدمتگاری یا [illegible] کرائیں یا
[illegible] مگر یہ کہ [illegible] ہوگیا ہو یا ملازم [illegible] ہو جائے [illegible]
[illegible] ہوسکتا ہے [illegible] ہوسکے یا [illegible] اور خلاف عرف [illegible]
[illegible] مشروط ہو لیکن اگر [illegible] اجازت [illegible] کہ [illegible] اختیار ہے جس قسم کا
[illegible] حاصل کرے خلاف عرف اور [illegible] اور [illegible] مخصوص [illegible]
[illegible] میں [illegible] تسلیم میں ممکن ہو لہذا [illegible] وقت واجب الادا ہوتا ہے اور
[illegible] حادثہ [illegible] تسلیم ہو سکتا ہے [illegible] اجرت [illegible]
[illegible] ایک حق ہے اور عوض شرعی میں ادا کیا گیا اور [illegible]
[illegible] حق [illegible] کیا - اجیر جب کام کر چکے اس وقت اجرت فوراً دینا چاہیے اب کوئی
[illegible] کے لیے معین کرنا [illegible] اجیر پر موقوف ہے کیونکہ جب وہ مستحق ہو گیا تو وہ
[illegible] ہو کر [illegible] ہے کیونکہ
[illegible] معدوم ہوا کرتے ہیں اور معدوم کی بیع منع ہے لہذا بضرورت صحت عقد یہ فرض
کر لیا گیا کہ گویا ہر شے پر ایجاب و قبول جدید ہو جاتا ہے مثلاً جب

ایک مکان یا کیسال کے لیے کرایہ پر دیا اب بعد ختم مدت سکونت پیدا ہو قبول یا کل یہ بیمکی غرا دستاجر
نے مدت گذرنے کے بعد سکوت کیا اور مالک نے فسخ نہ کیا تو گویا عقد جدید ہو گیا یعنی عقد اجارہ ایجاب
و قبول کے بعد لازم ہے پس اگر مکان ایکسال کے لیے کرایہ پر لیکر دو مہینے میں چھوڑ دیا تو مالک تمام مدت کا
کرایہ لینے کا مستحق ہے اگرچہ خود قبض و دخل نکرے مسئلہ ایک شخص نے ایک گھوڑا دن بھر کے لیے کرایہ پر
لیا اور دوپہر سے چھوڑ دیا اب مالک اگر سواری چاہے یا دینے اور کسی قسم کا نفع حاصل کیا تو حسب شرط
وہی عمل جائز ہوگا مگر کسی اسیر کا کام کرنے سے سوار ہے یا [illegible] حفظ و بقا سے متعلق ہو جیسے حفاظت [illegible]
جیسے پانی پلانے کو دریا پر لیجانا یا کسی خوف اور ضرر کے مقام سے کسی مقام پر لیجانا تو ایسے امور اجارہ مانع
نہیں ہو سکتے مسئلہ عاقدین سے کوئی مر گیا یا عذر صحیح جس کا بیان آئیگا لاحق ہوا
تو اجارہ فسخ ہو جائیگا بخلاف بیع کے کہ وہاں دفعۃً مبیع مشتری کی ملک میں آجاتی ہے اب [illegible]
ممکن ہے اور منافع آئندہ کا مستاجر کے ملک میں نہیں آئے اور ورثہ کا کیا ذکر اور تجدید عقد ایک
ضروری امر تھا تو مقام پر منحصر رہیگا نہ ورثاء مستاجر سے متعلق ہو سکتا ہے نہ حالت عذر صحیح میں جیسے
مالک صرف بحالت ضرورت اجارہ خاص مستاجر سے متعلق ہوگا اور معاہدہ کا لازم اسکا معارض نہیں
کیونکہ وقوع اور اقتضاء وقوع میں فرق ہے مگر یہ جبکہ معاہدہ ہو گیا ہو کہ نفع لیا جائیگا یا لیا جائے تو
اجرت ضرور دیجائیگی سے اجیر کا کوئی حرج معتبر ہوا ہو جیسے زید ایک گاڑی عمرو سے باجرت لیتا ہے
اور بکر نے کہا کہ زید سے معاملہ نکرو ہم اسقدر اجرت دینگے یا عمرو نے بکر سے کہا کہ میں دوسری جگہ [illegible]
قطع کر کے تجھے اس شرط پر معاملہ کرتا ہوں کہ تم اسکو فسخ کرنیکے مجاز نہ ہو یا عمرو بطلب زید کہیں دور سے
آیا یا اسکی فرمایش سے کوئی شی خاص بنوائی اب [illegible] میں کل اجرت اور باقی شکلوں میں بقدر
حرج عمرو بکر سے پانیکا مستحق ہوگا اور یہ شرط اسکو ذمہ لازم اور متعلقات عقد سے ہے کیونکہ اول اطمینان [illegible]
سے متعلق ہے اور ثانی آسایش آمد و نفاست معقود علیہ کا سبب ہے جب کسی وجہ سے اجارہ فسخ ہو جائے
یا مدت گذر جاوے اور معقود علیہ متعلق ہو تو مہلت مناسب شرط ہے پس اگر زمین یا کشتی یا کوئی چیز
کرایہ لیا اور مدت اجارہ ختم ہو گئی یا دونوں سے ایک مر گیا اگر ابھی کھیت کچا ہے یا کشتی دریا میں ہے یا دوسرا
حرج ملتا تو ایک مناسب مہلت ضرور دیجائیگی اور اتنے دنوں کا کرایہ بحساب کرایہ سابق ادا کیا ہوگا اور
مالک کو اپنی چیز واپس لینے کا ہرگز حق نہیں [illegible] اگر کوئی بیمار پڑ گیا یا کوئی نوکر یا مزدور ضرورت کے [illegible]

غدر کریا قطع تعلق چاہے تو ایک معین وقت تک مجبور کیا جاتا ہے جیسا کہ وقت تفتیش حساب یا ارسال
وقت معین کا کام یا مزدوری میں یا کسی خوفناک مقام پر جہاں تعلق نہیں کر سکتا مگر جبکہ اوس کو ضرر پہنچے
ہو یا مجبوری وقت اختیار ہو اگر ضرورت ہو جب اوس زمانہ خدمات کا ذکر کیا تھا اوس کو ضرورت طلب کرے
یا مکین یا خلاف شرع احکام دیا یا کوئی مسئلہ جو مزدوری یا نوکری ایسی ہو جسمیں ہمیشہ کام کرنا شرط ہے
یا جو کام ایسا ہو جو صحبت کم یا غیر مقصود یا صرف تلاوت و مشق کیلیے ہو جیسے سپاہی یا بعض اہلکار وغیرہ
سے جو خاص وقت پر کام لینا منظور ہوتا ہے اور جو مقید کیا گیا ہے تو وہی مقصود نہیں ہوتا ہے لوگ نہیں ضرورت
کے سبب یا عذر نہیں کر سکتا اسلیے کہ اس کو واسطے اونکو دونوں سے اجرت دیگی ہے بشرطیکہ وہ کام اوسکا منصب یا
شرط کے خلاف نہ ہو اور یہ جو معلوم کرا دیا گیا ہو کہ اگر کسی ضرورت پر اس قسم کا کام کرنا پڑیگا مگر جبکہ مدت معین
یا غیر معین ہو کار ہو تو البتہ اس سبب انتظار کی نسبت وہ مختار ہوگا مثلاً ایک سپاہی نوکر رکھا اور لڑائی کا
ایسا خیال ہے جسکا وقوع نہ تھا یا جو ہو نہیں سکتا یا زمین پانچ برس کے لیے کرایہ لی اور ایسا باغ لگایا یا
جو دس بیس برس میں تیار ہو اور لڑائی اوسکی بیکار آمد ہو یا اور کوئی ایسا کام کیا جو ایک مدت میں
پورا ہوگا یا کشتی کسی مقام پر راہ میں ٹھیرا دی اور مالک اوتر گیا اور کہ گیا کہ ہم برس بعد مہینے میں
واپس آئینگے تو ایسی صورت میں انتظار لازم نہیں ہے اقسام اجارہ اسکی تین قسمیں ہیں
اول محض منافع اشیا جس طرح مکان یا زمین کرایہ پر دینا ایسی چیزیں استعمال میں جسقدر
خراب ہوں مستاجر سے کچھ تعلق نہیں بلکہ بقدر ضرورت مالک سے مرمت کرالینگے اوسکو حق ہے
دوم محض عمل جیسے مزدوری یا نوکری اسمیں یہ شرط کہ اسقدر وقت میں یہ کام ضرور
ہو اور اگر وقت یا کام کسی میں کمی ہوگی تو اجرت کم ہوگی مفسد ہے کیونکہ ایک اجرت کے مقابلہ میں
دو معقود علیہ نہیں ہو سکتے وقت سے کام ابتدا اگرچہ قید کام لینے اور تاکید کو لیے ہو اصل عقد
میں داخل ہو اور ایک امر ہی کی اجرت اور دوسری پر صرف عتاب کیا جاوے جائز ہے جیسے ہی بجے سے
[illegible] بجے تک ضرور حاضر ہو اور اسقدر کام کرو اب تنخواہ باعتبار حاضر ہے تو کام کی کمی بیشی محسوب نہوگی
اور کام پر نظر ہے تو حاضری سے بحث نہ ہوگی البتہ اگر حاضری کی اجرت علیحدہ اور عمل کا عوض
علیحدہ ہو تو جس امر میں کمی ہو اوسکی اجرت کم ہو سکتی ہے مزدور اجرت میں مال نہیں روک سکتا
(ہدایہ) یہ شرط کہ جب نوکری چھوڑنا تو [illegible] ایام پہلے اطلاع دینا ورنہ ایک مقدار جرمانہ لیا جائیگا ناجائز ہے

مستند عقد ہو مگر نفس الامر میں تمام عقد ہوا کیونکہ وفتاً کہ کشتی میں جو اہو یا اوس وقت بھی اطمینان
اور کمال بے اطمینانی کا احتمال ہوتا ہو کہ صاحب کشتی دریا میں اور صاحب رضا مندی نہ کرتی تو رعیت
بھی روکے جاتے ہیں اسیطرح آقا مرد ہوشیار معتبر جلد نوکر کو روک سکتا تھا لیکن جب ایسے آدمی کو
اوسکا کسی مدت پر موقوف نہ تھا اور مدت غیر معلوم تک پابندی مشکل ایک مدت خاص کر لیتے ہیں تا باہمی
اوسکے قائم مقام ہو اور بصورت عجلت نوکر کو تنخواہ ایام موعود کا اسیطرح دینا پڑیگا جسطرح صاحب
ارض مزارعت کا نقصان دیتا اور بیع میں مشتری سے شرط کفیل یا رہن یا عقد رہن میں راہن سے
وکیل بالبیع کا لزوم مستند بھی ہو جیسے بیع میں یہ شرط کہ اگر فلان وقت تک قیمت نہ دیگا تو بیع ہو جائیگی
جائز ہو اسیطرح یہ لزوم بھی مخالف ممنوع نہیں ہو سکتا جرمانہ تین قسم پر ہے ایک مقابلہ
جو کسی صریح شرط کی مخالفت سے عائد ہوتا ہے شرط یعنی اگر آئندہ نوکر ہو جتنی دیر ہو گا اوتنے عمل کی اوسکا
نسبت جرمانہ دوسرا اختیار ہو اسیطرح اور قسم کی سزائیں مثلاً بجرم یعنی بوجہ فلان مخالفت کر خواہ مخواہ
جرمانہ لیا جائیگا پس قسم اول کی دو صورتیں ہیں ایک وہ مخالفت جس سے کچھ نقصان مال یا عمل ہو جیسے
کوئی شئے ضائع کردی یا غیر حاضری یا کسی خود رائی سے کام پورا ہو گا یا ایسے کام پر نوکر رہا جسے جتنے دن
انجام دیکے میں تنہا نہیں ہو سکتا جیسے چاپا ساعت کرنا یا دوسرے نکا کام اوسپر موقوف ہے جیسے
کسی کاریگر کا مہتمم وغیرہ اس صورت میں جرمانہ جائز ہے اور ثبوت اوسکا جواز نقصان سے کتب فقہ
میں موجود ہے دوسری مخالفت جسمیں سوای ناخوشی و نافرمانی و شرارت کے کوئی نقصان نہیں ہوا تو
اوسکا حکم مثل قسم دوم کے ہے اور قسم دوم بوجہ شرط رضا سے مجرم و انتظام و ضرورت جائز ہے
اور سوم محض ظلم و ممنوع ہے نوکر کو اوقات نوکری میں کوئی کام اپنا کرنا جائز نہیں مگر ادای فرائض
و سنن و حاجات ضروری جیسے کھانا پینا وغیرہ مگر نوافل باتفاق منع ہیں اور جماعت مسجد دور ہو تو
بمقدار مناسب اجرت کم ہوگی (عالمگیری) میرے نزدیک اگر دونو مسلمان ہیں تو نماز جمعہ و نوافل وغیرہ
کا پہلے ہی لحاظ کر کے معاملہ کریں کیونکہ مباح امر دور طمع مال سے جمعہ ترک کرو ہو اور آقا کو بھی بہت برا
فرائض و عبادات تخفیف اجرت شان اسلام سے بعید ہے اور یہ قیود سب ہیں کہ مالک اور کام سے
منع کردے یا بوقت اطلاع ناخوش ہو یا اوسکے کام میں نقصان کا خیال ہو ورنہ بحسب عرف
و تعامل بلا مضائقہ نہیں ہے اور ایسی نوکریاں جنمیں دوسرے کام مخل نہیں ہو آزادی زیادہ

رہتا ہے ایسی صورت میں فسخ نہیں جیسے ایک شخص سوار ہوتا ہو اور کچھ پڑھتا یا سیکھتا ہو معدوم
ختم و شکل جیسے کپڑا رنگنا جسمین رنگ کیا اور رنگائی کی اجرت ہے اسمین اگر مال اجرت کیا
ہے اور اجرت نقد دی تو ایا ... استصناع سمجھے اور دوست کی تعیین بعوض بعض علاج
ضروری ہے تو کیا بعوض اجرت مال روک سکتا ہے جو مال کا مصرف ہوتا ہے وہ معقود علیہ نہیں تاکہ
واگذاشت لازم آئے بلکہ آلہ وصول تسلیم معقود علیہ ہے (ہدایہ) عذر طاری فسخ اجارہ
یا عیوب جیسے گاڑی کرایہ پر لی اور گھوڑا مر گیا گاڑی ٹوٹ گئی حاکم نے مخالفت کی ... بیمار
ہو گیا یا وہ مریض جسکے لئے طبیب بلایا گیا تھا مر گیا[2] فوت غرض جیسے مریض اچھا ہو گیا مقصد سفر فسخ
کر دیا یا جس صنعت اور جس قسم کا نفع معقود علیہ سے منظور تھا وہ اسمیں نہیں ہے موت احد
المتعاقدین اب اجارہ باقی نہ رہا البتہ ورثا میت اور فریق ثانی راضی ہوں تو یہ معاہدہ جدید
ہو سکتا ہے جیسا کہ معمول ہے کہ بعد موت کے تمام معاملات اور سلازمین اور معاہدے قایم
اور باقی رہتے ہیں اسکا جواز بحکم تعارف ہے اور سکوت قایم مقام رضامندی جدید لیکن جبتک کوئی
امر منافی رضا دونوں طرف سے معدوم ہو اختیار باقی ہے مثلاً کوئی مکان ایکسال کیلیے کرایہ پر لیا
یا دیا یا کسی کو سال بھر کام کی شرط پر نوکر رکھا یا نوکری کی اب ایک شخص مر گیا تو دوسرے کو مکان
یا نوکری چھوڑنے یا چھوڑا دینے کا اختیار ہو گیا مگر جبکہ کوئی نقصان معتبر ہو تو اسکی رعایت
کیجائیگی مثلاً کشتی یا زمین یا مکان یا ظروف متعلق ہیں تو رفع تعلق تک اجارہ باقی رہیگا یا ملازم وغیرہ
سے اگر اقرار تھا کہ عین ضرورت کے وقت یا بدون مہلت چند یوم نوکری نچھوڑ سکینگے تو اس ضرورت
یا مہلت کی رعایت لازم ہو اسلئے کہ یہ شروط اصل اجارہ سے متعلق نہیں بلکہ بغرض حفظ حقوق و اموال
و اغراض عاقدین کیجاتی ہیں اور یہ حقوق میراث اور مملوک ورثا ہوتی ہیں اجارات مشروطہ
یعنی بشرط ثمرہ اثر اجرت دیجائیگی جیسے طبیب وکیل عامل جنسے بشرط کامیابی ایک مقدار اجرت کا
تصفیہ کیا جاوے اگر انمیں کسی قسم کا تعیین یا بابت وغیرہ شروط ہو کیونکہ اثر کا ہونا نہ ہونا کسی کے اختیار میں نہ (جنمیں میعاد تصریح کر دیتے ہیں ۱۲)
کسی وقت خاص سے متعلق اور نہ یہ معلوم ہو سکتا ہے کہ اب اثر مرتب ہو گا پس بدون تعیین کے
مہلت قایم ہے اسلئے کہ آمر کبتک انتظار کرے اور اگر بوجہ کسی چھپی ہوئی خرابی کے جسکا ثبوت مشکل ہو
معزول کرنا چاہے تو اجرت کس اعتبار سے دیجاوے اور اگر آمر کو مطلقاً اختیار دیا جاوے تو وہ ہر وقت اسکی

بعض بنا یا اجرت تعلقی ہوتا ہے جیسا کہ بعض مستقیم و علیہ کے بیشتر جن کو استاجر شخص نے خود قادر ہے
بیوپار ہے کہ جیسے بعض محنت یا کام منت ہیں کہ عوض مانع خود ہی بیشی یا اشتراک کان خصب کیا ہے
فرق جو کیا اسکو کہ بیمار ہے تھ. رحمت اجرت کم ہے کہ دنیا گیری آتے اوپر ہیں جیسے عالمگیری غرض
بیچتا ہے زمین کہ خود ہوں یا وکیل الله کر یا تحریر تعیین مستقیم و علیہ کبھی باعتبار عمل ہوتا ہے
جیسے کہ کام استعمال کرو اور کبھی باعتبار وقت کہ جیسے صبح سے شام تک سو جو ہو اور کام کرو استقرار
جیسے کہ کام وقت سے سلطنت سے کام کرنا اور کام ہو تو معاوضہ لازم ہے مگر فالی وقت کو خطرات
ہیں جو ہیں انفرادات اجارات فاسدہ و اجارہ شروط فاسدہ سے فاسد جیسا ہو
ور شروط فاسدہ کا ذکر بیع میں ہو گیا لیکن مستقر و علیہ ایسی چیزیں جو بیع کی طرح واپس ہو سکے
پس جیسا کہ جو مجہول اجرت اجارہ فاسد ہوا تو اجرت مثل دلائی جائیگی اور اگر دوسری وجہ سے فساد آیا
تو اجرت قرار دادہ اور اجرت مثل سے جو کم ہو وہی دلائی جائیگی اصل مسئلہ کہ اگر کل تک سیری وغیرہ
عدہ مرایا ہو فاسد ہوا ان میں کہ ماباقی کرایہ دار ہر حالمیں ہے اور زیادہ تر بطور انعام و شرط اسکی
جیسیں ہو یا ہے کہ کل جو سیری و گو تو تنہ کر صاحبین ایسی شرطیں استحسانا جائز کہتے ہیں اور رفاہ کہ
میں اسکو ترجیح دی ہے د ضرورت کو اجارہ کو فقہا نے باتفاق منع فرمایا ہے اور وجہ اسکی عدم حاجت
کے عدم حاجت قرار دی ہے میں کہتا ہوں کہ عدم تعامل حجت نہیں خصوصاً اسلئے امر ان میں جو
عرفی قولی و فعلی دونوں سے ثابت ہوں باقی رہے حاجت وہ ہمارے زمانہ میں اشد ہے کہ اکثر
در از مین اور جب درخت باجارہ دلیا اور جو پہل کچھ خرید تو کتنے وہ اسپے پیشتر میں پکنے کو منیدر نہ دار تو تلف ہو
جو شجر سے مستفاد ہو منافع شجرہ اسلئے کہ نموا کی قوت جو ہو زمین سے حاصل ہوتی ہے بالکل زمین جیسے
زراعت ہونا اسلئے بیع زراعت جائز ہو تو درست ہے کہ درخت تابع ارض ہے اور تابع کا اجارہ غیر ثابت
لا خانہ کا اجارہ سے پر ہو اور دیوار ہو جو باتفاق جائز ہے اور جبکہ شجر اعیان سے ہو تو وہ تابع قرار
نہ دیا گیا ضرورت ہے اور امام محمد سے شرط ترک اثمار مروی ہے (ہدایہ) ثانی اجارہ میں جہل مطلقاً
مفسد ہو لیس جبکہ زید نے عمر کو ایک مکان چار سو روپیہ سالانہ کرایہ پر دیا یہ شرط کہ جس قدر مرمت ہو
یا جو اوسکی تعمیر میں خرچ ہو وہ بھی تم ادا کرو تو پس اگر مقام اور تعداد اور آلات معین اور معلوم ہو
تو خیر ورنہ اجارہ فاسد ہو کیونکہ مرمت و تعمیر کے احوال مختلف ہیں اور اسمیں تعیین جو بنانا اجارہ کی

المکان پر ایسا کرے کہ یہ تعمیر درست ہے اصل اجرت نہ ملیگی اگر دوکان یا مکان کا کرایہ یا دوکان اجرت پر دیا جائے حق مالک یا عام
حق خاص معین کا یا کسی اجارہ جائز ہے اور کرایہ حق شریک کا ہوگا اور جو مالک مستاجر اور شریک
و عام متصور ہو یا مالک کرایہ نہیں لے سکتا اور مستاجر کام کر سکتا ہے اور بغیر رضامندی مستاجر کے زمین
دوسرے کو ایسی قیمت پر اجرت تعمیر ذمہ مالک ہوگی بوقت اور کام کا صحیح کرنا موجب فساد ہے
دو چیز حاضر ہیں رہا اور اسقدر کام ہو کر وا دیا اور دونوں قسمیں کم ہو کر اجرت کم کر دیجائیگی صالح
اما لوگوں کا اجارہ اسکی دو قسمیں ہیں ۱ مباح مال کو اجارہ پر دینا یہ باطل ہے کہ مباح مال
حاصل اور جمع کرنے پر کسیکو باجرت معین کرنا یہ جائز ہے تفصیل شکل اول شارع عام ۔ دریا جنگل
بیابان شکار وغیرہ کو اجارہ پر دینا جائز نہیں مگر جبکہ ایسی چیزیں اپنی محنت اور صرف سے تیار کرے
جیسے نہر کھود کے پل بنایا چراگاہ بنائی یا سڑک دریا یا شاہراہ کا بند کر دینا بضرورت عام و مقتضائے انتظام
جائز ہے جیسے نہر کا پل بنانے سے کشتیوں کی راہ بند ہو جاتی ہے پل کیوجہ سے دوسرے گھاٹ رکھ
دیئے جاتے ہیں اگر چہ یہ شارع عام مملوک تو نہ ممنوع لیکن اگر پل کشتی کا بنایا جائے تو بڑا ضرر ہے
نہیں لیکن نفع قطع عظیم در راحت عام کے ہیں اثبات ظلم نہیں استیلاء سے پار کرے بہتر جنگل کی لکڑی ہے دریا
کا پانی سونے چاندی کی معدنیات مثل سیر جو شکار اور جسقدر چیزیں جیسے وغیرہ ان مقامات میں پائی
جاتی ہیں وہ سب مباح الاصل ہیں برابر حق اور جو پہلے قبضہ کرلے وہ مالک ہے مگر جبکہ حاکم وقت محافظت اور انتظام
کرے اور خلق اللہ کو ضرر و نقصانات سے بچانے باہم جنگ و جدال ظلم و تعدی سے روکے اور ایسا
تحصیل پر قیمت کے قریب قریب ہو جائے اور ایسا تحکم و قبضہ جو حد مالک تک نہ پہنچے اور رادون
ہوتا ہو کہ عام اباحت سے خارج نکر دے جائز ہے تفصیل شکل دوم نوکر یا مزدور کو اپنے کام کے واسطے
جو کچھ حاصل ہو اسکی چار قسمیں ہیں ۱ معاوضہ جیسے خرید فروخت وغیرہ مگر لازم ہے کہ یہ معاوضہ
اسکی خدمت کی جنس سے ہو جیسے ایک شخص نوکر کپڑا بیچنے اور خریدنے کا ہے تو وہ سوا اسکے
مصارف خانگی کے بطور تجارت اپنے لیے کپڑا خرید فروخت نکرے ۲ سبب خاص یعنے اسکو جو کچھ
ملے وہ جسکو معینہ خدمت سے تعلق نہ ہو جیسے میراث ہبہ وغیرہ ۳ سبب مشترک نہ شدید یعنے جسکو اگر
اپنی طرف بھی منسوب کر سکے جیسے خاص تجارت کیوجہ سے کسی شخص سے ملاقات ہوگئی اور کچھ
نفع ہوا اسمیں اولاً لحاظ استبارت اور ثانیاً مراعات ذات اجیر دونوں میں تو اسمیں غلبہ ظن پر

عمل کرو اور ضروریات مثل طعام و عوت وغیرہ مین صرف کرو تو حق ہے حسب ضرورت جو کم اسمین تھوڑا
حاصل کرو وہ مالک اوسکا ہو جسکا تھا اور حکم دیا کرے ہے سے تکال یا جنگل سے لکڑی جمع کرنا اور شکار
پکڑنا اگرچہ یہ چیزین اولاً ملازم کے قبضے مین آئینگی لیکن وہ قبضہ حقیقت مین آمر کا ہو اور دلیل
اسکی ارشاد نبوی علیہ السلام ہے لیکن ہماری عرف کے اعتبار سے مسلہ اس کلیے مین داخل نہین اسلیے
کہ جب معلم ملازم ہو اور شاگرد اسکے بھی اوسکی پاس پڑہتے ہون دیکھا اور تحفہ دیتے تو ہر چند وہ آمدنی
اوسکی ہو جو اوسکے ہاتھ آئے اور ایک کا حق ہو کہ اوسکی دیکھا ہو اور بیشک اور جب تعلیم
دوسری شاگردون کی ہو اوسکا ہوتا ہو مگر جو عرف کے ایسا ہی سمجھا جاتا ہو کہ گویا اوسکی اجازت
ہو گئی ہو اور جبکہ نوکر رکھنے والا ممانعت کر دیتا ہو تو اونکو ایسے حقوق نہین رہتے اور دوسرے
ملازمین کا بھی ایسا ہی قیاس ہو **متفرقات** اجارے مین خیار رویت و خیار عیب و خیار
شرط حاصل ہو (عالمگیری) اور تفصیل اسکی مثل تفصیل بیع کے ہو مگر ایسے اجارے جنکا دیکھنا
اولاً ممکن نہین صرف بیان یا نمونہ کافی ہو جیسے کپڑا رنگوانا دھلوانا سلوانا کیل سے کام لینا
طبیب سے علاج کروانا اجارے مین نفع موجود مقصود ہوتا ہو اور مبیع مین ملک بس ضرور
نہین جو شے بکتی ہو اوسکا اجارہ بھی صحیح ہو (عالمگیری) جیسے بچہ شیر دار اسپ کا بکسکتا ہو کیونکہ
مال ہو اور نفع مآل یا نفع تجارت موجود ہو مگر اجارہ جائز نہین کیونکہ انتفاع موجود نہین جیسے
سواری وغیرہ ہاں اگر کوئی نفع خاص لیسکے تو مضائقہ نہین اجارے پہ اجارہ جائز ہو مثلاً
زید نے عمر سے ایک مکان کرائے پہ لیکر بکر کو کرائے پہ دیا لیکن اوسی مال کو جاری پہ دینا جائز نہین اگرچہ تیسرا
شخص بھی اوسکا ہو جیسے زید نے عمر و کا ایک مکان کرایہ لیکر بکر کو دیا اب بکر وہ مکان زید کو نہین
دیسکتا مساوضہ ہم جنس منع ہو جیسے زید کو ایک مکان عمر نے کرایہ پہ دیا اور عمر و نے اوسکی عوض مین
اپنا مکان زید کو دیا ایسی شے کو کرائے پہ دینا جس سے گناہ یا فساد کا احتمال ہو بحسب تفصیل بیع کروہ
منع لعرہ ہو جیسے طوائف کو گانا بجانا یا شراب فروش کو مکان یا دکان کرائے پہ دینا غیر مقدور
التسلیم الی البعض معقود علیہ کو اجرت قرار دینے سے اجارہ فاسد ہوتا ہو جیسے دس من گیہون فلان مقام کو
لیجا کو اسمین سے ایک من اجرت تمہاری ہو اور لوگون نے اوسی کہ حقیقت مین مزدور نے نو من گیہون
لیگیا اور دس من کی اجرت پائی اور مستاجر ادائی اجرت سے متعذر ہو کیونکہ اجرت وہ گیہون ہے جو

اجیر لیا گیا اور [illegible] رستا جیسے کہ ۱۰۲ یا [illegible] میں بتاویں اور اگر یہ کہا کہ دس دن میں [illegible] تو ایک سو من گیہوں اجرت [illegible] جائز ہے [illegible] کہ اب دس دن تک [illegible] اجرت [illegible] کی لازم ہے اور [illegible] اجارہ سے مالک کا [illegible] اسقدر سوت [illegible] جائز ہے اور اگر [illegible] یا سواری بلا کرایہ [illegible] یا کہ یہ کام لیا [illegible] اجرت [illegible] لازم [illegible] اجرت تعلیم علوم دین یا [illegible] جائز ہے اور [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احق ما اخذتم علیہ اجرا کتاب اللہ [illegible] روایت کیا بخاری نے اور [illegible] صرف [illegible] ذکر [illegible] اللہ تعالیٰ کا [illegible] نہیں آتی [illegible] کہ اجرت بمقابلہ [illegible] جائز ہے [illegible] اقرار [illegible] رضی اللہ عنہم [illegible] بیعت ثابت ہے [illegible] عقد کی غرض [illegible] نہیں ہے [illegible] لازم ہے پس نوکر سے فوج کی اور [illegible] اقرار کہ سربازی اور [illegible] جانثاری کرینگے جائز و صحیح ہے بشرطیکہ جائز معرکوں میں لڑیں اور ظلم و کفر کی اعانت نہ ہو اور تا بامکان کوشش شجاعت اور [illegible] لازم ہوگی [illegible] آقا کی تعظیم اور [illegible] مراعات اور لحاظ حق نمک امر شرعی نہیں مگر متعارف ہے اور مروت کے اعتبار سے مستحسن ہے ملازم پر جبر نہیں ہو سکتا کہ وہ خواہ مخواہ کسی ایسے شخص کی اطاعت کرے جسکی اطاعت اوسکی شرط میں داخل نہ تھی کیونکہ مزاج مختلف ہوتے ہیں اور آدمی ہر مزاج کا تحمل نہیں ہو سکتا مگر جن سرکاروں میں قواعد اور محکمے معین ہیں وہاں بحسب قواعد اون افسروں کی اطاعت جنکا وہ ماتحت ہے [illegible] لازم ہے مگر گناہ میں نہ اطاعت ہے نہ اجرت جیسے گانا بجانا نوحہ گری ناجائز پیغام رسانی ظالم حکام کے احکام کی تعمیل نامشروع قوانین کا اجرا [illegible] اوسکی وکالت حرام چیزوں کو بیچنا بنانا یا [illegible] کسی قسم کے اعانت کی نوکری یا مزدوری یہ سب ممنوع ہیں اور بعض ایسے [illegible] امر ہیں جنمیں نہ اجارہ منعقد ہوتا ہے نہ اجرت لازم ہوتی ہے اور اگر اجرت [illegible] بھی گئی تو اوسمیں ملک نہیں آتی جیسے اجرت شراب کشی و قتل النفس مظلوم وغیرہ اور بعض میں بعد قبضہ کے ملک خبیثہ آجاتی ہے اور مرتکب عاصی ہوتا ہے جیسے فساق اور ظالموں کی ممنوع امور میں نوکری [illegible]

بنا پر کفار کی نوکری یا مزدوری اگرچہ صحیح ہے اور آثار صحابہ سے ثابت ہے لیکن جس سے اونکی شوکت اور
عزت زیادہ ہو یا اسلام کو ضرر پہنچے یا غلبۂ اسلام زائل ہو یا اونکو دینی عقائد اور اعمال کی اعانت ہو یا
شعائر اسلام کی مخالفت لازم آئے یا ضروریات دین مثل جمعہ و جماعت وغیرہ کو ادا کر نہیں یا مانع ہو یا ایسی
ہے اور موجب معاصی ہو اور اگر تمام باتوں سے خالی صرف مزدوری ہے تو جائز ہے اور یہ حکم ایسی شرع نوکریوں
یا مزدوریوں کا حالات یا اوقات کے اعتبار سے بدلجایا کرتا ہے اور اسی بنا پر فجار و فساق کی نوکری اور
اجرتین زیادہ اہتمام اور احتیاط لازم ہے کیونکہ غالبا کام اونکے ممنوعات سے خالی نہیں ہوتے اور اونکی صحبت
سے ایمان ضعیف ہوتا ہے میرے نزدیک کفار و فساق کی نوکری سے اونکی مزدوری اولی ہے اسلیے کہ آقا
کو نوکر پر شفقت و اعتماد اور نوکر کو آقا سے محبت اور اعتقاد ہوتا ہے اور بحکم الناس علی دین ملوکہم اثر
زیادہ پڑتا ہے مزدور کو اسقدر تعلقات نہیں ہوتے پس جسقدر ایسی خراب تعلق قوی ہونگے ایمان ضعیف
ہوگا فافہم و اعمل ۱۴ جب کوئی اجیر کسی شرط کی مخالفت سے معزول کیا جائے پس اگر وہ مخالفت خفیف
نہ ہو اور اجرت اجزاے عمل یا وقت پر منقسم نہ ہو بلکہ مجموع کی اجرت ہو تو بالکل اجرت ضائع ہوئی اور
اگر بعض سہوا خفیف یا اجرت منقسم ہے تو بحسب تفصیل تقسیم دینا چاہیے ۱۵ جو اجارات محض
اطمینان اور اعتماد اور پسند خاص پر مبنی ہین جیسے وکیل ۔ طبیب ۔ معلم ۔ عامل ۔ وغیرہ اونکی فسخ کرنے کے
لیے عذر صحیح کی ضرورت نہیں اسلیے کہ یہ امور قلبی ہین اور دلیل اوپر قائم نہیں ہوسکتی لیکن جبکہ میعاد
کے اندر اجارہ فسخ کیا اجرت بقدر عمل یا وقت یا اثر عائد ہوگی مثلا زید نے طبیب سے جسکو علاج سپرد تھا
مریض دو روز علاج ترک کیا یا کسی عامل سے چالیس دن کا اقرار تھا بیسوین دن قطع کیا یا کسی وکیل کو جو چار روپیہ کار کے وین
پیروی اجرت کا مستحق تھا دو سوال کار روائی کے بعد معزول کیا نصف اجرت دینا پڑیگی ۱۶ بعض معمول اجارات ناجائز جیسے کہ
ہین معمول ہے کہ کمینہ پیشہ مثل حجام ۔ دھوبی ۔ چمار ۔ پاسی وغیرہ زمیندار و نکی ہر قسم کے کام کرنے پر لزوما
مجبور کیے جاتے ہین اور صرف بعض تقریبات مین اونکو کچھ بطور انعام ملا کرتا ہے کوئی اجرت اور عمل
مخصوص اور معلوم نہیں یہ سب شروط واہیہ اور لزوم فاسدہ ہین اگر کچھ معاوضہ قلیل و کثیر معین
رہے اور کسی قسم معلوم کے کام کے وہ ذمہ دار ہون اور تقریبات اور شغل مین جو انعاما ملا کرے تو معین
زمین اسکے حق مین اصل اجرت ہے اور باقی انعام مثلا زید نے ایک مکان عمرو کو کرایہ دیا اور عمرو
سے پہلی کرایہ ... باقی پیچھا یا کسی اور کو بکر کرایہ دیا بعض کے نزدیک صرف اجارہ اول لازم ہے ۱۹ اجارہ

مشغول رہنے پر وہ مذکور ٹھیک صحیح ہے مسئلہ ۱۹ شریک اجرت کا مستحق نہیں ہو سکتا جیسے زید و بکر ایک مشترک
چیز مشترک مثلاً کسی چیز پر ہیں بکر نے بکر کو دست بردار ہونا منظور نہیں کیا اور اگر اجرت قرار پائی اب بکر کو
اجرت نہ ملیگا اسلیے کہ جس چیز میں مشترک ہو اسکا مالک ہے اپنے چیز کی اجرت کیونکر لے سکتا ہے (ہدایہ) مسئلہ ۲۰
جس کام کا کرنا واجب ہو اسکا اجارہ صحیح اور اجرت ساقط ہے اسلیے اگر کسی کو دودھ پلانیکا اجارہ
کرے تو اجرت کی مستحق نہوگی اگرچہ ادا اس پر دودھ پلانا واجب نہیں مگر جبکہ پلایا تو گویا امر واجب ادا کیا
جو مخلوق ہے اور نا جائز ہے اور اگر تعین سے واجب ہو جاتا ہے مسئلہ ۲۱ زید نے بکر کو کسی کام کا ٹھیکہ دیا کہ جسقدر کام
ہوا اسقدر اجرت دیجائیگی مگر اس غرض سے کہ نہیں معلوم کسوقت ضرورت ہو تو فلان وقت تک
حاضری ہو ضرور ہے اب بکر کو کام ہو یا نہو حاضری لازم ہے اسلیے کہ گویا بکر نے یہ شرط کی ہے کہ فلان وقت
سے فلان وقت تک بیچ نہو پائیگا مسئلہ ۲۲ زید نے ٹھیکہ لیا کہ اس تمام مکان میں جسقدر چھپر یا خس کی
ٹٹیان مثلاً سب ہونگی یا جسکی سینکی چھپر کنے کو یا فلان باغ سینچنے کو یا فلان جماعت کی ضروریات کو جسقدر
پانی مثلاً درکار ہوگا یا ان مسافروں کے لیے جسقدر طعام یا فلان کتاب چھپنے میں جسقدر سیاہی یا فلان
مکان کی آرایش میں جسقدر فرش درکار ہون یا اس جلسہ کی روشنی میں جسقدر تیل صرف ہووے
سب اپنے پاس سے صرف کرونگا پس اگر مقدار اور وصف اون چیزونکا جو خرچ ہونگی بیان یا عرف
سے معلوم ہو جیسے اس قسم کا کھانا یا فلان قسم کا فلان فلان مقامات کا فرش اور معاوضہ بقدر اموال ہے
جیسے فی مشک عہ یا فی چاندنی عسہ یا فی سیر طعام ۴ر تو یہ معاوضہ بیع ہے اور انعقاد اسکا روزانہ ہوا کریگا
اور نمونہ معین ہے تو خیار رویت ہو نہ سکیگا اور اگر قسم و مقدار معلوم ہے مگر ایک معین معاوضہ ہے
جیسے ہزار روپیہ ماہوار تو یہ اجارہ ہے اور معقود علیہ فقط اثر ہے نہ وہ اشیا یعنی اوس مکان کا خس کی ٹٹیون
ہو جانا یا چھپر کا تر ہونا یا باغ یا کھیت کا سیراب ہونا یا کتاب کا چھپ جانا یا آدمیون کا آسودہ ہونا
یا روشنی کا ہونا اور اوسکی نظائر کتب فقہ میں بہت ہیں جیسے کپڑا زرد زعفران سے رنگدو یا کپڑا سرخ
ریشم سے سیدو یا یہ کتاب تصحیح سے لکھدو یہان ہوبال ہے اور اوسکی حد معلوم نہیں مگر اصل
معقود علیہ وہی اثر ہے یعنی رنگنا سینا وغیرہ اور یہ اموال موقوف علیہ یا آلات یا توابع معقود علیہ
ہیں اور پانی بیز اور حمام میں جانے کا عوض بالاتفاق جائز ہے باوجودیکہ کوئی شخص پانی کم خرچ کرتا ہے اور کوئی
زیادہ اور حمام میں بعض آدمی پانی کم گراتے ہین اور جلد فارغ ہو جاتے ہین اور بعض آدمی دیر تک

بھی اور ... تصرف کرتا ہے اسلیے کہ ... اور مشکل ... اور ... آدمی اوسکی
پرورش ... (حاشیۂ ترمذی شریف ص ۲۸) اور اسی بنا پر ... کا
... درست ہے اسلیے کہ ... پرورش بلا ندرت ہے اور بیچ ... اوسکا تابع ... علیہ
ہو جبکہ ... معقود علیہ کی موقوف علیہ ... تابع ہو تو اوسکا بھی داخل ہو جانا مستبعد نہیں

البتہ مجرد ... پر اجارہ ... جیسے ... کا اجارہ جسمیں گھاس ... معقود علیہ ہو اور یہ
تقریر کہ اسمیں ... پرورش مقصود ہے ... کیونکہ یہان پر پرورش صرف گھاس ... ہو
سوا ... کوئی تعلق نہین البتہ اگر مالک زمین یہ کہے کہ ... اور یہ ... روپیہ ... نہین ...
چرا یا کرو ... معقود علیہ چرانا ہو ... جائز ہے (مفہوم از عالمگیری) ... اجارہ ...
اور ... بطور ... تصرف کرے ... ایسے اجارہ ... جو مال لگایا جاوے وہ ... تمام
یا فسخ اجارہ ... جسقدر باقی رہے اجیر کی ملک ہے اسلیے کہ مستاجر کو صرف انتفاع اوس سے تعلق تھا ...
... کی ... یا کھانا یا سامان روشنی وغیرہ بچا ہوا یا وہ ... کسی ... میں لگا ...
... مسئلہ زید نے ... کو ایک کتاب چھاپنے کا ٹھیکہ دیا ... اور ... چھاپ کر
... اس ... کہ درست مطلوب ہوگی ... جسقدر روشنائی
... کا خرچ کیا اور ... بعض ... درست کرائی اور کچھ ... جو ... ہو
... تمام ہوا ... اور کاغذ بچا ہوا اور وہ ... جو ... نے
... درست کی تھی ... کو کچھ حق نہین اسلیے کہ ... نے اپنی
... اور زید نے ... آلات کا ... سے نہین لیا ... زید اس ... درست کا
ضامن نہیں اور اگر ... لیا ہوتا اور ... اس درست کو بھی بحسب قرارداد ...
اور ... زید ... تو بھی زید ضامن نہوتا لیکن ان صورتوں ... نقصان ... ہو
ضامن نہیں اسلیے کہ ... استعمال ... شروط ... ہوں اونکا ضمان نہین ... ۳
کرانیکا اجارہ ... یا نہر ... کوئی حصہ ... لیا تو پانی ... داخل ہے (عالمگیری)
مسئلہ ... انتظام ... صحیح ہے ... مالک کسی ... کو ...
کے ذریعہ سے ... اجرت ... اجازت دیدی اور مستاجر ... سے

یا شرکات کرایا لی اور جائز نہین ... ایک ...
کہ صاحب دیوار اگر دروازہ کھولدے تو زید ... روشنی ...
ہو سکیگا روشنی اور ہوا ملک نہین مگر زید کو ایک مرغوب فائدہ ...
حاصل تہا او وہ الیا گیا ۝۴ چراگاہ اور شکارگاہ اور تالاب وغیرہ کا اجارہ جسمین شکر کرا ... یا
شکار یا مچہلیان یا اور کوئی شے حاصل کرے جائز ہو مگر معقود علیہ زمین ہو اور دوسری چیزین
عقد مین داخل نہو مگر ۝۵ زید نے عمر سے کچہ اشعار کہلائی یا نثر لکہوائی یہ اجارہ صحیح و لازم ہو
اور نظیر اسکے اجارہ مصنوعات ہو جیسے کہانا پکانا رنگنا و سینا یا وکیل کو تقرر یا طبیب کا ...
کیونکہ ان سب مین وصف کافی معلوم ہو سکتا ہو اور نہ آخر کار یہ چیزین قابل رد رہتی ہین ۝۶
اجارہ بطور تعاطی بہی منعقد ہو جاتا ہو جیسے کشتی پر بیٹہ گئی (عالمگیری) یا ریل پر بے ٹکٹ بیٹہ گئے
اور دوسرے مقام پر اجرت دیدی ۝۷ احکام وجوب تنخواہ و استحقاق تعطیلات ملازمین لئے ایام تبدیل
و رخصت جبکہ مشروط و معین ہون انکی تنخواہ تابع اور فرع ایام خدمت کی ہے یعنی اگر ایام خدمت
کامل ہین تو پوری تعطیلین ملینگی ورنہ کم مثلاً زید فی ماہ چار دن تعطیل کرتا ہو پس کل ایام خدمت
غالباً ۲۶ یوم ہوئے اب اگر زید نے صرف ۱۳ دن نوکری کی ہو تو دو ہی یوم تعطیل ملنا چاہیے اسلیے کہ
اگر تنخواہ تعطیلات تبرعاً و الفاً سمجہی جاوے تو واجب الادا نہوگی کیونکہ احسان و انعام واجب نہین ہوا
اور اگر مستقل ہو تو بلا خدمت لازم نہوگی اسلیے کہ عوض بدون معوض کے ثابت نہین ہوتا اور ان
دونون صورتون مین لازم آئیگا کہ اگر کوئی شخص تمام ماہ غیر حاضر رہے تو بہی تعطیلات کی تنخواہ پا سکتا
ہو حالانکہ یہ سب باتفاق باطل ہو ہر چند ان معاملات مین عرف معتبر ہو لیکن اسکا عرف مختلف ہو اسلیے غیر معتبر ہو جیسا کہ
بحث عرف مین گزرا ہو ۝۸ اگر مختلف نہو تو بہی معتبر نہین ہو سکتا کیونکہ جو عرف مخالف النصوص و اصول شرع کے خلاف ہو
وہ مردود ہو ۝۹ ہمارے زمانہ کا عرف قیاس پر راجح نہین ہو سکتا پس اس مقام پر اسیقدر عرف
جو انصاف سے متجاوز نہو ملحوظ ہو سکتا ہے ۝۱۰ سبب استحقاق تعطیل کا مجموعۂ ایام
خدمت ہے اور وجوب ادا جز و متصل سے ہوگا مثلاً جمعہ اسکا استحقاق کامل نہ ہوگا

[illegible]

جیسے شنبہ سے پنجشنبہ تک متصل خدمت کرو اور جبکہ جز و متصل یعنے یوم پنجشنبہ تمام ہو اجرت یوم جمعہ کی
دی جیسا الادا ہو گی اسلئے کہ کوئی شخص راضی نہیں ہوتا کہ صرف دو یوم کی تنخواہ لیکر نوکری میں تمام یوم جمعہ کی
تعطیل دیدے تک چھ یوم کامل کے بعد ایک یوم دیا جاتا ہے ایسی ہی دوسری تعطیلیں مثل جمعہ کے جزو کہ
جز یعنے کیفیت منسوب اور ایام سابقہ سے متعلق ہیں پس تعطیل عید الضحیٰ تو بکی محرم سے متعلق ہے
اور تعطیل عید الفطر آخر یوم رمضان یا رویت ہلال سے متعلق اسی طرح اکثر تعطیلیں ہیں مثلاً زید
مقرر ہے فی ہفتہ یا تاہم پس ابتدا میں غیر حاضر رہا جیسے شنبہ سے دوشنبہ تک سے انتہا میں غیر حاضر
رہا جیسے شنبہ سے پنجشنبہ تک درمیان میں غیر حاضر رہا جیسے دوشنبہ سے چہارشنبہ تک سے ان صورتوں میں
تنخواہ آخر یوم میں نوکر ہوا تھا آخر و اول میں نوکر تھا صرف درمیان میں برطرف ہو گیا تھا تعطیل
کامل ملیگی آخر یوم یا پنجشنبہ کو برطرف ہوا تعطیل بالکل نہ ملیگی رخصت موقت یوم متصل تک
اگر ملا و منعات ہے تو کل تعطیل ورنہ بقدر خدمت اگر کی ہو ملیگی عید وغیرہ کی تعطیلات کہ یوم
متصل میں حاضر تھا اور اول سے کچھ غیر حاضری تو اسکے ہے کہ تعطیل وضع کی جاتی تقسیم حسب
تنخواہ ادائ ایام کا اعتبار سے ہو گا جو بعد وضع تعطیلات باقی رہیں پس زید سور وپیہ ماہوار کا نوکر
ہے ۲۹ یوم اور چار جمعہ کا حساب ۲۵ یوم خدمت ہو لہذا دیا جاوے اور اگر
یوم غیر حاضر ہی ہے تو تعطیل وضع ہونگی [illegible]
سے [illegible] طرف [illegible] [illegible]

[illegible]

دوسری طرف سے صرف عمل ہے ایک طرف سے مال اور دوسری طرف سے صرف مال ہے ایک طرف سے
مال دوسری طرف سے عمل ہے کسی طرف سے مال نہیں ہے صرف نیک ہیں تجارت کرتے ہیں چنانچہ قسم اول و دوم
شرکت [illegible] قسم دوم منافع [illegible] قسم ششم مضاربت ہے اور پنجم شرکت فی الوجوہ
اور [illegible] فاسد اصول شرکت [illegible] جسقدر آدمی باہم شریک ہوں جائز ہے
شرکت [illegible] جائز نہیں اگر جانبین سے نقد [illegible] ہر شریک اپنا نصف مال دوسرے کو ہاتھ بیچ کر
شرکت کریں مثلاً زید و بکر برابر کے شریک ہوں اور زید کے پاس دس تھان پارچہ قیمتی سو روپیہ ہوں اور
بکر کے پاس پچاس روپیہ قیمتی سو روپیہ کی ہیں اب زید نصف تھان پچاس کو بیچے تاکہ بکر
اوس میں برابر کا شریک ہو جاوے اور بکر بھی وہی تھان زید سے خرید کر اوسے شریک کرے اگر [illegible]
اصل مال میں [illegible] تفاوت خیال میں [illegible] مقدار مجہول سے شرکت جائز نہیں مثلاً
اس شرکت میں شکر [illegible] اور روغن وغیرہ جسقدر مطلوب ہو بکر کا مال عمل میں [illegible] مقرر نہیں
مثلاً جسقدر [illegible] اور محنت ہو وہ بکر کرے اور زید [illegible] دیگا یہ جائز ہے منافع میں تعیین
اور تخصیص جائز نہیں مثلاً [illegible] یا فلان کھیت یا درخت یا مال کا جو نفع ہو وہ زید کا یا
نصف منافع اور [illegible] اسلیے کہ ممکن ہے کہ نفع مقدار معین سے کم یا برابر ہو یا اوسی شئے میں
نفع ہو اور مال میں نہ ہو یا بالکل اوس میں نفع نہ ہو پس یہ سب صورتیں موجب نزاع اور قاطع
شرکت ہیں شرکت ایسی فاسد و واجب الفسخ ہو جاتی ہے [illegible] نفع یا مال یا عمل کم ہو یا زیادہ
ہر شخص اپنے معاملہ کا ذمہ دار اور اپنے شریک کا وکیل و کارگزار ہے مگر شرکت مفاوضہ میں کفیل ضامن
ہے پس جو شئے ایک شریک کے ہاتھ بیچے اوسے تقاضا کرے اور دوسرا شریک بقدر حصہ وصول کرے
مگر مفاوضہ اور شرکت صنائع میں دونوں مستحق اور مستحق [illegible] شرکا باہم امین ہیں پس جو شئے ایک
شریک کے پاس ضائع ہو اوسکا تاوان نہ دینا پڑیگا مگر جبکہ اسکا قصور ہو یا شرط قرار داده یا عرف
تجار کی مخالفت کی ہو شرکا مختار ہیں کہ بحسب عرف تجار و امور قرار یافتہ ایک دوسرے کی غیبت
اور حضور میں معاملات کیا کریں اور جو نفع و نقصان اوسمیں ہو وہ مشترک ہے کسی شریک کو
اوس امر خاص میں جسمیں شریک تنہا اختیار نہیں کہ کوئی علحده معاملہ کرے اور نفع خاص اوٹھاوے
جسطرح امانت [illegible] یا دوسرے کے [illegible] سے اپنے کو مال حوالہ کر دے تو نفع اسمیں نہوگا شریک بھی

حالت ضرورت و اضطراب تک کوئی امر خلاف قرار داد کرے تو اس خیال سے کہ بے اسکی کام
مشکل یا محال ہے تو نرم ہین تقسیم شرکت کو باطل کرتی ہے لا کسی شریک کو بغیر شرکتی حصہ کے
ہبہ یا فروخت یا رہن کرنیکا اختیار نہیں ہے جبتک دوسرے شریک منظور نکرلیں اور خریدار کو مال
پر قبضہ ندیوین اور بعد قبضہ شرکت اول فسخ ہوگی اور مشتری سے ازسرنو معاہدہ ہوسکتا ہے اسلیے کہ
فسخ بشرط شرکت جائز ہے نہ شرکا دعوی استحقاق قبول کیا[۱۲] غیر مذہب سے شراکت نکرے
اسلیے کہ مفضی الی النزاع ہے اشباہ میں ذمی کی شراکت کو مکروہ لکھا ہے عالمگیری میں ہے کہ نصرانی سے
مضاربت مکروہ ہے اور معاملات فاسد کرے تو ناجائز ہے چونکہ غیر مذہب والے سے خلاف شرع
امور ضرور ہونگے اور غالباً ہونگے لہذا اوسکی شرکت سے احتراز لازم ہے واللہ اعلم [۱۳] اجمین وکالت میں شراکت نہین
پس دو شخص [illegible] شراکت [۱۴] استحقاق نفع کا بوجہ مال ہوتا ہے جیسے رب المال کو خواہ
بوجہ عمل کے جیسے مضارب کو خواہ بوجہ ضمان و ذمہ داری جیسے شراکت فی الوجوہ جس کا بیان ہو چکا
سے کوئی بات نہو تو نفع کا استحقاق نہو سکیگا پس اگر زید نے بکر کو عمر سے سو روپیہ قرض دلوا دیے
پس اگر خود ذمہ دار ہو اور عمر کو بکر پر کچھ دعوی نہین تو زید بکر کا نفع میں شریک ہوسکتا ہے نہین تو نہین
نفع میں مال اور محنت کا اعتبار نہین بلکہ اول ضمان بعد ازان شرط ہے جیسے اگر دو
شریکون نے قرار پایا کہ جو مال بیوپار کے لیے قرض لیا جائیگا اوس میں نصف نصف کا ضامن ہے باقی کا ہر ذمہ دار ہے
اس صورت میں نفع بقدر ضمان نفع پائیگا اور جو عہد و شرط اسکے خلاف ہے معتبر نہوگا اور اگر ضمان نہوگا
زید کا مال سو روپیہ ہے اور بکر کا مال پچاس روپیہ اور محنت دونون برابر ہے اور نفع
باہم برابر قرار پایا تو جائز ہے چونکہ شرط و عہد کا اعتبار ہے مگر جبکہ روپیہ میں ضمانت شراکت ہو
اگر سو روپیہ قرض لائے اور زید پچتر کا اور بکر پچیس کا ذمہ دار اور ضامن ہوا تو اس صورت میں بکر
اور زید کو [۱۵] نفع سے حصہ ملیگا اگرچہ عہد اسکے خلاف ہو وہ معتبر نہیں ہے چونکہ مال میں ذمہ دار ہے
تو نفع بقدر ذمہ داری ہوگا [۱۶] نقصان بقدر مال ہے دو مجاز یعنے اگر تجارت میں
نقصان ہو تو نفع خواہ برابر ہو خواہ بیش و کم مگر نقصان مال پر تقسیم ہوگا جیسے زید کا سو اور
بکر کا پچاس روپیہ تھا تو دو حصہ نقصان زید پر اور ایک حصہ بکر پر عاید ہوگا [۱۷] شریک اپنے شرکا کو
معاملہ میں نہیں سکتا مستحق ہے کہ شریک یا سود نہیں ہوسکتا

یعنی کوئی چیز اپنے ہاتھ سے خرید کر شریک کو ہاتھ بیچے اور بیچی ہوئی چیز اسکی تجارت میں داخل کیا جائے اور
جائز ہے کہ تجارتی جماعتوں میں بعض شرکا بطور اجیر کا کام کریں اسلئے کہ ایسی جماعتوں میں کسی شریک
کو یہ اختیار نہیں ہے بلکہ سب ایک قاعدہ کی زبان اپنے پر قرار پاتے ہیں اور منتظم امر مقصود ہوتا ہے
تعمیر اسکی اگرچہ زمانہ سابق میں نہیں ملسکتی مگر بعض خلفا کا انتظام وظائف میں لگانا یا اسپر محمول
ہے یا دوسرے کو قاضی بنانا اسی امر کو ثابت کرتا ہے کہ کسی قاعدہ کا واجب العمل ہو جانا اور اسکی پابندی
مدت کی مدت سے کرانا ہے۔ اور ظاہر ہے کہ خاص شرکت میں اگر کسی شریک نے بحیثیت امارت کے
تصرف کیا مگر تو امر بدون امر کے رہ جائیگی اور صرف دوسرے شریک کو امر قرار دینے سے ترجیح بلا مرجح
لازم آتی بخلاف تجارت عام کے کہ اسمیں کسی شریک کو ہرگز کچھ مداخلت نہیں ہوتی ۔ جس چیز کو انکے مال
شرکت بھی حاصل ہو تب اگر شرکا دریا اور بالعین برابر ہوں اور جملہ کاروبار میں شریک ہیں تو یہ شرکت مفاوضہ ہے جس کا حکم
مفاوضہ میں داخل نہیں ہے نفع و نقصان اسمیں مساوی ہوگا ہے اسمیں دونوں باہم کفیل
و ضمین ہیں جو دیون و معاوضے من حیث تجارت عائد ہوں انمیں دونوں شریک ہونگے اور ایک
نے اگر کچھ خریدا یا بیچا یا ضمانت کی یا قرض لیا دیا تو دوسرا بھی بالخود مستحق ہوگا بخلاف ان دیون کے کہ
جو حیثیت تجارت لازم ہوں جیسے صدقہ جیسے اذن مدیون ادائے قرض یا ضمانت یا بدل خلع یا دین
جنایت یا میراث یا انعام وغیرہ لینا دینا یا جو معاملات ذاتی خانگی طور پر کئے جائیں جیسے غلہ لباس
وغیرہ خریدنا ان سے دوسرے کو کچھ واسطہ نہیں مگر جبکہ کسی وجہ سے ایک شریک کا وہ مال جو اس تجارت
میں شرکت کے قابل تھا کم زیادہ ہوگیا تو یہ شرکت عنان ہے شکل پنجم بھی اسمیں داخل ہے
اسمیں اختیار ہے کہ بعض انواع میں شرکت کرے اور بعض میں نکرے اور اگر ایک طرف سے عمل اور
دوسری طرف مال ہے تو اسی کو مضاربت کہتے ہیں اسمیں شرط ہے کہ مال مضارب کو قبضہ میں دیدیا
جائے اور جسقدر قرار دیا یا عرف تجارت میں ہر قسم کے تصرف کا موقع ملے پس رب المال کو یہ شرط
کر لینا کہ میں بھی عمل میں شریک رہونگا یا تمام امور میری اجازت پر موقوف رہیں یا مال میرے
قبضہ یا حفاظت میں رہیگا اور ایسی شرطیں جو مضارب کو پوری کوشش و تدبیر سے روکیں
یا باب تجارت سے روکیں مضاربت کو فاسد کرینگی ہاں بدون شرط مالک کوئی کام کرے یا اپنے
مال کی حفاظت کرے یا احتیاطاً کسی خاص قسم کی تجارت یا مقام وغیرہ معین کرے یا کہ بعض معاملات

تجارت میں یا قرض یا سفر وغیرہ سے منع کرے تو جائز ہے اور شرطین لازم ہیں مضارب امین ہے مگر جبکہ کسی
شرط کی خلاف کرے اور بعض شرط ہو تو صرف تجارت کی خلاف کرنے میں ضامن بنایا جائیگا مضارب
نفع میں بحسب قرار داد شریک ہے اور نقصان اوسکے ذمہ نہیں ہاں اگر مال میں کچھ نفع ہو تو اول
نفع نقصان میں وضع ہوگا پھر کچھ بچے تو مضارب اوسمیں شریک ہے ورنہ اپنے پاس سے نہ دیگا
بانقضاء مدت ہو شرکت فسخ ہو جاتی ہے مگر جبکہ رب المال قبل مدت یا مدت ختم ہو تو اپنی خوشی
سے مضارب کو معزول کرے تو مضارب کو اختیار ہے کہ مال بیچکر روپیہ کرے نفع و نقصان کا حساب کرا دے
مضارب وقت قبض مال امین اور بوقت معاملہ وکیل اور حسب نفع ہو تو شریک اور مضاربت
فاسد ہو تو اجیر اور مخالفت کرے تو غاصب و ضامن ہے حسب مضارب ایسا سفر کرے کہ شکو
گھر میں خرچ ہے تو خرچ و خوراک راس المال سے ہے رب المال کو اختیار نہیں ہے کہ کوئی چیز کم قیمت
مثل سے بے رضا مضارب بیچے یا خود خرید لے اگر مضاربت فاسد ہو جائے تو اجرت مثل دلائی
جائیگی اور اگر دو شخص صرف ہمعمل ہوں جیسے خیاط و نان پز وغیرہ یہ شرکت صنائع ہے ہر ایک دوسرے کے
تقاضے اور اجرت کا ماخوذ و مستحق ہے - اور جو نفع قرار دین صحیح ہے - شریک بعذر یا بلا عذر کام نکرے
تو بھی نفع کا مستحق ہے اسلیے کہ نفع عوض ضمان مال ہے (احکام العدلیہ) ایسی صورتمیں جائز ہے کہ
شریک سے اجازت لیکر اوسکی طرف سے دوسرا اجیر متعین کرے اور اگر چند آدمی کوئی مال قرض لیکر
بیچا کریں تو یہ شرکت فی الوجوہ ہے اسمیں نفع بقدر ذمہ داری ہے اور ہر ایک دوسرے کا وکیل ہے مسئلہ
مباح مالوں میں شرکت جائز نہیں جیسے جنگل کی گھاس شکار - دریائی مچھلیاں کیونکہ یہ کسی کے
مملوک نہیں اور تقدیم سے حق قابض کا متعلق ہو جاتا ہے مسئلہ زید نے جب عمرو کو ایک مال میں شریک کیا
اور زر حصہ بطور قرض رہا تو عمرو مال مشتری کا مستحق اور مالک ہے اور زر شرکت کا ذمہ وار ہے
مزارعت آپس میں زراعت کرنا یہ ایک قسم کی شرکت ہے اور محل اسکا زمین اور زمین کی تین
قسمیں ہیں یا مملوک مگر سلطانی خراج یا عشر دینا پڑتا ہے یا غیر مملوک جو اجارے پر لیجاوے خواہ
مملوک ہو یا کسی سے بعاریت ہو مگر خراج وغیرہ اوسمیں نہو قسم اول و دوم میں تمام شروط اجارہ
یعنی وقت و مقدار اجرت و تعین قسم منفعت وغیرہ کا لحاظ لازم ہے اور سوم میں اگر مملوک ہے تو
مختار ہے اور مستعار ہے تو اوسکی لوازمات کی پابندی ہے مگر پھر اگر کھیتی کے لیے شرکت کیجائے تو اوسکی پابندی

صورتین باہم ہیں جو فاسد ہیں اول زمین ایک شخص کی اور عمل اور مصارف دوسرے کے یا اتفاقاً ہ
ہے دوم زمین و عمل مصارف ایک کے مگر صرف عمل دوسرے کا سوم زمین اور تخم ایک کا اور عمل زمین
اور دوسرے کا مصارف چہارم زمین کسی اور کی ہو اور مصارف ایک شریک کے ذمہ ہو اور عمل
دوسرے کے ہو یہ شرکت فی العقود ہے پنجم دونوں عمل اور مصارف میں شریک ہوں یہ شرکت ہو جاتی
اور بعض صورتین خلاف اصول شرکت کی وجہ سے جواز نہیں اور مزارعت فاسد و بعض مخالفت
اشکال و شروط مذکورہ میں آیا ہے روایت کہ صاحب زمین غلہ وغیرہ کا مالک ہو اور دوسرے شریک کو اُجرت
اُجرت اور خرچ کیا ہو دیا جاتا ہے اور ایک روایت میں ہے کہ صاحب تخم مالک اور صاحب زمین
اُجرت پائیگا (ہدایہ) اور اسی پچھلی روایت کی تصدیق حدیث مرفوع سے جو امام محمد نے
آثار صفحہ ۱۵۲ میں نقل کیا ہے ہوتی ہے اور عمل زراعت زمین ہے اور مصارف اسکے تخم خراج مزدوری
مزدوریان جو عرفاً یا مراعاتاً مزارع کے ذمہ نہیں ہوں یا جو عادتاً مزارع کی قوت سے خارج ہوں
یا دو آدمی مزارع ہیں وہ سب کیست انجام پائیگا تاکہ غلہ علیحدہ نہیں کرسکتے یا اگر زمین زیادہ ہے
تو اوسکا سینچنا یا جوتنا انکی قوت سے خارج ہے ایسی سب صورتوں میں یہ مزدوریاں داخل
مصارف ہیں اور آلات اسکے بیل اور رسن وغیرہ ہیں یہ اگر ذمہ مزارع کے ہو جائیں تو داخل
عمل ہیں جسطرح مضارب اپنے آلات کے ذریعہ سے سرمایہ تجارت کی اصلاح کرسکتا ہے یا جیسے اپنے
ہتھیار وغیرہ سے صناعت کرتا ہے اور مصارف اسکے جیسے دانہ بھوسا وغیرہ بھی ذمہ مزارع ہو سکتے ہیں
جسطرح وہ خود کام کرتا ہے اور روٹی پاس سے کھاتا ہے اور اگر ذمہ مالک کئے جائیں تو بھی جائز ہے
اسلئے کہ متعلق مصارف ہیں غرضکہ آلات من وجہ مال ہیں اور من وجہ عمل پس انکی نسبت
دونو طرف جائز ہو۔ ضرور ہے کہ مزارعت میں اصول شرکت کا لحاظ رہے تو مزارع کو شل وضاع
کا اختیار کامل دیا جاوے نفع معین و مخصوص نہ ہو جیسے سو روپیہ یا مرغا ہو سے یا گیہوں وغیرہ
سے خراج وا دیا رہے میں اختیار ہے کہ عمل معین کرے یا مال سے یا کوئی مال۔ مگر عمل اور مال میں
تعیین وغیرہ ضرور ہے مثلاً اسقدر روپیہ یا گیہوں یا بھوسہ یا فلان کام مگر یہ جائز نہیں کہ جسقدر
بھوسہ یا گیہوں پیدا ہو یا فلان کھیت کا غلہ اسلئے کہ جائز ہے کہ وہ شے بالکل نہ ہو یا امید سے زیادہ ہو
اور یہ شرط ہے کہ بوقت ضرورت رکھا یا کچھ کام یا کسیقدر مال سے اعانت کرے یا کسی قسم کی حق تلفی نہ ہو

لـه ہر چند تفصیل اسکے لئے اعتراض نہ گذری کہ اصول مزارعت سے یہ خبر بتاتا ہے [illegible] اس صورت میں جملہ مصارف کاشتکاری بیشتر قیمت آب وغیرہ ذمہ صاحب زمین ہے ۲ منہ

[illegible] ہے جس میں [illegible] اگر کوئی امر [illegible] شامل [illegible]

[illegible] بیان [illegible]

[illegible] جس کا ذکر [illegible] قابل [illegible]

[illegible] عقد صحیح [illegible] پیش آئے [illegible]

[illegible] ترمیم [illegible] کی [illegible]

اور [illegible]

[illegible] تصنیف [illegible] الله [illegible]

حوادث [illegible] معاملات کی کثرت [illegible] ایک ایسا [illegible] کردیا جس [illegible] مسائل [illegible]

معاملات [illegible] مثال [illegible] تمام [illegible] مسائل [illegible]

احکام کا [illegible] اہل اسلام [illegible]

[illegible] اجازت [illegible]

[illegible] قرآن و حدیث [illegible]

[illegible] مسائل [illegible]

[illegible] مسائل [illegible]

اہل اسلام [illegible] مسائل [illegible]

[illegible]

[illegible] مسائل [illegible]

[illegible]

[illegible] مسائل [illegible]

[illegible] معاملات [illegible]